تقرب الی اللہ

حاصل طریقت

مرتبہ

محمود اعجاز خان قوزی

ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

چیمبر نمبر ۴۸ ضلع کچہری پاکپتن شریف

علمی پبلشرز لاہور

تقرب الی اللہ

مصباح الطریقت

حصہ اوّل

مرتبہ

محمود اعجاز خان توزی

ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

چیمبر نمبر ۴۸ ضلع کچہری پاکپتن شریف

علمی پبلشرز لاہور

داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 0300-4541210 5044456

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نام	....	حاصل طریقت
مرتب	....	محمود اعجاز خان وتوزی
بااہتمام	....	حافظ محمد وسیم قادری
سرورق	....	فہیم گرافکس
تعداد	....	500
صفحات	....	224
ہدیہ	....	
ناشر	....	علمی پبلشرز لاہور

ملنے کے پتے

محمود اعجاز خان وتوزی چیمبر نمبر ۴۸ ضلع کچہری پاکپتن شریف

علمی پبلشرز لاہور

داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 0300-4541210 5044456

حاصل طریقت پر ایک طائرانہ نظر

کتاب حاصل طریقت اولیاء کا پیغام ہے جیسے جیسے پڑھتے چلے جائیں گے آپ کو محسوس ہوگا کہ ایک ہی وقت میں آپ اولیاء کرام کی بے شمار کتابوں کے گلشن سے گزر رہے ہیں۔ ایک چمن میں موجود مختلف پھولوں کی خوشبوؤں کو سونگھ رہے ہیں۔ حاصل طریقت کے ورق الٹتے جائیں اور دیکھیں کہ محترم محمود اعجاز خان صاحب نے آپ کیلئے کیسا خوبصورت گلدستہ سجایا ہے۔ مرتب نے اپنے والدین مرحومین کو ایصال ثواب کرنے کا منفرد انداز اپنایا ہے۔

کیونکہ ہمارے یہاں وفات کے بعد چند دِن رسمی اعمال بجائے جاتے ہیں اُس کے بعد لوگ مرحوم کو بلکل بھول جاتے ہیں لیکن محمود اعجاز خان صاحب اپنے والدین کی وفات سے خود بھی درس حاصل کیا ہے اور دوسروں کیلئے بھی درس عبرت کا سامان کیا ہے حقیقت میں دیکھا جائے تو محمود اعجاز خان صاحب کا اقدام قابل صد ہزار ستائش ہے کہ ایک طرف تو انھوں نے معاشرے میں بھٹکتے والے افراد کو اولیاء کرام کی کتب کو پڑھنے کی ترغیب دی اور دوسری طرف اپنے والدین کو محنت کر کے وہ تحفہ پیش کیا ہے جس کا ثواب انھیں طویل عرصے تک ملتا رہے گا۔ بلکہ یوں کہیے کہ جب تک حاصل طریقت کتاب پڑھی جاتی رہے گی اُنھیں راحت ملتی رہے گی جو تمام مسلمانوں کیلئے عمل کی عمدہ مثال ہے۔

محمود اعجاز خان صاحب جب میرے پاس تشریف لائے تو حاصل طریقت کا مسودہ مجھے پڑھنے کیلئے دے گئے جب میں نے حاصل طریقت کا مطالعہ کیا تو میں نے محسوس کیا ہے اس کے اندر مرتب نے خوب محنت سے کتب اولیاء کا اقتباس پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے مثلاً (۱) کشف المحجوب (۲) غنیۃ الطالبین (۳) دلیل العارفین (۴) راحت القلوب (۵) اسرار الاولیاء وغیرہ کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا ہے ضرورت ہے ایسی اچھی کتابوں کو ترتیب دیا جائے جو تعلیمات اولیاء سے منور ہوں تاکہ عوام میں نیک اعمال کا جذبہ بڑھے اس سلسلے کو آگے بڑھانے کیلئے راقم الحروف نے بھی ''کشف المحجوب'' سے ''غزنی سے لاہور تک'' ترتیب دینے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا ہے کہ ہماری اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور انجمن ناشران کتب اہلسنّت پاکستان کو ترقی عطا فرمائے۔

محمد وسیم قادری

پیشِ لفظ

" سبحانک رب العلیٰ وعلیٰ الوھاب ".

پاک ہے پروردگار، اعلیٰ، اور سب سے زیادہ بخشنے والا۔ جیسا کہ ہوتا آیا ہے کہ ہم روزانہ اموات کو دیکھتے ہیں اور اُن میں سے بعض کی مذہبی رسومات میں بھی شامل ہوتے ہیں ۔لیکن ہم اُن سب کو سرسری انداز میں معمول کی کاروائی سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اوّل تو اُسی روز یا زیادہ سے زیادہ ایک روز بعد اپنے دنیاداری کے مشاغل میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

تب دین کا خیال آتا ہے، بعداز موت حالات کی سوچ پیدا ہوتی ہے اور پھر عالم برزخ اور روز حشر کے متعلق ذہن میں سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی تشفی صرف اور صرف مذہبی کتب کے مطالعے ہی سے ممکن ہے میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا اور میرے ذہن میں کچھ ایسے ہی سوالات پیدا ہوئے جب مورخہ 18 جنوری سال 2000ء میری والدہ کا انتقال ہوا۔

تب سے میں دینی رسائل کا مطالعہ شروع کیا اور اخبارات وغیرہ سے دینی امور کے متعلق راہنمائی حاصل کی، جب اس پر تشفی نہ ہوئی تو بزرگانِ دین کی کتب کے اردو تراجم حاصل کر کے اُن کا مطالعہ شروع کیا۔ جن میں (1) ہشت بہشت، جو کہ کل آٹھ کتب کا مجموعہ ہے۔ جن میں، (۱) انیس الارواح، از حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ، مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ (2) دلیل العارفین، از حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ، مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ۔ (3) فوائد السالکین۔ از حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ، مرتبہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (4) راحت القلوب (5) اسرار الاولیاء، ازاں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ اور (6) غنیۃ الطالبین۔ از حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (7) کشف

المحجوب از حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (داتا گنج بخش) (8) عوارف المعارف، از حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کیا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اپنے ذہنی سوالات کی تشفی کے بعد مطالعہ ختم کر دیتا اور اپنے روزمرہ کے معمولات زندگی میں گم ہو جاتا اور آہستہ آہستہ سب کچھ بھول جاتا۔ لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ میرے اس مطالعے کے دوران ایام مورخہ 14 دسمبر سال 2002ء کو میرے والد کا بھی انتقال ہو گیا۔ جو میرے سابقہ خیالات کی مزید تقویت کا سبب بن گیا۔ اگرچہ میری دنیا بدل گئی لیکن میری مذہبی سوچ مزید پختہ ہوتی چلی گئی اور شوق مطالعہ بڑھتا چلا گیا جو کہ خداوند تعالیٰ کے انسان کے ساتھ رویے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی حد تک پہنچ گیا۔ جس طرح کہ " **من كان الله ، كان الله له** " یعنی جو کوئی اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ اُس کا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے میری ان کتب کو پڑھنے اور بہترین شعور کے مطابق اُن کو سمجھنے میں میری مدد فرمائی۔ ورنہ میں کیا اور میرا شعور کیا۔ میری تعلیمی قابلیت محض بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی تک محدود ہے۔ بی اے میں نے پولیٹیکل سائنس سوشیالوجی اور اضافی فارسی۔ کے مضامین کے ساتھ گورنمنٹ کالج ساہیوال سے کیا ہے۔ اور ایل۔ ایل۔ بی پنجاب یونیورسٹی لاء کالج لاہور سے کیا ہے۔ میں پیشہ کے اعتبار سے ایک عام وکیل ہوں۔ الگ سے میں نے کوئی مذہبی تعلیم حاصل نہیں کی ہے۔ اگرچہ موجودہ کتاب میری موجودہ تعلیمی قابلیت سے میل نہیں کھاتی ہے، مگر جس کی اللہ تعالیٰ مدد کرے۔ میرے مطالعے کی عادت میں یہ شامل ہے کہ میں مضمون کے مطالعے کے بعد اُس کے نوٹس لیا کرتا ہوں، جو کہ میں نے یہ طریقہ ان کتب کے مطالعے میں بھی استعمال کیا ہے۔

پہلی کتاب کے مطالعے کے بعد جب میرے تحریر کردہ نوٹسز کی کچھ تعداد ہو گئی تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس طریقے سے کتاب مرتب ہو سکتی ہے تو میں نے اس نہج پہ سوچا اور پھر اس انداز سے نوٹس مرتب کیے کہ مضمون کی تکمیل ہو، اور پھر جب کتاب در کتاب میری ضرورت کے مطابق میرا مطالعہ مکمل ہوتا چلا گیا تو جو ایک مضمون پر مختلف بزرگوں کے اقوال تھے وہ

گئے، تب میرے دل میں یہ خیال جا گذیں ہوا کہ کیوں نہ ان اقوال کو مضامین کی مناسبت سے جمع کر دیا جائے۔

جس کی وجہ سے متعلقہ کتابوں میں درج مضامین کی ترتیب اور اسلوب بدل گیا ہے تاہم میں نے مضامین متذکرہ میں بزرگوں کے اقوال کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی چیز شامل نہ کی ہے اور نہ ہی میں اس بات کا اہل ہوں۔ مزید یہ کہ ان مضامین کی تکمیل میں، میں نے واقعات کے بیان، اور مختلف بزرگوں سے منسوب مختلف کرامات کے اظہار کو حتی الوسع تحریر کرنے سے اس وجہ سے گریز ہے کہ محض اس کی وجہ سے عام قاری کی نظر ان واقعات اور کرامات کو پڑھنے پر ہی لگی رہتی ہے اور اُن بزرگوں کی اصل تعلیمات سے بھٹک جاتی ہے۔

جس طرح مجھ جیسے پڑھے لکھوں کا یہ المیہ ہے کہ ہم دراصل مذہبی تعلیم سے بالکل نابلد، اَن پڑھ اور جاہل ہوتے ہیں لیکن ہم اس کے باوجود اپنے آپ کو عالم سمجھتے ہوئے موقع ملنے پر ہر مذہبی بحث میں حصہ لیتے ہیں اور اپنے موقف ڈھٹائی سے قائم رہتے ہوئے دوسروں کو جاہل ثابت کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے اور کسی اہل علم سے کچھ حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ مسئلہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم سال بعد عید کی نماز پڑھنے جاتے ہیں اور یا ہمیں کبھی نمازِ جنازہ پڑھنی پڑ جائے۔ اُس وقت ہماری یہ حالت ہوتی ہے کہ ہم کنکھیوں سے ادھر اُدھر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ کہ جیسے دوسرے کر رہے ہوں ہم بھی کر لیں۔

پوچھ ہم نہیں سکتے کہ شرم آتی ہے۔ اس مشکل کے پیش نظر میں نے تمام فرضی اور نفلی نمازوں کے پڑھنے کے طریقہ اور تفصیلات حاصل کرنے کی ٹھانی، اور عام اخبار و رسائل اور بزرگانِ سلف کی کتب متذکرہ سے استفادہ کیا ہے۔ اور اس امر میں بھی اپنی طرف سے کوئی چیز شامل نہیں کی ہے اور نہ ہی میں اس بات کا اہل ہوں۔ سو میں نے اس کتاب کو اس انداز میں اور انہی امور کے مدنظر مرتب کیا ہے، پتہ نہیں کہ مضمون کا تقاضا کس حد تک پورا ہوا ہے۔

اور میں کس حد تک مضمون سے انصاف کر سکا ہوں۔ مجھے یہ احساس ہے کہ میری یہ کتاب، کچھ لوگوں کا علمی معیار زیادہ ہونے کی وجہ سے اُن کی تشفی نہ کر سکے گی، اُن سے گذارش ہے کہ وہ اُن کتب کا مطالعہ فرمائیں، جن کا میں حوالہ دے چکا ہوں مجھے یہ بھی احساس ہے کہ میری یہ کتاب کچھ لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے گی۔ اُن سے یہ گذارش ہے کہ وہ برائے مہربانی اس کا مطالعہ نہ کریں، اور بے جا غلطیاں نکالنے سے گریز کریں۔

مزید یہ کہ میں اپنی تعلیمی قابلیت عرض کر چکا ہوں اس وجہ سے غلطیوں کا احتمال موجود ہے، تاہم میں وثوق سے کہتا ہوں کہ کوئی غلطی دانستہ نہ ہوگی بلکہ کم علمی کی وجہ سے ہوگی۔ جس کو معاف فرمایا جائے۔ مزید یہ کہ اس کتاب میں میں نے جو بزرگان دین کی بتلائی ہوئی عبادات اور ذکر اذکار جو بیان کیے ہیں اُن کا آج کے افراتفری کے دور میں من وعن عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے، کیونکہ وہ عبادات اور ذکر اذکار تقریباً 24 گھنٹوں پر محیط ہیں۔

تاہم نفلی عبادات اور ذکر اذکار میں سے کوئی ایک یا ایک سے زیادہ چیزوں کو منتخب کر کے اُس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ اس کتاب کے تحریر کرنے میں میں نے ہر قسم کی مذہبی فرقہ بندی سے بچنے کی کوشش کی، کیونکہ میں اپنے آپ کو ماشاءاللہ اولیاء اللہ کا غلام بن کر، مسلمان کہلوانا پسند کرتا ہوں اور یہی میرے لیے اعزاز کی بات ہوگی۔

مزید کہ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ میری اس کتاب کے پڑھنے سے قاری کے ذہن میں ضرور تبدیلی ہوگی اگر چہ مختصر ہی کیوں نہ ہو۔ اور میں نے یہ کتاب کسی تجارتی مقصد کیلئے تحریر نہیں کی ہے، اولاً میرا مقصد صرف خود فائدہ حاصل کرنے کا تھا۔ بعد میں یہ خیال کہ شاید اس سے کسی دوسرے آدمی کا بھی بھلا ہو جائے۔ مگر فائدہ وہی ہے جو اللہ دے۔

اس کتاب کی تیاری میں مجھے کل ملا کر، عرصہ تقریباً 5 سال کا لگا ہے۔ اور یہ نیک کام محض میرے والدین کے انتقال کے نتیجے میں ممکن ہوا ہے۔ بصورت دیگر شاید میرے دل میں ایسا خیال ہی پیدا نہ ہوتا۔ اس لیے گذارش ہے کہ میرے والدین کے حق میں اقبال دعائے خیر

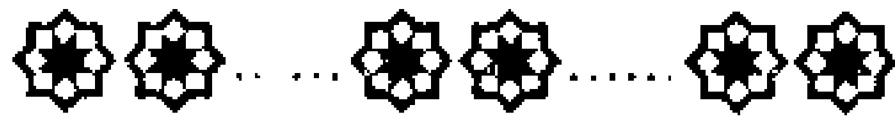
کی جاء۔اور شائد میری یہ کتاب کسی دوسرے آدمی کا دینی بھلا کر جائے اور میرے لیے کسی نیکی کا سبب بن جائے اور میری نیکی قبول کر لی جائے اور شائد روز آخرت میرے کام آجائے۔میری نجات کا سبب بن جائے اور میرے گناہوں کی تلافی ہو جائے۔

" ان العزة لله ورسوله وللمؤ منين".

اور عزت اللہ اور رسول اور مومنوں کیلئے ہے۔

میرے خاک وخوں سے تو نے ، یہ جہاں کیا ہے پیدا
صلۂ شہید کیا ہے تب و تابِ جاودانہ
تری بندہ پروری سے ، میرے دن گذر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا ، نہ شکایتِ زمانہ

اقبال



عرض ناشر

میری ناقص رائے میں، شریعت نے ایک مسلمان کا نصف دن، دنیا کیلئے اور نصف دین کیلئے رکھا ہے، اور رات آرام کیلئے وقف کی ہے پنجگانہ فرائض نمازوں کا شیڈول دیکھ لیں تو یہ بات بخوبی سمجھ میں آجائے گی۔

یعنی نمازِ فجر کے بعد نماز ظہر تک تقریباً 7 گھنٹے کا وقفہ، دنیا داری اور روزی کمانے کیلئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور بقیہ چار نمازیں دو دو گھنٹے کے وقفے کے بعد آجاتی ہیں، بقیہ نصف دن پر محیط نظر آتی ہیں جس کی وجہ سے بقیہ نصف دن دین داری کیلئے وقف نظر آتا ہے۔ آج سے تقریباً 35,40 سال پیچھے نظر دوڑائیں اور اُس دور کے آدمی کو یاد کریں تو آپ کو وہ آدمی اس شیڈول پر عمل کرتا ہوا نظر آئے گا۔ کہ وہ صبح سویرے اٹھتا، نمازِ فجر ادا کرتا اور پھر دنیا داری اور روزی کا دھندہ کرنے میں لگ جاتا اور پھر بعد ازاں نماز ظہر کے وقت مسجد میں جا بیٹھتا اور پھر وہاں سے نمازِ عشاء ادا کر کے ہی گھر لوٹتا۔ اور پھر روٹی کھا کر سو رہتا، دکھائی دیتا ہے۔

قباحت اُس وقت پیدا ہوئی جب ہمارا شیڈول تبدیل ہو گیا۔ ہم نے صبح نمازِ فجر کے بہت بعد دن نکلے اٹھنا شروع کیا، اپنا روزگار اور دنیا داری تقریباً نمازِ عصر تک پھیلا لی۔ اور رات آرام کی بجائے تفریح، یعنی بیٹھکیں، سینما اور پھر ٹیلی وژن وغیرہ یا پھر دیگر غیر اسلامی مشاغل کی نذر کر دی۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ، ہماری غالب اکثریت محض دنیا داری کی ہی ہو کر رہ گئی اور دین داری مکمل طور پر نظر انداز ہو کر رہ گئی۔ ہم محض نام اور رسوم و رواج کے مسلمان باقی رہ گئے۔ ہم میں سے تمام اسلامی شعائر ختم ہو گئے اور ہم انسانیت کے بھی نچلے درجے پر کھڑے ہو گئے اور دنیا میں ذلیل وخوار ہو گئے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم ہوئے خوار، تارکِ قرآں ہو کر

طریقت ہی کے واسطے نفلی عبادات اور ذکر اذکار ہیں۔ اور بزرگانِ سلف نے شریعت پر مکمل عمل داری کے بعد تمام نفلی عبادات اور ذکر اذکار کو اپنایا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ، آدھا دن جو شریعت نے دنیاداری اور روزی کمانے کیلئے چھوڑ رکھا تھا، وہ بھی اُن کیلئے باقی نہ رہا اور رات جو آرام کیلئے تھی وہ قربان ہوگئی۔ اور وہ تمام کے تمام دین کے ہو کر رہ گئے پھر جیسا کہ ، من کان اللّٰہ ، کان اللّٰہ لہ ، یعنی جو کوئی اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ اُس کا ہو جاتا ہے۔

تو پھر اللہ اُن کا ہو گیا، اُن کے ہم عصروں نے دیکھا کہ، اللہ تعالیٰ نے براہِ راست بغیر کسی وسیلہ کے اُن کی روزی روٹی اور دنیاداری اپنے ذمے لے لی، اور اُن کی زبان اور حرکات و سکنات میں مقناطیسیت پیدا کر دی، جس کو ہم کرامت کہتے ہیں اور اس مقناطیسیت یا کرامت کے حامل شخص کو ولی اللہ آج کے دور میں اپنے اندر حرکات وسکنات اور زبان میں مقناطیسیت پیدا کی جاسکتی ہے یا کرامت حاصل کی جاسکتی ہے یا ولی اللہ (یعنی اللہ کا دوست) بنا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کا کوئی شاٹ کٹ نہیں ہے۔ طریقہ وہی ہے جو بزرگانِ سلف نے اپنایا۔ یعنی مکمل طور پر شریعت پر عمل کیا اور پھر طریقت میں تمام نفلی عبادات اور ذکر اذکار کو اپنایا اور راتوں کو قیام کیا ۔ جس کے نتیجے میں اُن کی دنیاداری مکمل طور پر چھوٹ گئی اور وہ اللہ ہی ہو کر رہ گئے ، اور یہ چوبیس گھنٹوں کا کام ہے۔ کمزور دل آدمی کے بس کی بات نہیں۔

اگر کوئی شخص محض فرض نمازیں پڑھ کر، یا کوئی ایک وظیفہ رٹ کر یا اُس پر عمل کر کے یا محض داڑھی بڑھا کر یہ دعویٰ کرے کہ وہ ولی اللہ ہو گیا ہے یا اُس میں کوئی کرامت آگئی ہے تو وہ محض جھوٹا دروغ گو مدعی ہے۔

تو گر خواہی ، مسلماں زیستن
نیست ممکن ، جز بہ قرآں زیستن

العارض

خان محمود اعجاز خان وتوزئی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

مناجات

مالکا ذکر تگویم ، چہ تو پاکی اے خدائی
نہ روم من آرا ، کہ تم آرا نہ نمائی

ہمہ درکار تہ پوئم ، ہمہ از فضل تہ جوئم
ہمہ توحید تہ گوئم ، کہ بے توحید سزائی

تو خداوندِ زمینی ، تو خداوندِ سماوی
تو خداوندِ یمینی ، تو خداوندِ لیاری

تذنو جفت نہ جوئی، تخ رو خفت نہ جائی
آعدا بیزنو جفتی ، مالکا کام روائی

تو علیمی تو حلیمی ، تو حکیمی تو قدیمی
تو نمائندہ فضلی ، تو سزاوار ثنائی

تو خبیری تو کبیری ، تو سمیعی تو بصیری
توئی عزی توئی ذلی ، مالکا عرش نمائی

ہم راعزو جلالی ، ہم را علم بقائی
ہم زانور سروری ، ہم راعیب خطائی

ہم راعیب توپوشی ، ہم راعیب تو دانی
ہم رارزق رسانی کہ تو باجودِ عطائی

نہ سپہری نہ کواکب ، نہ نجومی نہ جواہر
نہ منازل نہ مکانی ، نہ نشینی نہ بپائی

بری از رنج نیازی ، بری ازدرد گدازی
بری از بین میری ، بری ازچون چرائی

بری از خوردن خفتن ، بری از شرک وشبہات
بری از صورت رنگیں، بری از عیب خطائی

نبودِ خلق تبودی ، نبود خلق تپاشی
نہ نالجنتی نہ بگردی ، نہ فضائی نہ بقائی

ناتواں وصفِ تو کردن ، کہ تو در وصفِ نیائی
ناتواں فہم تو کردن ، کہ تو درفہم نیائی

لب دندان زبانم ، ہم تو حید تہ گوئم
برا از آتشِ دوزخ ، ذکرم باج رہائی

آعداء لیس کمسلی ، سمدأ لیس کسمدی
لمن الملک تو گفتی ، تو سزاوارِ ثنائی



حضرت علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش اپنی کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ :۔حضور نے فرمایا۔" کل میسر لما خلق له ".

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کو جس مقصد کیلئے پیدا کیا ہے اُس کا سامان بہم پہنچایا ہے۔

نزدیکی کو دوری کی تاب نہیں ہوتی اور دوری کو نزدیکی کی طاقت نہیں۔ اسرار معانی کی تلاش بہت دشوار ہے۔ بجز اُن لوگوں کے جن کا مقصد حیات یہی ہو۔

حجاب دو ہیں۔ ایک رینی جو کبھی دور نہیں ہوتا۔

دوسرا غینی۔ جو بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔

ان کی تشریح یہ ہے کہ، کچھ لوگ بالطبع محجوب ہوتے ہیں اور وہ حق و باطل میں تمیز نہیں کرتے اور کچھ لوگوں کا حجاب وصفی یعنی عارضی ہوتا ہے اور وہ جویائے حق ہوتے ہیں اور وہ باطل سے گریز کرتے ہیں۔ حجاب ذاتی یعنی رینی کبھی نہیں اٹھتا۔ رین، ختم اور طبع کے معنی ایک ہی ہیں ۔ چنانچہ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

" کلا بل ران علیٰ قلوبهم ما کانوا یکسبون ".

یعنی، بلکہ اُن کے اعمال کیوجہ سے اُن کے دلوں پر زنگ لگ چکا ہے۔

" ان الذین کفرو اسواء علیهم ء انذر تهم ام لم تنذر هم لایؤ منون ".

یعنی، جن لوگوں نے کفر کیا، برابر ہے، آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے پھر اسکی وجہ اس طرح بیان فرمائی کہ:۔

" ختم اللّٰه علیٰ قلوبهم".

یعنی، اللہ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی۔

حجاب صفتی جیسے غینی کہتے ہیں وہ کسی نہ کسی وقت دور ہو جاتا ہے۔ جبلت کا بدلنا یعنی ذاتی حجاب (رینی کا اٹھنا) از روئے مشاہدہ ناممکن ہے۔ لیکن صفتی عوارض بدل سکتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ

الرين من جملة الوطنات و الغين من جملة الخطرات .

یعنی، رین وطنات کی قبیل سے ہے اور غین خطرات کی قسم ہے وطن پائیدار ہوتا ہے اور خطر عارضی ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ، پتھر سے شیشہ بنایا جا سکتا یعنی جن لوگوں کی سرشت میں انکارِ حق اور اختیار باطل ہے وہ راستہ نہیں پائیں گے۔

اس کے برعکس، اگر آئینہ زنگ آلود ہو جائے تو صیقل سے صاف ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظلمت پتھر کی جبلت ہے اور روشنی آئینہ کی۔ آئینہ کی اصلیت قائم رہتی ہے اور اُس کی عارضی صفت یعنی زنگ دور ہو جاتا ہے۔ یعنی، جو لوگ حجابات غینی میں مبتلا ہیں مگر نورِ حق کی جھلک ان کے اندر موجود ہے، اُن کے حجاباتِ غینی اٹھ سکتے ہیں اور ممکن ہے کہ اُن پر حقیقت کی راہ روشن ہو جائے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، اپنی کتاب ''عوارف المعارف'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ'' **لمن كان له قلب سليم من الاعراض والامراض** ''یعنی اُس شخص کیلئے جس کو قلبِ اعراض اور امراض سادہ اور سلامت حاصل ہو۔

'' **انعی الیک قلوبا طالما مطلب ، سحائب الوحی فیها البحر الحکم** ''

یعنی میں تجھے سناتا ہوں ایسے قلوب کی کہانی جس نے وحی کے ایسے بادل برسا دیے کہ اُن میں حکمت کے دریا بھرے ہوئے ہیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''**ومن يعش عن ذكر الرحمن نقيض له شيطانا فهو له قرين**''. یعنی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اندھا اور غافل ہو تو اُس پر ہم شیطان تقدیر کر دیتے ہیں جو اُسی کے ساتھ رہتا ہے۔

جس شخص کے وسوسے مالک بن گئے اور اُس کے باطن پر حدیثِ نفس غالب ہو گئی تو وہ ''حسنِ استماع'' پر قدرت نہیں رکھتا، وسوسے دخانات ہیں جو نفس امارہ کی آتش سے اٹھنے

والے ہیں اور عفونت ہے جو شیطان کی پھونک مارنے سے فراہم ہو جاتی ہے۔ اور خطوط فانی اور مزۂ دنیاوی۔ جو ہوا و ہوس کی لپیٹ اور تباہی کی الیٹ ہیں۔ ایندھن کی مثال ہیں، جس سے آگ زیادہ بھڑکے اور قلب کو تنگی پہنچے۔

پند و نصیحت، اس شخص کیلئے ہیں، جس کو قلب حاصل ہو۔ یعنی اُس شخص کیلئے جس کو قلب اعراض اور امراض سے سادہ اور سلامت حاصل ہو۔ یعنی، کان اُس نے لگایا اور وہ حاضر اور متوجہ ہوا۔ حسین ابنِ منصور کے بقول، اُس شخص کیلئے جس کو ایسا قلب حاصل ہو، جس میں شہودِ حق کے سوا کوئی خطرہ نہ ہو۔ یعنی پند و نصیحت اُس قوم کیلئے ہیں جن کو قلب حاصل ہے، نہ کہ عام آدمیوں کے لیے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے،" یا ایھا الذین آمنو ، استجیبو اللّٰہ و للر سول ، اذا د ھا کم لما یحییکم "۔

یعنی، اے ایمان والو، اللہ اور رسول کیلئے استجابت کرو۔ جب تمہیں بلائیں اُس چیز کیلئے، جو تمہاری زندگی کا باعث ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اگر شیطان بنی آدم کے قلوب کے اردگرد نہ پھرتے، تو وہ ضرور آسمان کے مقامات اور ملائکہ کو دیکھتے۔ قلوب ایسے ہونے چاہئیں۔

" ان تاملتکم فکلی عیون ، او تذ کر تم فکلی قلوب"۔

یعنی اگر میں نظر تمہاری طرف کروں تو سراپا چشم ہوں، اور تمہیں یاد کروں تو ہمہ تن دل ہوں

"اشم منک نسیما لست اعرفہ ، اظلمت لمیاء جرت منیک ار دانا"۔

یعنی، میں خوشبو لیا ہوں نرم ہوا سے کہ اُس سے واقف نہیں ہوں، میرے گمان میں وہ ایک سبز رنگ ہے فرمایا کہ، جنہوں نے اپنے مالک کے سوا، دوسرے کے تذکرہ کی رغبت سے اپنی ہمتوں کو روک لی، وہ حیات ابدی پا گئے۔ پس نفوس کی حیات متابعتِ رسول سے ہے اور قلوب کی

حیات مشاہدۂ غیوب سے ہے اور اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا، تقصیر کے دیکھنے سے ہے۔

استجابت چار وجہ پر ہے۔ (۱) توحید کی اجابت (۲) تحقیق کی اجابت (۳) تسلیم کی اجابت (۴) تقریب کی اجابت استجابت بقدرِ سماع، سماع بحیثیت فہم، فہم بقدر معرفت قدر کلام ہے۔ معرفتِ کلام، علیٰ قدر معرفت اور علم متکلم کے ہے۔ اور فہم کے وجوہ، غیر محصور ہیں اس لیے کہ وجودہ کلام غیر محصور ہیں۔

تو فہم سے علم ہے، علم سے عمل اور علم وعمل اس میں باری باری آتے ہیں۔ اور یہ عمل وہی قلوب کا عمل ہے اور عمل قلوب عملِ قالب کے علاوہ ہے۔

حسنِ استماع سے مراد یہ ہے کہ، متکلم کو مہلت دی جائے کہ وہ اپنی بات پوری کرے اور ادھر اُدھر کم دھیان دے اور بات کرنے والے اور یاد رکھنے والے کی طرف منہ اور نظر رکھے۔

علم کیلئے ایک صورت ظاہری اور دوسری باطنی ہے جو فہم ہے، اور ہر گاہ سنانے والے خود اللہ تعالیٰ ہے۔ جو کبھی زبان سے سناتا ہے اور کبھی مطالعہء کتب کے ساتھ فرمایا کہ۔ قرآن سے کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ اُس کیلئے ظاہر اور باطن ہے اور ہر ایک حرف کیلئے ایک حد ہے، اور ہر ایک حد کیلئے ایک مطلع ہے۔ اور مطلع کیا چیز ہے، یہ کہ طلوع کرتی ہے وہ قوم، جو اس پر عمل کرتی ہے۔ اور باطن نصیحت اور تنبیہ ہے، اُس شخص کیلئے جو قراءت کرتا اور امت سے سماعت کرتا ہے۔ اور کوئی شخص پورا فقیہہ نہیں ہوتا حتیٰ کہ قرآن کے وجوہ کثیر نہ دیکھتا ہو۔

پس تفسیر علم ہے، ہر آیت کے نزول، شان اور قصہ کا، اور تاویل آیت کا پھیرنا ہے ایک معنی کی طرف جس کا احتمال اس میں ہو۔

ہر ایک آیت سے ایک مطلع ہے اور ہر مرتبہ تلاوت میں نیا مطلع اور فہم آنا اور ہر فہم کے ساتھ عمل نرالا ہے۔ تو اُن کا عمل، فہم عمل کی طرف بلاتا ہے اور کا عمل، صفائی فہم اور نظر دقیق کو معانی خطاب میں کھینچتا ہے۔ اور مطلع یہ ہے کہ یہ آیت پر اُس کے سبب، شہودِ متکلم پر طلوع کرے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے اپنے کلام

میں متجلی ہوا ہے۔مگر وہ نہیں دیکھتے۔پس ہر ایک آیت کیلئے اس وجہ سے مطلع ہے۔

مطالعہ ادب مطالعہ کا ادب یہ ہے کہ

بندہ جب کسی چیز کے مطالعہ کا ارادہ کرے تو کبھی اس کا مطالعہ ہوائے نفسانی ،ذکر و تلاوت پر کم صبری سے ہوتا ہے۔تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہے جیسے لوگوں کو صحبت اور اُن کی بات چیت سے آرام پاتا ہے۔

تو چاہیے کہ زیرک آدمی اس معاملے میں اپنے نفس کو ٹٹولے اور مطالعہ کتب سے اپنے وقت کی حد تک حاصل کرے۔اور حد سے زیادہ اُس میں رعایت نہ کرے۔مزے نہ اُڑائے۔

جب وہ کسی کتاب یا کسی علمی بات کا مطالعہ کرنا چاہے تو اس کی طرف مبادرت نہ کرے مگر بعد ثبات و پرارو انابتہ اور رجوع ،اللہ تعالیٰ کی طرف۔اور اُس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تائید چاہیے اس کیلئے استخارہ پہلے دیکھ لے تو اور بھی اچھا ہے۔

اس واسطے کہ۔کبھی مطالعہ سے بھی اللہ تعالیٰ وہ مراتب روزی ،اور نصیب کرتا ہے، جو اُس کے حال کی ترقی ہے۔اور اللہ تعالیٰ اُس پر سمجھنے اور سمجھانے کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ سے کشود کرتا ہے،مطالعہ کتب سے اُس معنی میں ڈھل گیا، جو سموع سے حسنِ استماع کی برکت سے نصیب ہوتا ہے۔تا کہ بندہ اُس میں اپنے حال کی تجسس کرے اور اپنے لیے علم وادب کو سیکھے۔وہ ایک بڑا بابِ رحمت کے ابواب سے ہے اور سلوکِ آخرت میں سب سے زیادہ نفع دیتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے کہ

" خذا العفو وامر بالعرف واعرض عن الجھلین .واما ینز غنک من الشیطن نزغ فاستغذ باللہ انہ سمیع علیم"

یعنی ،(اے نبی) نرمی اور درگذر کا طریقہ اختیار کرو اور معروف کی تلقین کیے جاؤ۔اور

جاہلوں سے مت الجھو۔اور جب کبھی شیاطین تمہیں اکسائیں تو اللہ کی پناہ مانگو وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انیس الارواح میں تحریر فرماتے ہیں۔

(1) قیام و نماز:۔(1) جو شخص رات کو قیام کرے اور خلقت سوئی ہوئی ہو، تو خداوند تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ دوسری رات تک اُسے نگاہ میں رکھیں اور رات سے لے کر دن کے نکلنے تک اُس کیلئے عشق طلب کرتے رہیں۔

(2) جو شخص قیام کرے:۔اگرچہ اونٹ کے مقدار گردن ہلائے اُس سے بہتر ہے کہ وہ سات حج اور عمرہ کرے۔رحمت کے دروازے اُس کیلئے کھل جاتے ہیں۔

(3) ایمان میں کچھ مزہ نہیں، تاوقتیکہ دن اور رات قیام نہ کرے پس جو شخص یہ دونوں کام کرتا ہے، ایمان کا مزہ چکھتا ہے اور خداوند تعالیٰ اُس سے خوش ہوتا ہے۔اور وہ جو دعا کرتا ہے، قبول ہو جاتی ہے۔

(4) حدیث مبارکہ میں ہے کہ، ایمان برہنہ ہے۔اس کا لباس پرہیزگاری ہے۔اس کا سرہانہ فقر ہے اور اس کی دوا علم ہے اور کلمہ طیبہ کی شہادت پر ایمان ہے۔ایمان کم و بیش نہیں ہوسکتا۔جو شخص انکار کرتا ہے، اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔

(5) حضور کیلئے حکم آیا کہ، جاؤ کافروں سے جنگ کرو، جب تک کہ وہ کلمہ طیبہ نہ کہیں۔تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں سے جنگ کی۔اور انہوں نے گواہی دی کہ خدا ایک ہے۔پھر نماز کا حکم آیا، انہوں نے قبول کیا۔پھر روزہ، حج اور زکواۃ کے احکامات آئے، جو انہوں نے قبول کیے۔اور خدائے بزرگ و برتر پر ایمان لائے۔

(6) جو شخص ارادتاً نماز ترک کرتا ہے وہ حدیث کے مطابق کافر ہے۔ماسوائے رحمتِ خداوندی اور بخشش حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔جس شخص نے نماز کے فرضوں کو ہی ادا کیا اور اُن

میں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں کیا، تو خداوند تعالیٰ اُس کیلئے حساب آسان کر دیتا ہے۔

اگر فرضوں میں کسی قسم کا نقصان کیا، تو خداوند تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ دیکھو، اُس نے کوئی دیدہ دانستہ نقصان نہیں کیا اور عبادت بھی کی ہے، تو اُسے فرضوں کے عوض شمار کراو۔ اگر اُس نے فرض بھی پورے ادا نہ کیے ہوں اور نہ ہی کوئی اور عبادت کی ہو تو وہ دوزخ کے لائق ہے۔

(7) دانا آدمی اُس وقت تک نماز نہیں پڑھتا، جب تک کہ نماز میں پوری حضوری حاصل نہ ہو۔ جس نماز میں مشاہدۂ حق نہ ہو اس میں کیا نعمت ہوسکتی ہے تمہیں یاد رہے کہ کوئی عمل نماز سے بڑھ کر نہیں۔ جو شخص نماز ادا نہیں کرتا، وہ پشیمان ہوتا ہے۔

چاہیے کہ تو، اللہ اکبر کہے، فکر سے قرآن شریف پڑھے عاجزی کے ساتھ رکوع کرے، سکینی کے ساتھ سجدہ کرے اور بیٹھ کر التحیات پڑھے۔ تو فرشتے تیرے لیے معافی کے خواستگار رہیں گے جب تک کہ تو سلام کہے۔

(8) جو شخص عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت، نماز ادا کرے تو اُس کو ہر رکعت کے بدلے، جنت میں ایک محل ملتا ہے اور ایسا بھی ہے کہ، گویا اُس نے ساری عمر خداوند تعالیٰ کی عبادت کی ہو۔ جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان چار رکعت نماز ادا کرے تو وہ جنت میں جاتا ہے۔

جو شخص عشاء کی نماز کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے تو وہ بغیر حساب جنت میں جائے گا۔ اور یہ نماز خداوند تعالیٰ کے دوست کے علاوہ کوئی نہیں ادا کرتا۔

(9) جو شخص جمعہ کے روز، صبح کی نماز کے وقت 100 (سو) مرتبہ، سورۃ اخلاص پڑھے اور ہمیشہ پڑھے تو اُس پہ بہت زیادہ نعمتیں ہوتی ہیں۔ اور جمعہ ہی کے روز 20 رکعت نماز ادا کرنے سے بیشمار ثواب ملتا ہے۔ اور نمازی، روزِ قیامت لاکھ شہیدوں اور صدیقوں کے ہمراہ اُٹھے گا۔

(10) جو شخص سورج نکلتے وقت، دو یا چار، رکعت نماز ادا کرے تو فرشتے اُس کے نامہء اعمال میں حج اور عمرے کا ثواب لکھتے ہیں۔ اور اُس سے بہت افضل ہوتا ہے کہ وہ دنیا کا تمام مال صدقہ کرے۔

(11) جوشخص دن رات میں ہر نماز کے بعد ''سورۃ یٰسین'' اور'' آیت الکرسی'' ایک ،ایک دفعہ اور ''سورۃ اخلاص'' تین دفعہ پڑھے تو خداوند تعالیٰ اس کے مال اور عمر کو زیادہ کرتا ہے۔اور قیامت کے دن میزان، پل صراط اور حساب آسان کردے گا۔

(12) حدیث مبارکہ میں ہے کہ جوشخص سوتے وقت (۱) سورۂ فاتحہ ،اور'' سورۃ اخلاص'' پڑھتا ہے۔وہ روزِ قیامت ،امینوں میں سے ہوگا۔پیغمبروں کے بعد سب سے پہلے جنت میں جائے گا اور جنت میں جاتے وقت حضرت عیسیٰ کے نزدیک ہوگا۔

(۲)''سورۃ الکفرون'' پڑھتا ہے،تو ہزار آدمی جنت میں اُس کی گواہی دیں گے۔اور اگر کوئی تین مرتبہ،سورۃ اخلاص پڑھتا ہے۔تو وہ گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔

(13) حدیث مبارکہ ہے کہ،سب سے افضل نماز ہے۔دوسرے درجہ پر صدقہ ہے اور تیسرے درجہ پر تلاوتِ قرآن پاک ہے۔

2۔مومن

(1) مومن وہ شخص ہے جو تین چیزوں کو دوست رکھے۔

اول موت،دوئم درویشی،سوئم فاتحہ

پس جوان کو دوست رکھتا ہے۔فرشتے اس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ جنت میں جائے گا۔

(2) جوشخص اپنے مومن بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے۔تو خداوند تعالیٰ ،اس کی دنیا اور آخرت میں حاجتیں پوری کرتا ہے۔اور جوشخص علم سیکھتا ہے تو خداوند تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اُس کا شمار اولیاء میں کیا جائے۔

(3) مرد کو چاہیے کہ،اس دنیا کی طرف نگاہ نہ کرے اور نزدیک نہ پھٹکے ،جو کچھ ہے راہِ خدا میں صرف کردے کچھ ذخیرہ نہ کرے اور حسد کو دل سے نکال دے۔

(4) مرد کو چاہیے کہ،تمام موجودات سے فارغ ہوکر دوست کی طرف مشغول رہے۔اور جو کچھ

دوست کہے اُس کی پیروی کرے۔

اے درویش! مرد وہ ہے، جو خداوند تعالٰی کے سوا کسی چیز کو نہ مدنظر رکھے اور نہ ہی دنیا اور آخرت میں مبتلا ہو اور جو کچھ اُس کے پاس ہے، اس کی طرف نگاہ نہ کرے۔ جب انسان اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے تو پھر جو کچھ اُس کے دوست کی ملکیت ہوتا ہے وہ سب کچھ اُس کا ہو جاتا ہے

(5) حدیث مبارکہ ہے کہ، صدقہ دینا دوزخ کی آگ سے پردہ ہے صدقہ کے بعد دوسرے درجے کا نیک عمل قرآن پاک کی تلاوت کرنا ہے۔ صدقہ نوری ہے اور حوروں کی خوبصورتی کا باعث صدقہ ہزار رکعت نماز نفل سے بہتر ہے۔ صدقہ دینے والوں کا ایک گروہ عرش کے نیچے مقام پائے گا۔ صدقہ دینے والوں کیلئے موت کے بعد اُن کیلئے گنبد بنے گا۔ صدقہ جنت کی سیدھی راہ ہے۔ سخی لوگ ایک ہزار سال پہلے جنت کی بو سونگھیں گے اور ہر روز اُن کو پیغمبروں کا ثواب ملے گا (6) جس وقت کوئی پیاسے کو پانی پلاتا ہے، اُسی وقت اُس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں ۔ جو شخص بھوکے کو کھانا کھلائے۔ خداوند تعالٰی اس کی ہزار حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے اور جنت میں اُس کیلئے محل بنایا جاتا ہے۔

(7) جو شخص مجلس سے اٹھتے وقت سلام کہتا ہے۔ اُس پر خداوند تعالٰی کی رحمت نازل ہوتی ہے اُس کی نیکیاں اور زندگی زیادہ ہوتی ہے۔ سلام نبیوں کی سنت ہے تمام پیغمبر سب سے پہلے سلام کہا کرتے تھے علم، علم ہے۔ جس کو عام جانتے ہیں۔ زہد، زہد ہے۔ جس کو زاہد جانتے ہیں۔ اور یہ وہ بھید ہیں جن کو اہل معنی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(8) روزی کمانے والے، صدیق اور خدا کے دوست ہیں لیکن چاہیے، کہ ہر وقت نماز ادا کرے اور شریعت کی حد سے باہر قدم نہ رکھے۔ لیکن غافل شخص کا روزی کمانا حرام ہے۔

(9) جو شخص مومن کو گالی دیتا ہے، اُس کی دعا چند روز تک قبول نہیں ہوتی۔ اور اگر بغیر توبہ کے مر جائے تو گنہگار ٹھہرتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ جس نے مومن کو ستایا، گویا اُس نے مجھ کو ناراض کیا۔ اور جس نے مجھ کو ناراض کیا، گویا اُس نے خداوند تعالٰی کو ناراض کیا۔

ہر مومن کے سینے میں اسی (80) پردے ہوتے ہیں اور ہر پردے میں ایک فرشتہ کھڑا ہوتا ہے۔ جو شخص کسی مومن کو ستاتا ہے۔ گویا اُس نے اسی (80) فرشتوں کو ناراض کیا۔ مومن کو منافق اور لعنتی کے سوا، کوئی نہیں ستاتا۔

(10) جو شخص مصیبت کے وقت گریہ وزاری کرتا ہے اور واویلا مچاتا ہے، تو چالیس (40) روز کے گناہ اُس کے ذمے لکھے جاتے ہیں اور سو (100) سال کی عبادت ضبط کی جاتی ہے۔ اور وہ دوزخ میں شیطان کے ہمراہ ہوگا۔ جو مصیبت میں اپنا گریبان چاک کرے تو خداوند تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتا۔ جس شخص نے کپڑے پھاڑ ڈالے تو روز قیامت اس کی دونوں بھنوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ وہ خداوند تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہے۔

جو شخص مصیبت کے وقت لباس سیاہ کرے تو اُس کیلئے دوزخ میں ستر (70) گھر تیار ہوتے ہیں۔ اور اُس کی کسی قسم کی اطاعت قبول نہیں ہوتی اور ہزار (1000) بدی اس کے نامہء اعمال میں لکھی جاتی ہے اور ایسا ہے کہ جیسے اُس نے ستر (70) مومنوں کو جان سے مار ڈالا ہے اور آسمان کے فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔ جب تک کہ وہ سیاہ لباس پہنے رہے۔

جو شخص مصیبت میں آہ وزاری یا شور کرتا ہے تو اس کا نام منافق مومنوں میں بھی لکھا جاتا ہے کیونکہ ایسا کرنا کفر ہے اور ایسے شخص پر خدا کی لعنت ہے۔

(11) جو شخص شراب پیئے یا بیچے یا اُس کی قیمت میں سے کچھ کھائے تو اُس پر لعنت ہے۔ اور یہ شریعت ہے۔ ورنہ طریقت میں ندی کا پانی پینے سے اگر خدا کی بندگی میں سستی ہو تو وہ بمنزلہ شراب ہے۔

جو جانور نفس کی خواہش کے واسطے ذبح کیا جاتا ہے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اُس نے خانہ کعبہ ویران کرنے میں مدد کی ہو۔

(12) لڑکیاں خدا کا ہدیہ ہیں۔ جو شخص اُن کے پیدا ہونے پر خوشی کرے، تو یہ خوشی خانہ کعبہ کی ستر (70) مرتبہ زیارت کرنے سے بھی زیادہ فضیلت والی ہے۔ اور جو شخص ان کو خوش رکھتا ہے۔ تو

خدااوراُس کا رسول بھی اُس سے خوش ہوتے ہیں۔انبیاء اور اولیاء لڑکیوں کو بہ نسبت لڑکوں کے زیادہ پیار کرتے تھے۔

(13) اگر عورت سے خاوند راضی ہو اور عورت وفات پا جائے تو اُس کیلئے جنت میں ستر درجے قائم ہوتے ہیں اور وہ جنت میں حضرت بی بی فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ داخل ہوگی۔اگر عورت مر جائے اور اُس کا شوہر اُس پر راضی نہ ہو تو اُس کیلئے دوزخ کے ساتوں دروازے کھل جاتے ہیں۔اگر عورت شوہر سے ترش روئی سے پیش آئے اور اُس کی جانب نہ دیکھے تو اُس کے نامہء اعمال میں ستاروں کے برابر گناہ لکھ دیئے جاتے ہیں۔

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن ،اپنا تو بن

اقبال

''دین''

حدیث مبارکہ ہے کہ کفر، ایمان . اسلام، نفاق اور علم وعمل میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔

(1)(۱) کفر یہ کہ جو خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا کیا جائے۔اس سے ایمان خارج نہیں ہوتا۔

(۲) دوسرے یہ کہ سلمانی سے پھیر جانا۔فرض باتوں سے منکر ہو جانا۔جس سے ایمان خارج ہو جاتا ہے۔

(2) نفاق ۔(۱) اول یہ کہ بندہ حلال وحرام اور امرونہی کا اقرار کرے۔پھر گناہ میں مشغول ہو جائے۔برائی کرے اور خداوند تعالیٰ سے نہ ڈرے اور یہ امید رکھے کہ خداوند تعالیٰ اُسے بدکار جانتا ہے۔اور توبہ کی بھی امید رکھے۔

(۲) دوئم یہ کہ زبان سے حلال وحرام اور امرونہی کا اقرار کرے اور دل میں خیال کرے کہ نماز،

روزہ اور زکوٰۃ یہ عمل ہیں کہ اگر میں کروں گا۔ تو اُن کا ثواب ملے گا۔ یہ نفاق ہے اور اس کا بدلہ دوزخ کی آگ ہے۔

(3) ایمان: (۱) جو زبان سے اقرار کرتے ہیں اور دل میں شک رکھتے ہیں۔ یہ منافقوں کا ایمان ہے۔ (۲) دوسرا ایمان خاص ہے۔ جسکی مومن لوگ زبان اور دل سے تصدیق کرتے ہیں۔ اور یہ ایمان سوائے نیکوکاروں کے کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا۔

(4) اسلام: ایک یہ کہ جب خداوند تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو تو شک نہ کرے اور جب اُس کے سامنے سجدہ کرے تو دل و زبان سے اُسے ایک جانے۔ بس یہی پاکیزہ اسلام ہے۔

(5) علم: جو شخص علم کا ایک کلمہ سنے اور ایسی جگہ بیٹھے جہاں علم کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اُس سے بہتر ہے کہ ایک سال عبادت کرے۔

(6) عمل: (۱) ایک خاص، جو خدا کیلئے کیا جائے۔

(۲) دوسرا جو لوگوں کے دِکھلاوے کیلئے کیا جائے۔

ایسا کرنا اچھا بھی نہیں اور اُس کا بدلہ بھی نہیں ملتا۔

فرمایا کہ

تین قسم کے لوگ جنت کی طرف نہیں آئیں گے اور ان تینوں کو سخت عذاب ہوگا۔

(۱) جھوٹا درویش (۲) بخیل دولت مند (۳) خائن سوداگر جب ان تینوں اقسام کے لوگ عام ہو جائیں گے تو خداوند تعالیٰ دنیا سے برکت اٹھائے گا۔

☆......☆......☆......☆

توبہ

حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کیلیئے توبہ کرنی فرض ہے اور خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم سے فرمایا ہے کہ میں نے توبہ فرض کردی اور جب تک خلقت اس جہان میں ہے اور جب تک تیرے فرزند توبہ کریں گے، میں اُن کی توبہ قبول کروں گا۔

مرنے سے پہلے توبہ کرلو، پھر بعد میں افسوس کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ حدیث میں ہے کہ، خداوند تعالیٰ نے مغرب کی طرف رات کی توبہ کیلیئے ایک دروازہ بنایا ہے ۔جس کی فراخی ستر سال کی راہ کے برابر ہے۔

توبہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) نصوحی۔ یہ کہ اُس کے بعد انسان گناہ کے نزدیک نہ پھٹکے۔

(۲) دوسری توبہ یہ ہے کہ، دن رات توبہ کرے اور توڑ ڈالے، یہ توبہ اچھی نہیں۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستیوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

اور

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ، مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اقبال

☆......☆......☆......☆......☆

1۔ایمان،صفاتِ ایمان

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو تبلیغ فرماتے تو اولاً آپ فرماتے:

"قولو لا اله الا الله مفلحو.

یعنی "کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں فلاح پاؤ گے"

شش کلمہ

اوّل کلمہ طیب۔لا اله الا الله محمد رسول الله

یعنی۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دوئم کلمہ شہادت۔اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمد عبده ورسوله.

یعنی۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ، اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

سوئم کلمہ تمجید۔سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ط ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم.

یعنی۔پاک ہے اللہ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔اور اللہ بہت بڑا ہے۔اور گناہوں سے بچنے اور نیک کام کرنے کی، قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے، جو عالی شان اور عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ توحید۔لا اله الا الله وحدهٗ لا شريك له ، له الملك وله الحمد يحيى ويميت وهو حى لايموت ،ابداً ابدا ، ذوالجلال والاكرام ، بيده الخير ، وهو على كل شيءٍ قدير .

یعنی۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔اُسی کی بادشاہی

ہے۔اُسی کیلئے تمام تعریف ہے۔وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔وہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہے جونہیں سوئے گا عظمت اور بزرگی والا ہے۔بہتری اُسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ استغفار۔استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب اذنبتہ عمدا او خطا سرا او علانیۃ ، واتوب الیہ من الذنب الذی اعلم ومن الذنب الذی لا اعلم .انک انت علام الغیوب وستار العیوب وغفار الذنوب .ولاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم .

یعنی۔میں تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے۔ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر یا بھول کر،در پردہ یا کھلم کھلا کیا۔اور میں توبہ کرتا ہوں اُس کے حضور،اُس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور اُس گناہ سے جو مجھے معلوم نہیں ۔بیشک تو غیبوں کا جاننے والا اور عیبوں کو چھپانے والا ہے اور گناہوں کو بخشنے والا ہے۔اور گناہوں سے بچنے اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے جو عالی شان اور عظمت والا ہے۔

ششم کلمہ ردِکفر۔اللّٰھم انی اعوذبک من ان اشرک بک شیأ و انا اعلم بہ واستغفرک لمالا اعلم بہ تبت عنہ وتبرأت من الکفرو الشرک و الکذب و الغیبۃ والبدعۃ والنمیمۃ و الفواحش والبھتان والمعاصی کلھا و اسلمت واقول لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ .

یعنی۔الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں،اس بات سے کہ کسی چیز کو تیرا شریک بناؤں۔اور مجھے اس کا علم ہو۔اور میں معافی مانگتا ہوں،تجھ سے اُس گناہ سے جس کا مجھے علم نہیں۔میں نے اُس سے توبہ کی اور بیزار ہوا۔کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور تہمت لگانے سے اور باقی ہر قسم کی نافرمانیوں سے۔اور میں ایمان لایا اور کہتا ہوں کہ،اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ،اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

صفاتِ ایمان

(1) ایمانِ مجمل۔ امنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ اقرار بالسان وتصدیق بالقلب.

(2) ایمانِ مفصل۔ امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ، من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت.

شروع ایام وحی میں جب حضور ﷺ گھبرا جاتے تو حضرت جبرائیل ظاہر ہو کر کہتے، یا محمد ﷺ، انک الرسول حقاً۔ تب آپ کی پریشانی دور ہو جاتی۔

یعنی ۔(۱) ایمان مجمل۔ میں ایمان لایا، اللہ پر ہر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفات کے ساتھ ہے اور میں نے اُس کے سارے احکامات کو قبول کیا۔ زبان سے اقرار اور دل سے یقین ہے۔

(2) ایمانِ مفصل۔ میں ایمان لایا اللہ پر اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر۔ اور اچھی بری تقدیر پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر۔

اہمیتِ ایمان

(1) قرآن پاک کی سورۃ ابراہیم، میں ہے کہ، جنہوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا، تو اُن کے کاموں کی مثال راکھ کی ہے۔ جس پر آندھی والے دن زور کی ہوا چلی ہو۔ وہ اپنے کاموں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہی سب سے بڑی گمراہی ہے۔

(2) عبداللہ بن جدعان نامی ایک شخص، جو قریشی اور مشرک تھا اُس نے ظہورِ اسلام سے قبل اچھے کام کیے تھے اُس کی بابت ایک دفعہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ، یارسول اللہ، عبداللہ نے قبل از اسلام جو نیکی کے کام کیے، کیا اُس کو اُن

کا اجر ملے گا۔

تو جواباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیونکہ کسی دن اُس نے یہ نہیں کہا کہ، خداوندا میرے گناہوں کو قیامت کے دن معاف فرما دے۔ یعنی جو شخص اخروی زندگی پر ایمان نہیں لاتا، اُس کے تمام اچھے اعمال غارت ہو جاتے ہیں۔

''اقامۃ الصلواۃ''

الصلوٰۃ عماد الدین ۔الصلوٰۃ معراج المومنین.

نماز دین کا ستون ہے، نماز مومنوں کی معراج ہے۔

واقیمو الصلوٰۃ واتو زکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین.

نماز قائم کرو اور زکواۃ دو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھکو۔

ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشآء والمنکر.

یقیناً نماز، انسان کو بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے

فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشر وا فی الارض ، واتبغو ا من فضل اللّٰہ ، و اذکر اللہ کثیراً ، لعلکم تفلحون .

جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور خدا کے فضل کی تلاش کرو۔ اور خدا کو کثرت سے یاد کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون .الا تعبد و االا ایاہ .

میں نے جن اور انسان کو اس کے سوا کسی اور غرض کیلئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ حدیث میں ہے کہ، بے شک شرک اور کفر کے درمیان علیحدگی، پیدا کرنے والی چیز نماز ہے۔

جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی، اللہ اُس سے بری ہے۔

1۔نماز کی ضروری اصطلاحات

(1) ہر نماز پڑھنے سے قبل، وضو سے ہونا لازمی ہے۔

جو اس طرح کیا جاتا ہے۔ بحوالہ عوارف المعارف ''لوازماتِ وضو''

(i) اگر ضرورت ہو تو پہلے استنجا یعنی طہارت کرے۔ پھر سوکھی مسواک کو پانی سے تر کرے اور طول وعرض میں دانتوں کو مسواک کرے اور اگر اختصار کرنا ہو تو عرض میں کرے۔ جب مسواک سے فارغ ہو تو اسے دھوئے اور وضو کیلئے بیٹھے اولیٰ یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر بیٹھے۔ بسم اللہ سے ابتداء کرے اور پڑھے۔

'' رب اعوذبک من همزاة الشياطين''

(ii) پھر دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوئے اور کہے۔

'' اللهم انی اسئالک ایمن والبرکةواعوذبک من الشوم والهلکة.''

(iii) پھر منہ میں پانی ڈال کر تین مرتبہ کلی کرے اور دائیں ہاتھ کی شہادت انگلی سے تینوں مرتبہ کلی کرے اور ہاتھ کی شہادت انگلی سے دانتوں کو مسواک سے اوپر بیان کردہ طریقہ سے صاف کرے۔ اور کہے۔

'' اللهم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد و اعلیٰ تلاوة کتابک و کثرة الذکرلک''

(iv) پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر بائیں ہاتھ کی انگلی سے ناک کے نتھنے صاف کرے اور کہے۔

'' اللهم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و او جدنی رائحة الجنة وانت علیٰ راضٍ''.

اور ناک نسکنی کے وقت کہے۔

"اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد واعوذبک من رواح النار وسوء الدار"

(v) پھر پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور کانوں کی کنپٹیوں تک تین مرتبہ دھوئے اور اُس وقت کہے۔

"اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد . وبیض وجھی یوم تبیض وجوہ اولیائک ولا تسود وجھی یوم تسود وجوہ اعدائک"

(vi) پھر دونوں بازو کہنیوں تک تین تین بار دھوئے۔ پہلے دایاں اور پھر بایاں۔ دایاں بازو دھوتے وقت کہے۔

" اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد ، و اتنی کتابی بیمینی و حاسبنی حسابا یسیراً.

اور بائیں بازو کے دھوتے وقت کہے۔

" اللھم انی اعوذبک ان توتینی کتابی بشمالی او من وراء ظھری"

(vii) پھر نیا پانی لے کر سر، کانوں اور گردن کا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے مسح کرے۔ اور سر کے مسح کے وقت کہیے۔

" اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد ،واغشنی برحمتک وانزل علیٰ برکاتک و اظلنی تحت ظل عرشک یوم لاظل الاظل عرشک "

دونوں کانوں کے مسح کے وقت کہے۔

" اللھم صل علیٰ آل محمد ، واجعلنی ممن یسمع القول فیتبع احسن ، اللھم اسمعنی منادی الجنة مع الابرار "

گردن کے مسح کے وقت کہے۔

" اللھم نک رقبتی من النار و اعوذبک من اسلاسل و الاغلال " .

(viii) پھر پہلے دائیاں اور پھر بائیاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین تین بار دھوئے۔ دائیاں پاؤں دھوتے وقت کہے۔" اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد وتبت قدمی علی الصراط مع اقدام المؤ منین "۔

اور بایاں پاؤں دھوتے وقت کہے۔

" اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد واعوذبک ان تزل قدمی عن الصراط یوم تزل فیہ اقدام المنافقین"۔

(xi) جب وضو سے فارغ ہوتو آسمان کی طرف سر اٹھائے اور کہے۔

(۱) اشھد ان لا الہ الا اللہ، وحدہ لاشریک لہ واشھدان محمد ا عبدہ ورسولہ سبحانک اللھم وبحمدک، لاالہ الا انت عملت سوء وظلمت نفسی استغفرک و اتوب الیک فاغفرلی وتب علیّ انک انت التواب الرحیم۔

(۲) اللھم صل علی محمدٍ و علیٰ آل محمدٍ واجعلنی من التوبین واجعلنی من المتطھرین واجعلنی صوراً وشکوراً واجعلنی اذکرک کثیراً واسبحک بکرۃ واصیلاً۔

(x) وضو کی سنتیں۔ یہ کہ اول طہارت میں بسم اللہ کہنا، دونوں ہاتھوں کا کلائی تک دھونا، کلی کرنا ناک میں پانی دینا اوران دونوں میں مبالغہ یعنی، کلی کرنا، ناک میں پانی دینا اوران دونوں میں مبالغہ یعنی پانی تمامی کو پہنچنا چاہیے کلی میں تین غررارے کرے حتیٰ کہ حلقوم کے سرے تک پانی الٹ، آدئے اور ناک میں پانی کو سانس کے ساتھ ناک کی پھنچ تک کھینچے، البتہ روزہ دار ہوتو اس میں نرمی کرے۔

یہ کہ گھنی داڑھی کا خلال، کھلی انگلیوں کا خلال، منہ کا دھونا، پورے سر کا مسح، دونوں

کانوں کا مسح اور پاؤں کا دھونا ہے یہ کہ داھنے طرف سے ابتداء کرے اور تین تین بار ہر عضوء کو دھوئے اور خیال رکھے کہ ہر چیز میں تین بار سے کچھ زیادہ نہ ہو۔

یہ کہ وضو کے دوران نہ ہاتھ کو جھاڑے، نہ پانی کا چھیکا مارے۔اور نہ کوئی بات کرے۔ یہ کہ تازہ وضو کرنا مستحب ہے اس شرط سے کہ اُسی وضو سے نماز پڑھے جو پہلی ہو ورنہ مکروہ ہے۔

یہ کہ پانی شیطان کی ناپاکی کو دور کرتا۔ بعضے علماء غیبت غصہ اور جھوٹ کی وجہ سے وضو کرتے تھے۔ اور اُن باتوں پر غور کرنا، جن سے کچھ حاصل نہیں ہے، خواہ وہ قول میں ہو یا فعل میں اُس کے پیچھے تازہ وضو کرے۔ نیند سے جاگے تو غسل زیادہ تر قلب کی تنویر میں موثر ہوگا۔ اور بندہ اگر ہر ایک نماز کیلئے غسل کرے تو بہت بہتر ہوگا۔

(بحوالہ عوارف المعارف از خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ)

2۔ نیت، جو بھی نماز پڑھنی ہو اس کی نیت کرنا۔

مثلاً۔ جب نماز کیلئے کھڑا ہو تو چاہیئے۔ قبلہ کی طرف ظاہر میں منہ کرے اور بارگاہ الٰہی کی طرف باطن میں توجہ کرے اور سورۃ والناس پڑھ کر اپنے دل سے یہ آیت توجہ کہیے۔

" انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والاض حنیفاً و ما انا من المشرکین"۔

یعنی، میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو واسطے اس کے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمینوں کو ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔

مثلاً، میں نیت کرتا ہوں اس نماز کی، نماز پڑھتا ہوں واسطے خدا کے، 2 یا 3 یا 4 رکعت، فرض، سنت، وتر یا نفل نماز اگر فرض ہوں تو فرض اللہ تعالیٰ کے۔ اگر سنت ہوں تو سنت مطابقت رسول علیہ ﷺ کے۔ اگر نفل ہوں تو نفل عبادت للہ یا شکرانہ اور اگر وتر ہوں تو وتر اس رات کے۔اور

وقت نماز، جس نماز کا وقت ہو۔ منہ طرف خانہ کعبہ کے بندگی خدا کی، دل یا زبان پر کہہ کر فوراً تکبیر تحریمہ کہے۔

3۔ تکبیر تحریمہ: نیت کرنے کے فوراً ''بعد اللہ اکبر'' کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر کانوں کی لو تک لے جائے اور پھر اپنی ناف کے نیچے اس طرح باندھ لے کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائی پر حلقہ بنالے اور نظر سجدہ کی جگہ پر رہے۔ جب کہ خواتین اپنے ہاتھ کندھے تک بلند کریں اور اس کے بعد اپنے سینے پر اس طرح باندھ لیں کر داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو۔

4۔ قیام قبلہ: رخ کھڑے ہو کر، ثنا، تعوذ، تسمیہ سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد قرآن شریف کی کوئی دوسری سورۃ پڑھنا، جیسا کہ سورۃ اخلاص، کو قیام کہتے ہیں۔

(1) ثناء۔'' سبحنک اللھم و بحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک''۔

یعنی، پاک ہے تیری ذات اے اللہ اور حمد وثناء تیرے لیے ہے اور برکت والا تیرا نام ہے اور بلند وبالا تیری شان ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسکے بعد یہ پڑھے۔

(2) تعوذ۔'' اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم''۔

یعنی، میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے۔

(3) تسمیہ۔'' بسم اللہ الرحمن الرحیم''۔

یعنی، اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

(4) سورۃ فاتحہ۔'' الحمد للہ رب العلمین ٥ الرحمن الرحیم ٥ ملک یوم الدین ٥ ایاک نعبدو ایاک نستعین ٥ اھدنا الصراط المستقیم ٥ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ٥ آمین ط''۔

یعنی، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ جو بڑا

مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ مالک ہے قیامت کے دن کا۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا، اُن کا راستہ، جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ نہ کہ اُن کا راستہ، جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور نہ گمراہوں کا راستہ یا اللہ دعا قبول فرما۔

اگر نمازی اکیلا ہو تو مابعد سورۃ فاتحہ، قرأت سے پہلے سکوت سے پہلے یہ پڑھے۔

یعنی، اے اللہ، دوری ڈال دے، میرے اور میری خطاؤں کے درمیان، جس قدر دوری ڈالی ہے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان۔ اے اللہ، پاک کر دے تو مجھے گناہوں سے جس طرح پاک صاف کیا جاتا ہے، سفید کپڑا میل کچیل سے، اے اللہ دھو دے میرے گناہ، پانی برف اور اولوں سے۔

(5) سورۃ اخلاص۔ " قل هو الله احد o الله الصمد o لم يلد و لم يو لد o ولم يكن اله كفو اً احد o".

یعنی، کہہ دو کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا نہ اُس کو کسی نے جنا اور کوئی اُس کے برابر نہیں۔

5۔ رکوع

قیام کے بعد، اللہ اکبر کہہ کر ایسے جھکنا کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ہوں۔

تسبیح (۱) سبحان ربی العظیم ".

یعنی، پاک ہے میرا رب عظمت والا۔

(۲) سبحانک اللهم ربنا وبحمدک اللهم اغفرلی "

یعنی، پاک ہے تو اے اللہ ہمارے رب اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ الٰہی مجھے بخش دے اُس کے بعد کہے۔ " اللهم لک رکعت ولک خشمت وبک احسنت ولک اسمت خشع لک سمعی وبصری و عظمی ومعی وغصبی".

رکوع میں اپنے دونوں قدموں کی طرف دیکھتا رہے اور پھر ''سمع اللہ لمن حمدہ''۔ کہتے ہوئے سر اٹھائے اور جب پورا کھڑا ہو جائے تو

6۔قومہ

کی تسبیح (۱) ربنا ولک الحمد ''۔یعنی اے ہمارے رب اور تیرے ہی لیے حمد ہے۔(۲)حمدً کثیراً طیباً مباز کا فیه''۔یعنی حمد کثیر، پاکیزہ اور ہر دم بڑھتی رہنے والی۔

(۳)ربنا لک ملا السموت و ملاء الارض و ملاء ماشئت من شئی بعد''.

(۴)اهل الثناء والمجد احق ماقال العبد و کلنا لک عبد، لامانع لما اعطیت والا معطی لما منعت ولا ینفع ذاا لجدمنک الجدا''.

(۵)اگر نوافل میں رکوع سے سر اٹھا کر طول دینا چاہیے تو جتنی بار چاہیے،''لربی الحمد'' کہے۔

7۔سجدہ

قومہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور، ناک اور پیشانی زمین پر رکھنا۔خواتین اپنے ہاتھ زمین پر بچھا دیں اور سمٹ کر سجدہ کریں۔

تسبیح۔(۱) سبحان ربی الاعلیٰ''۔یعنی بے عیب ہے میرا رب بالا و برتر۔(۲) سبحانک اللهم ربنا وبحمدک ، اللهم اغفرلی''۔یعنی پاک ہے تو اے اللہ رب ہمارے اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، الٰہی مجھے بخش دے۔

(۳)اپنے سجدہ میں پہلی تسبیح تین سے لے کر دس بار تک کہے جس کے بعد یہ کہے۔

(۱) اللهم لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت سجدو جهی للذی خلقه وصوره وشق سمعه وبصره فتبارک الله احسن الخالقین.

(۲)اگر اپنے سجدہ میں سبوحٌ قدوسٌ ربنا و رب الملائکة والروح ، کہے تو اچھا ہے۔

(۳)حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سجدے میں فرمایا۔

سجدلک سوادی و خیالی واللہ یسجد من فی السموٰت والارض طوعا و کرھاً".

8۔جلسہ

دوسجدوں کے درمیان تھوڑی دیر کیلئے بیٹھنا۔

دعا۔" اللھم اغفرلی وارحمنی واجبرنی واھدنی و عافنی وارزقنی وارفعنی"۔

یعنی ،الٰہی مجھے بخش دے ،مجھ پر رحم فرما۔میرے نقصان پورے کر۔مجھے ہدایت دے۔ مجھے عافیت عطا فرما۔مجھے رزق دے اور مجھے رفعت عطا فرما۔

نوافل میں "رب اغفروارحم" تکرار کرتے ہوئے طول دے سکتا ہے۔بصورت دیگر اس نشست کو زیادہ طول نہ دے۔

نوٹ ۔رکعت سے مراد،نیت تکبیر تحریمہ،قیام،رکوع قومہ اور دو سجدے اور ان کے درمیان جلسہ ہیں جن کے بغیر ایک رکعت نماز مکمل نہیں ہوتی۔

9۔قعدہ

دو رکعت کے بعد تشہد کیلئے بیٹھنا۔

10۔قعدۂ اخری

تین یا چار رکعت والی نماز میں تشہد کیلئے آخری مرتبہ بیٹھنا۔خواتین اپنے دونوں پاؤں دائیں یا بائیں طرف نکال کر سترین بیٹھیں۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ.

یعنی تمام قولی عبادتیں ،تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔سلام ہو آپ ﷺ پر،اے نبی۔اور اللہ کی رحمت اور برکت۔سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر،میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ ،اللہ کے بندے اور رسول ہیں"۔

(۲) درودِ ابراھیمی۔" اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ ال محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید. اللھم بارک علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید.

یعنی، اے اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور اُن کی آل پر جیسے کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور اُن کی آل پر جیسے کہ برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور اُن کی آل پر بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔

(۳) دُعا۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ و من ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤ منین یوم یقوم الحساب "۔

یعنی، اے رب مجھ کو بنا نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد میں سے بھی، اے رب ہمارے ہماری دعا قبول فرما۔ اے رب بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو۔ اور سب ایمان والوں کو، جس دن حساب قائم ہو۔

(۴) قعدۂ آخری کی اضافی دعائیں۔ (۱) اللھم انی اعوذبک من المائم والمغرم"۔ یعنی اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں تیری، گناہ کے کاموں سے اور قرضداری سے۔

(۲) اللھم انی آعوذبک من عذاب القبر و اعوذبک من عذاب جھنم واعوذبک من فتنة المسیح الداجل و اعوذبک من فتنة المحیا والممات"۔

یعنی، اے اللہ، میں پناہ طلب کرتا ہوں تیری، عذاب قبر سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری، عذاب جہنم سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری، مسیح دجال کے فتنے سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری، زندگی اور موت کے فتنے سے۔

11۔ سلام

تشہد یعنی التحیات اور دعاؤں سے فارغ ہوکر، پہلے دائیں منہ پھیر کر، اسلام علیکم ورحمۃ اللہ پھر بائیں منہ پھیر کر یہی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے۔

12۔نماز کے بعد کی تسبیح

(۱) سبحان اللہ (۲) الحمد للہ (۳) اللہ اکبر 33+33+33 بار (۴) استغفر اللہ 3 بار

(۵) آیت الکرسی ایک بار۔

13۔نماز کے بعد کی دعائیں

اللھم اعنی علیٰ ذکرک و شکرک وحسن عبادتک "۔

یعنی، اے اللہ میری مدد فرما، کہ میں تیرا ذکر کرتا رہوں۔ تیرا شکر ادا کرتا رہوں اور بہترین طریقے سے تیری عبادت کروں۔

(۲) اللّٰھم انت السلام و منک السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا با السلام وادخلنا دار السلام، تبارکت ربنا وتعالیت یا ذالجلال والاکرام "۔

یعنی، اے اللہ تو ہی سلامتی دینے والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے اور تیری ہی طرف سلامتی لوٹتی ہے۔ اے اللہ ہم کو عافیت کے ساتھ زندہ رکھ اور ہم کو سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل کر۔ تو بہت برکت والا ہے۔ اے عظمت اور بزرگی والے۔

(۳) " اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت و لا ینفع ذالجد منک الجد "۔

یعنی، اے اللہ، کوئی روکنے والا نہیں اس کا جو تو دے اور کوئی دینے والا نہیں اُس کا جو تو روک لے اور نہیں فائدہ پہنچا سکتی بڑائی والے کو تیرے مقابلے میں اس کی بڑائی۔

دعائے قنوت

اللھم انا نستعینک و نستغفرک ونومن بک و نتوکل علیک

ونثنی علیک الخیر ،ونشکرک ولا نکفرک و نخلع نترک من یفجرک .اللھم ایاک نعبدو لک نصلی و نسجد والیک نسعی و نحفد و نرجو رحمتک ونخشیٰ عذابک ان عذابک بالکفار ملحق "۔

یعنی ،الٰہی ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے بخشش مانگتے ہیں ۔اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور ناشکری نہیں کرتے ۔اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے ۔

الٰہی تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں ۔اور سجدہ کرتے ہیں ۔اور تیری ہی طرف دوڑتے اور جھپٹتے ہیں ۔بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے ۔

اے اللہ ہدایت دے مجھے تو اُن لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت دی اور عافیت دے مجھے ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے عافیت دی اور دوست بنالے تو مجھ کو اپنا ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے دوست بنایا ۔اور برکت عطا فرما میرے لیے اُس میں جو تو نے مجھے دیا ہے ۔اور بچا تو مجھ کو اُس فیصلے کے شر سے جو تو نے فرمادیا ہے ۔اس لیے کہ فیصلہ تو ہی کرتا ہے اور نہیں فیصلہ کیا جاسکتا تیرے خلاف ۔بلا شبہ نہیں ذلیل ہوتا وہ جس کو تو دوست رکھے ۔اور نہیں عزت پاسکتا وہ جس سے تو دُشمنی رکھے ۔بڑا برکت والا ہے تو اے ہمارے رب اور بلند مرتبہ ہے تو ۔مغفرت طلب کرتے ہیں ہم تجھ سے اور توبہ کرتے ہیں تیرے حضور ۔اور رحمت نازل کرے اللہ اُس نبی ﷺ پر ۔

ادائیگی نماز

ا ۔نماز پنجگانہ ۔روزانہ کی کل فرض نمازیں پانچ ہیں ۔جن کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

(i) نماز فجر ۔وقت نماز ،پَو پھٹنے سے لے کر سورج کے نکلنے سے پہلے تک ۔کل رکعت نماز 4 عدد ، یعنی 2 سنت موکدہ ،دو فرض ۔

(ii) نمازِظہر۔وقت نماز، دوپہر ڈھلنے سے لے کر سایہ، دومثل، یعنی دوگنا ہونے تک۔کل رکعت نماز 12 عدد، یعنی، 4 سنت موکدہ، 4 فرض 2 سنت موکدہ، 2 نفل۔

(ii۔الف) نمازِ جمعہ۔وقت نماز، بوقت نمازِظہر بروز جمعہ کل رکعت نماز 14 عدد، یعنی 4 سنت موکدہ، 2 فرض پھر 4 سنت موکدہ پھر 2 سنت موکدہ اور 2 نفل۔

(iii) نمازِعصر۔وقت نماز، دومثل سایہ سے لے کر سورج کے غروب ہونے سے پہلے تک۔کل رکعت نماز 8 عدد، یعنی، 4 سنت غیر موکدہ، 4 فرض۔

(iv) نمازِمغرب۔وقت نماز، سورج کے غروب ہونے کے بعد سے لے کر شفق کی سرخی ختم ہونے تک کل رکعت نماز 7 عدد، یعنی 3 فرض، 2 سنت موکدہ، اور 2 نفل۔

(v) نمازِعشاء، وقت نماز، سفید شفق کے ختم ہونے سے لے کر نصف رات تک۔کل رکعت نماز 17 عدد، یعنی، 4 سنت غیر موکدہ 4 فرض، 2 سنت موکدہ، 2 نفل 3 وتر 2 نفل۔

2۔طرزِ ادائیگی نماز

(i) نمازِظہر اور نمازِعصر کے فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ، اور قرآت خفی آواز سے پڑھی جاتی ہیں۔نمازِ فجر، نمازِ مغرب، اور نمازِ عشاء کے فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت بلند آواز سے کی جاتی ہے اور باقی رکعت خاموشی سے سورۃ فاتحہ پڑھ کر پوری کی جاتی ہیں۔

(ii) اگر دو فرض ہیں تو اُن کے بعد درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر لیا جائے اور اگر فرض کی نماز کی تین یا چار رکعتیں ہوں تو تشہد کے بعد باقی رکعتیں ادا کی جائیں۔

(iii) نمازِعشاء میں فرض، سنت اور دو نفل کے بعد وتر کی تین رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔جو واجب ہیں۔پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ، اور کوئی قرآنی سورت یا تین چھوٹی آیت پڑھی جاتی ہیں جبکہ تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ، کوئی قرآنی سورۃ یا آیات کے بعد دعائے قنوت پڑھ کر رکوع کیا جاتا ہے۔رمضان المبارک میں وتر کی نماز با جماعت ہوتی ہے جب کہ باقی گیارہ ماہ

میں وتروں کی نماز انفرادی طریقے ہی سے ادا کی جاتی ہے۔

(iv) نمازِ تراویح۔ یہ نماز مردوں کیلئے سنت ہے، جو کہ ماہ رمضان میں نمازِ عشاء کے فرض اور سنتوں کی ادائیگی کے بعد 20 رکعت تک باجماعت دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہے جس کے بعد وتر باجماعت پڑھے جاتے ہیں۔ اور نمازِ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر تسبیح تراویح پڑھنا مستحب ہے۔ نمازِ تراویح میں ایک مرتبہ پڑھنا مستحب ہے۔ نمازِ تراویح میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے۔ اگر ممکن نہ ہو تو کچھ سورتیں یا آیات پڑھ لی جاتی ہیں۔

طریقہء نماز

(1) دونوں نمازوں میں اتنا فرق کرے کہ ان دونوں کے درمیان اقامت کہی جاسکتی ہو۔ اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو دوبارہ وضو کرے۔

(2) اوّل نماز کی تکبیر تحریمہ کے وقت نیت نماز جمع بین الصلاتین کی کرے۔ اور پہلے ان نمازوں کے فرائض ادا کرے اور سنتوں کو فرضوں سے فارغ ہونے تک موخر کر دے۔ اور دونوں نمازوں کے فرضوں کے درمیان کسی اور نماز سے فصل پیدا نہ کرے۔ اور اگر کسی نے دونوں نمازوں کے فرضوں کے درمیان سنتیں پڑھ لیں۔ تو جمع کا حکم باطل ہو جائے گا۔ اور جب اوّل نماز کے وقت میں دوسری نماز پڑھ رہا ہو تو اُس وقت میں بھی دونوں نمازوں کے فرضوں کے درمیانی سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔

(3) جمع کی نیت پہلی نماز کے اوّل وقت میں کرے خواہ اُس وقت کرے کہ جب نیت کرنے کے بقدر وقت باقی ہو۔ تنگ وقت میں دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر پہلی نماز کا وقت جمع کی نیت کیے بغیر نکل گیا تو پھر جمع کی نیت درست نہیں۔

(4) نماز قصر۔ چار رکعتی والی نماز کو قصر کر کے صرف دو رکعتوں میں پڑھنا ان صورتوں میں جائز ہے کہ اپنی بستی کی آبادی یا اپنی قوم کے خیموں سے اتنا دور نکل جائے کہ۔ سفر کی طوالت 4 منزل

57 میل ہو۔اور اگر کسی شہر یا قریہ میں داخل ہوا اور وہاں 15 دن سے زیادہ تک کے قیام کا ارادہ ہو تو وہ بجائے مسافر کے مقیم سمجھا جائے گا۔اور پوری نماز ادا کرنی ہوگی۔

(5) نمازِ عیدین۔(۱) نمازی کو چاہیے کہ جب صفیں درست ہو جائیں اور امام تکبیر تحریمہ کہے، تو وہ بھی امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ کہے اور دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور پھر باندھ لے۔پھر ثناء پڑھے جس کے بعد مزید تین مرتبہ تکبیر کہے اور تکبیر تحریمہ کی مانند، دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے۔ہر تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دے۔مگر تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے۔(۲) امام تعوذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ، اور قرأت پڑھے اور مقتدی خاموشی سے سنے۔اور امام کی پیروی میں رکوع و سجود کرے۔اور اُن کی تسبیحات پڑھے اور آہستہ آواز میں تکبیر کہے۔

(۳) دوسری رکعت میں مقتدی قرأت خاموشی سے سنے اور امام کے ساتھ آہستہ آواز میں تین تکبیریں کہے۔مقتدی ہاتھ نہ باندھتا رہے بلکہ کھلے چھوڑ دیا کرے۔اور چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔(۴) نماز عیدین کے بعد خطبہ پڑھنا اور سننا واجب ہے اور نماز عید آبادی سے باہر کھلے میدان میں پڑھنا واجب ہے۔

(6) نماز جنازہ۔اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ باقاعدہ وضو کر کے قبلہ رو ہو کر چار تکبیروں کے ساتھ باجماعت ادا کرے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے بعد، ثناء پڑھے۔

(۲) دوسری تکبیر کے بعد، درود ابراہیمی پڑھے۔

(۳) تیسری تکبیر کے بعد، مسنون دعائیں پڑھے۔

(۴) چوتھی تکبیر کے بعد، سلام پھیر دے۔

نماز جنازہ کی دعائیں۔(۱) **اللھم اغفر لحینا و میتنا و شاھدنا و غائبنا و صغیرنا و کبیرنا و ذکرنا و انثبنا**"۔یعنی الٰہی بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر

متوفی کو، اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غیر حاضر کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو، اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو۔

(۲) اللّٰهم من احييته منا فاحيه علىٰ الاسلام و من تو فيته منا نتو فه علىٰ الايمان

الٰہی تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اُس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اُس کو ایمان پر موت دے۔

(۳) اللّٰهم اغفرله وارحمه و عافه واعف عليه و اكرم نزله و وسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما ينقى الثوب الابيض من الدنس وابدله ، داراً خير من داره واهلاً خيراً من اهله وزوجاً خيراً من زوجه وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار ".

اے اللہ مغفرت فرما اُس کی اور رحم فرما اُس پر اور عافیت دے اُس کو اور اُسے معاف کردے، عزت کے ساتھ مہربانی فرما اُس پر۔ اور کشادہ کردے اُس کی قبر کو۔ اور دھو ڈال اُس کی خطاؤں کو پانی اور برف سے اور اولوں سے۔ اور پاک کردے اُس کو گناہوں سے جس طرح پاک کیا جاتا ہے سفید کپڑا میل کچیل سے۔ اور عطا فرما اُس کو گھر بہتر اُس کے گھر سے اور عطا فرما، اُس کو اہل خانہ بہتر اس کے اہل خانہ سے اور بیوی بہتر اُس کی بیوی سے۔ اور داخل فرما اُسے جنت میں اور بچا اُس کو عذاب قبر اور عذاب جہنم سے۔

(۴) بچے کی میت کی دعا۔" اللّٰهم اجعله لنا سلفاً و فرطاً و ذخراً و اجراً۔ یعنی اے اللہ بنادے اس بچے کو، ہمارے لیے پیش رو اور استقبال کرنے والا، اور میر منزل اور ذخیرۂ آخرت اور اجر۔

(۵) لڑکے کی میّت کی دعا

اللّٰهم اجعله لنا فرطا و اجعله لنا اجراً و ذخرا واجعله لنا شافعاً ومشفعاً۔

الٰہی اس لڑکے کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنا دے۔ اور اُس کو ہمارے لیے اجر کا موجب اور وقت پر کام آنے والا بنا دے۔ اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنا دے اور جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

(٦) لڑکی کی میت کی دعا۔ "اللّٰھم اجعلھا لنا فرطاً واجعلھا لنا اجراً و ذخرا واجعلھا لنا شافعةً ومشفعةً"۔

الٰہی اس لڑکی کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنا دے۔ اور اُس کو ہمارے لیے اجر کی موجب اور وقت پر کام آنے والی بنا دے اور اُس کو ہمارے لیے سفارش کرنے والی بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

(٧) قبرستان میں داخل ہونے کی دعا۔ السلام علیکم یاآھل القبور انتم لنا سلف ونحن لکم تبع و انا انشاء اللّٰہ بکم للاحقون نسئل اللّٰہ لنا ولکم العافیة و یغفر اللّٰہ لنا ولکم ویرحمنا اللّٰہ ایانا وایاکم۔

تم پر سلام، اے قبروں والو تم ہم سے پہلے چلے گئے۔ اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے لیے خدا سے راحت مانگتے ہیں۔ اور اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے اور ہم پر اور تم پر رحمت کرے۔

حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت نماز میں کھڑا ہو تو اُس وقت:۔

(١) اللّٰہ اکبر کبیراً، والحمد للّٰہ کثیراً، وسبحان اللّٰہ بکرة واصیلاً، کہہ کر پھر دس مرتبہ سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ کہے اور پھر اللّٰہ اکبر ذوالملک والملکوت والجبروت والکبریا و العظمة والجلال والقدرة کہے۔

(٢) اللّٰھم لک الحمد انت نور السمٰوٰت والارض ولک الحمد،

انت بھاء السموٰت و الارض ، ولک الحمد ،انت قیوم و السموٰت و الارض ، ولک الحمد ، انت رب السموٰت و الارض .ومن فیھن ومن محلیھن انت الحق ومنک الحق و لقاک حق والجنة حق والنار حق والنبیون حق ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم علیه السلام حق "۔

نفلی نمازیں

(1) روزانہ کی نفلی نمازیں

(۱) نماز تہجد۔ وقت نماز، دو تہائی رات گذرنے سے صبح صادق سے پہلے یعنی نمازِ فجر سے پہلے تک۔

کل رکعت نماز۔2۔تا۔12۔یعنی 2رکعت سے لے کر 12رکعت تک طریقہ نماز، بیان کردہ حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی، بحوالہ عوارف المعارف۔

(۱) پہلے دو رکعت نماز تحیة الوضو، کی پڑھے، جس میں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد یہ آیت۔

" ولو انّھم اذ ظلمو انفسھم " پڑھے۔ پھر دوسری رکعت میں یہ آیت، "ومن یعمل سوء اویظلم نفسه ثم یستغفر اللّٰه یجد اللّٰه عفوراً رحیما"۔

(۲) پھر نماز، دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرے اور چاہے تو ان دونوں میں " آیۃ الکرسی" اور آمن الرسول، پڑھے۔ اُس کے بعد دو رکعت دراز نماز کی ادا کرے۔ پھر مزید دو رکعت دراز نماز کی جو پہلے سے چھوٹی ہوں پڑھے اور پھر اسی طرح درجہ بدرجہ اترتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ بارہ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے۔ یا پھر اُس پر بڑھائے۔

(2) نماز اشراق۔ وقت نماز، طلوع آفتاب کے فوراً بعد یعنی نماز فجر کے بعد، کل رکعت نماز، کم از کم، 2 زیادہ سے زیادہ 4۔

(3) نماز چاشت ۔ وقت نماز، سورج بقدر نیرہ بلند ہو جانے سے، وقت زوال سے پہلے تک ۔کل رکعت نماز 2 ۔تا۔ 12 ۔یعنی کم از کم 2 زیادہ سے زیادہ 12 ۔نماز چاشت کی قرأت یہ ہے کہ اس میں سورۃ والشمس وضحٰھا اور سورۃ والضحٰی پڑھے۔

(4) نماز اوابین ۔ وقت نماز، نماز مغرب کے فوراً بعد کل رکعت نماز، 6

(5) چوتھا وظیفہ۔ظہر اور عصر کے درمیان کی نماز۔اس سے مراد جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

جس نے ظہر اور عصر کے درمیانی وقت میں ذکر الٰہی کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اس روز زندہ رکھے گا جس دن تمام دل مر جائیں گے ۔اور حضور اکرم ﷺ ظہر و عصر اور مغرب اور کے درمیانی زمانے عبادتوں کو رات کی عبادتوں کے مثل بتایا کرتے تھے ۔ذکر و نماز کیلئے ظہر اور عصر کے درمیان مسجد میں بیٹھے رہنا مستحب ہے تاکہ اعتکاف ہو جائے اور انتظار بھی۔



2۔ دعائیہ نمازیں

(1) نمازِ تسبیح ۔ وقت نماز، ماسوائے اوقاتِ زوال یا اوقات ممنوعہ کے، ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے تاہم بہتر وقت قبل یا مابعد، از نماز جمعہ ہے۔ کل رکعت نماز 4، ایک سلام سے۔

طریقہ ءنماز (۱) پہلی رکعت میں، ثناء کے بعد تیسرا کلمہ 15 بار پڑھیں، پھر سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کے بعد رکوع پر سبحان ربی العظیم، کے بعد وہی تیسرا کلمہ 10 بار پڑھیں۔ پھر رکوع کے بعد اور سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد، کے بعد اور کھڑے ہونے پر، وہی تیسرا کلمہ 10 بار پڑھیں۔ پھر دونوں سجدوں کے درمیان یعنی جلسہ استراحت میں وہی تیسرا کلمہ 10 بار پڑھیں۔

(۲) دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں، سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص کے بعد، رکوع اور سجود میں، پہلی رکعت والی ترتیب اور طریقہ برقرار رکھیں۔ درمیان اور آخر کے التحیات میں تشہد کے بعد اور درودِ ابراہیمی سے پہلے، 10 بار، وہی تیسرا کلمہ پڑھیں، یہ کل 300 مرتبہ تسبیح ہوئی۔

(۳) سلام پھیرنے کے بعد، چند بار، استغفار پڑھیں۔ پھر 10 بار، چوتھا کلمہ پڑھ کر دعا مانگ لیں۔

(2) نماز دافعِ عذاب قبر۔ وقت نماز، ماسوائے اوقاتِ زوال یا اوقات ممنوعہ کے، ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے کل رکعت نماز 2 طریقہ ءنماز۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، سورۃ فرقان کا آخری رکوع اخیر سورۃ تک۔

دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، سورۃ مومنوں ابتداء سے، " فتبارک اللہ احسن الخالقین " تک۔

فوائد نماز۔ (۱) نمازی کو عذاب قبر اور عظیم اضطراب سے امن دیا جائے گا۔

(۲) نمازی کو اس کا نامہ ءاعمال بروز حشر داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

(۳) نمازی کو بغیر خواہش کے، قرآنی علم، عطا فرمایا جائے گا۔

(۴) نمازی، جنات اور انسانوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔

(3) نماز کفایت یا طمانیت قلب۔ وقت نماز، ماسوائے اوقاتِ زوال یا اوقات ممنوعہ کے، ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔ کل رکعت نماز 2

طریقہء نماز۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 10 بار پڑھیں اور پھر سے ۔فسیکفھم اللّٰہ، وھو السمیع العلیم 50 بار پڑھے۔

(4) نماز طلب حاجت۔ وقت نماز، ماسوائے اوقات زوال یا اوقات ممنوعہ کے ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔ کل رکعت نماز 4 دو سلاموں سے۔

طریقہ نماز (۱) پہلی رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد قل اللّٰھم مالک الملک، دو آیت بغیر حساب تک ،تیسرا پارہ، رکوع گیارہ۔ یا آیت الکرسی 15 بار پڑھیں۔

(۲) دوسری رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد، سورۃِ کوثر 15 بار پڑھیں۔ اور التحیات کے بعد سلام پھیر کر دو رکعت ختم کریں۔

(۳) تیسری رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون 15 بار پڑھیں۔

(۴) چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 15 پڑھیں۔ اور التحیات اور سلام کے بعد قعدہَ آخری میں جس قدر ممکن ہو، درود شریف پڑھیں علاوہ ازیں، پیر کی نماز بھی نماز طلب حاجت ہے۔

(5) نماز دفع خصومت۔ وقت نماز، ماسوائے اوقات زوال یا اوقات ممنوعہ کے مقرر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔ کل رکعت نماز 4، ایک سلام سے۔ مقررہ وقت، یہ نماز ان 17 اوقات میں پڑھی جاسکتی ہے۔

(۱) ماہ رجب کی پہلی رات (۲) ماہ شعبان میں نصف شب میں (۳) ماہ رمضان کے آخری جمعہ

(۴) دونوں عیدوں کے دن (۵) یوم عرفہ (۶) یوم عاشورہ کو۔

طریقہ نماز۔ (۱) پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 11 مرتبہ پڑھے۔

(۲) دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 10 بار اور سورۃ الکافرون تین 3 بار پڑھے

(۳) تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 10 بار اور سورۃ التکاثر تین 3 بار پڑھے۔

(۴) چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 15 بار اور ایک 1 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے پھر اس نماز کا ثواب اپنے دشمنوں کو بخش دے۔

(6) زوال کے بعد کی نماز۔ وقت نماز، زوال کے فوراً بعد اور عصر سے پہلے، کل رکعت نماز 4 ایک سلام سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ۔ جو شخص زوال کے بعد چار رکعت اچھی طرح قرأت اور رکوع و سجود سے پڑھتا ہے تو۔ ہزار فرشتے اُس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اور شام تک اُس کیلئے مغفرت کی دُعا کرتے رہتے ہیں۔

(7) گھر سے باہر جانے اور واپس آنے کی نماز۔ وقت نماز، ماسوائے اوقاف زوال یا اوقات ممنوعہ کے ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے۔ کل رکعت نماز 2

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم گھر سے نکلو تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کرو یہ رکعتیں تم کو بیرونی اور خارجی آفات سے محفوظ رکھیں گی۔ اور جب گھر میں داخل ہو تب بھی دو رکعتیں پڑھ کرو۔ یہ رکعتیں تم کو داخلی اور اندرونی خرابی اور پریشانی سے مامون رکھیں گی۔

(8) نماز کسوف۔ یعنی سورج یا چاند، گرہن کی نماز۔ وقت نماز، گرہن شروع ہونے سے مکمل روشنی کی واپسی تک۔ کل رکعت نماز 2، چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ۔ مسنون یہ ہے کہ نماز جامع مسجد میں باجماعت ادا کی جائے تاہم یہ نماز گھر میں پڑھنا بھی جائز ہے۔ اگر دوران نماز گرہن کھل جائے تو نماز کو منقطع نہیں کرنا چاہیے بلکہ نماز میں تخفیف کر دینا مستحب ہے۔

طریقہ نماز (۱) پہلی رکعت میں، تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء تعوذ تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ پڑھے، پھر رکوع کرے۔ اور رکوع میں سو (100) آیات کے برابر، سبحان ربی العظیم پڑھے۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد، کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور پھر سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ آل

عمران پڑھے۔اور دوبارہ رکوع کرے جو پہلے سے طوالت میں کم ہو۔

پھر سمع اللہ لمن حمدہ ، ربنا لک الحمد ، کہتا ہوا سر اٹھائے اور سجدے میں چلا جائے اور سجدے میں سو آیات کے برابر سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے۔

(۲) پھر دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ نساء پڑھے اور پہلی رکعت کی مانند طویل رکوع کرے۔پھر سر اٹھا کر سورۃ فاتحہ کے سورۃ مائدہ پڑھے اور دوبارہ رکوع کرے، جو پہلے سے طوالت میں کم ہو۔پھر رکوع سے سر اٹھائے اور سجدے میں چلا جائے اور سجدے میں سو (100) آیات کے برابر سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے۔اور پھر تشہد، کے بعد سلام پھیر دے اور نماز کا اختتام کرے۔

(۳) قرأت کی مقدار (۱) اول رکعت میں، دوسرے قیام کے اندر قرأت، اول قرأت سے دو تہائی ہو گی۔

(۲) دوسری رکعت میں، تیسرے قیام کے اندر، قرأت کی مقدار اول قیام کی قرأت سے نصف ہو گی چوتھے قیام کے اندر، قرأت کی مقدار، تیسرے قیام کی قرأت سے دو تہائی ہو گی۔

(۳) اسی طرح رکوع وسجود کی ہر تسبیح کی مقدار، ہر قیام کی قرأت کی مقدار سے دو تہائی کے برابر ہو گی۔

(۴) اگر متذکرہ سورتیں یاد نہ ہوں تو، ان آیات کے بقدر قرآن پاک کی دوسری سورتیں یا سورۃ اخلاص، پڑھے۔

(9) نماز استسقاء۔یعنی بارش کیلئے نماز، وقت نماز، بوقت نماز چاشت، کل رکعت نماز 2 یہ نماز بغیر اذان کے پڑھائی جائے گی۔اور یہ نماز امام کے ساتھ باجماعت، میدان یا عیدگاہ میں پڑھائی جائے گی۔اس نماز کا امام خلیفہ یا اُس کا نائب ہو گا۔

اس نماز کے احکام واحوال اور صفات عید کی نماز کی طرح ہیں، تاہم یہ طلب حاجت کی نماز ہے۔اور عاجزی اور مسکینی کی ہے۔جس میں خوشبو لگانا مستحب نہیں ہے۔

طریقۂ نماز۔(۱) پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ 6 زائد تکبیریں کہی جائیں گی ارو دوسری رکعت میں 5 زائد تکبیریں کہی جائیں گی۔اور یہ تکبیرات دونوں رکعت میں قیام کی تکبیر کے علاوہ ہیں۔اور ہر دو تکبیروں کے درمیان امام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

(۲) نماز کے بعد، امام خطبہ پڑھے، تاہم نماز سے قبل بھی خطبہ پڑھنا بھی جائز ہے۔تاہم امام اپنی آسانی کیلئے نماز کے بعد صرف دعا پر بھی اکتفا کر سکتا ہے۔اگر امام خطبہ پڑھے تو خطبہ کا آغاز، عید کے خطبہ کی طرح تکبیر سے کرے اور درود شریف، کثرت سے پڑھے۔اوران آیات کو بھی پڑھے۔

"فقلت استغفرو بكم انه كان غفارا يرسل السمآء عليكم مد را راً"

یعنی حضرت نوح نے، اُن سے کہا کہ اپنے رب سے تم استغفار کرو وہی بخشنے والا ہے وہ آسمان سے موسلا دھار بارش اُتارتا ہے۔

(۳) امام خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ رو ہو کر، اپنی چادر اس طرح الٹ دے کہ، دائیں کندھے والا حصہ بائیں کندھے پر اور بائیں کندھے والا حصہ دائیں کندھے پر اور بالائی کنارہ نیچے اور نیچے والا کنارہ اوپر کو ڈالے۔اور دوسرے لوگ اُس کی اقتدار کریں اور گھر پہنچنے تک اسی طرح رہیں اور گھر پہنچ کر، کپڑوں کے ساتھ چادریں بھی بدل لیں۔

(10) نماز خوف ۔یعنی جنگ کے وقت کی نماز۔کل رکعت نماز 2 باجماعت، وقت نماز، بوقت نمازِ ظہر عصر اور عشاء۔

شرائطِ نماز۔(۱) مد مقابل دشمن سے جنگ کرنا جائز ہو۔

(۲) دشمن قبلہ کے سوا کسی دوسری سمت میں ہو۔

(۳) لشکر میں اتنے آدمی ہوں کہ انہیں متفرک کیا جا سکے۔یعنی کم سے کم 6 عدد۔اور دشمن کے حملہ کر دینے کا خوف موجود ہو۔

طریقۂ نماز (۱) امام کے ساتھ ایک صف کھڑی ہو اور دوسری صف دشمن کے سامنے ہو۔(۲) امام

اول صف کو ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائے اور پھر سیدھا کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ مقتدی دوسری رکعت پوری کرلیں۔(۳) پھر اول صف کی جگہ دوسری صف آجائے اور دوسری صف کی جگہ اول صف چلی جائے (۴) امام دوسری صف کو بھی ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائے اور پھر امام مقعود میں اتنی دیر کرے کہ یہ صف اپنی رکعت پوری کرے۔(۵) اور پھر امام اس صف کو لے کر سلام پھیر دے۔

ان نمازوں کی بابت ''غنیۃ الطالبین'' سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔

3۔ ہفتہ وار نمازیں

(1) جمعہ کے دن اور رات کی نمازیں

(۱) دن کی نماز۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا پورا دن عبادت کا ہے۔ جو شخص ایک ،دونیرہ آفتاب بلند ہونے پر اچھی طرح وضو کر کے، اللہ تعالیٰ کیلئے چاشت کی تسبیح کی دو رکعتیں ثواب کی نیت سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کیلئے دو سو نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دو سو برائیاں معاف کر دیتا ہے۔

اور جو بندہ چار رکعت پڑھے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اُس کے چار سو درجات بلند فرما دیتا ہے۔اور جو آٹھ رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ جنت میں اُس کے آٹھ سو درجات بلند فرما دیتا ہے۔اور اُس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

اور جو شخص بارہ رکعت پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے بارہ سو نیکیاں لکھ دیتا ہے۔اور اُس کے بارہ سو درجات بلند فرما دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

جس نے جمعہ کے دن صبح کی نماز باجماعت ادا کی اور پھر طلوع آفتاب تک مسجد میں

بیٹھا ذکر کرتا رہا تو اس کو جنت الفردوس میں ستر درجات نصیب ہوں گے اور ہر دو درجات کا درمیانی فاصل تیز رو گھوڑے کی ستر سالہ قطع مسافت کے برابر ہوگا۔

جس نے جمعہ کی نماز با جماعت ادا کی تو اُس کو جنت الفردوس میں پانچ سو منزلیں عطا ہوں گی اور ہر دو منزلوں کا درمیانی فاصلہ تیز رو گھوڑے کی پچاس سالہ مسافت ے برابر ہوگا۔ جس نے عصر کی نماز با جماعت پڑھی تو گویا اُس نے حضرت اسماعیل کی اولاد سے آٹھ غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب حاصل کیا۔ اور جس نے مغرب کی نماز با جماعت ادا کی تو گویا اُس نے ایک مقبول حج اور عمرہ کا ثواب حاصل کیا۔

جو شخص جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعت نماز پڑھ لے اور اوّل رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، آیت الکرسی ایک بار اور سورۃ فلق پچیس بار پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، سورۃ اخلاص ایک بار اور سورۃ فلق بیس بار پڑھے اور اُس کے بعد سلام پھیر کر پانچ مرتبہ، **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم**، پڑھے تو ایسے شخص کو اُس وقت تک موت نہیں آئے گی، جب تک وہ جنت میں اپنا مقام نہیں دیکھ لے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا خواب میں دیدار نہیں کرے گا۔

جمعہ کا دن ہو تو دن چڑھنے کے بعد تم، دو رکعتیں اس طرح ادا کر لیا کرو کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ فلق اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ والناس پڑھو۔ اور پھر اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیر دو۔ اُس ے بعد بیٹھے بیٹھے سات بار آیت الکرسی پڑھو۔ اُس سے فارغ ہو کر پھر آٹھ رکعتیں، چار چار کر کے اس طرح ادا کرو کہ، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ نصر ،ایک ایک بار اور سورۃ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھو۔ پھر اپنی نماز پوری کر لو۔ اور اُس کے بعد ستر مرتبہ **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم**، پڑھو۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ:۔

جو کوئی مومن یا مومنہ اس نماز کو اس طریقہ سے، جو میں نے بتایا ہے پڑھ لے گا، تو میں، جنت میں اُس کا ضامن ہو جاؤں گا اور وہ اپنے مقام سے اٹھنے نہ پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کو اور اس کے والدین کو بخش دے گا، بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں۔ اور عرش کے نیچے منادی ندا دے گا، کہ

اے خدا کے بندے اب تو ازسرِ نو عمل شروع کر دے، تیرے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔

۲۔رات کی نماز۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جس نے شب جمعہ میں، مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعت اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی۔تو گویا اُس نے بارہ سال تک دن کے روزے رکھے اور رات کی عبادت کی۔

جو کوئی عشاء کی نماز، جمعہ کی شب میں باجماعت ادا کرے۔اور اس کے بعد وہ شخص دو رکعت سنت ادا کرے اور اُس کے بعد دس رکعت نفل ادا کرے۔اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور معوذتین اور سورۃ اخلاص، ایک بار پڑھے۔اور پھر تین رکعت وتر، ادا کر کے، اپنی داہنی کروٹ سو جائے، اور اپنا منہ قبلہ کی طرف رکھے۔تو اس کا اجر یہ ہے کہ گویا۔اُس نے تمام شبِ قدر، عبادت میں بسر کی۔آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ۔جمعہ کی عظیم الشان رات، اور تابناک دن میں مجھ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔

2۔دن کی نماز۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ

(۱) جو کوئی ہفتہ کے دن چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون تین بار پڑھے اور سلام پھیر کر آیت الکرسی پڑھے۔تو اللہ تعالیٰ اُسے۔

ہر حرف کے عوض، ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب دے گا اور اُس کے نامۂ اعمال میں ایک سال کے روزوں اور رات کے قیام کا ثواب درج کیا جائے گا۔اور اللہ تعالیٰ اُس کو ہر حرف کے بدلے ایک شہید کا ثواب عطا فرمائے گا۔اور وہ شخص عرش کے سایہ میں شہیدوں اور نبیوں کے ہمراہ اُن کی صفوں میں موجود ہوگا۔

(2) رات کی نماز۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ۔

جو بندہ ہفتہ کی شب میں مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعت نماز نوافل ادا کرے تو،

اللہ تعالیٰ :۔ اُس کیلئے جنت میں قصر بنا دے گا اور عطا فرمائے گا۔ اور گویا اُس نے ہر مومن اور مومنہ کے حق میں صدقہ ادا کیا اور یہودیت سے بیزاری کا اظہار کیا اور پھر خداوند تعالیٰ کے کرم کے ذمہ ہے کہ اسے بخش دے۔

(3) اتوار، کے دن اور رات کی نمازیں۔

جس نے اتوار کے دن چار رکعت نماز پڑھی، اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، ایک بار امن الرسول پڑھا، تو اللہ تعالیٰ، ہر نصرانی مرد اور عورت کی نیکیوں کے برابر نیکیاں دیتا ہے۔ اور نبی کا ثواب مرحمت فرما کر۔ اور۔ ہر رکعت کے بدلے اُسے کو ہزار نمازوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ علاوہ ازیں۔ اللہ تعالیٰ جنت میں ہر حرف کے عوض اُس کو مشک ازفر سے تعمیر کیا ہوا ایک شہر، اُس کو عطا فرمائے گا۔

اگر کوئی شخص اتوار کے دن، ظہر کے فرض اور سنتوں کے بعد چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ :۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ ''الم سجدہ'' اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ ''تبارک الملک'' پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں اور پڑھے اور ان دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ، کے بعد سورۃ جمعہ، کی قرأت کرے۔ اور پھر دعا مانگے تو۔ اللہ تعالیٰ پر اُس کا حق ہے کہ۔

اس کی حاجت پوری فرمائے، اور عیسائیوں کے دین سے محفوظ رکھے۔

(۲) رات کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جو بندہ اتوار کی شب میں بیس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ، ایک بار اور سورۃ اخلاص پچاس بار اور معوذتین ایک بار ایک۔ اور اللہ تعالیٰ سے، سو بار استغفار اپنے نفس کیلئے اور والدین کیلئے، سو بار استغفار کرے اور مجھ، یعنی حضور ﷺ پر سو بار درود بھیجے۔ اور اپنے عجز کا اظہار کرے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے جھک جائے اور مزید یہ کلمہ پڑھے

۔تو ایسے شخص کا حشر روز قیامت، امن پانے والوں کے ساتھ ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ کے کرم کے ذمہ ہوگا کہ وہ اُس کو جنت میں انبیاء کے ساتھ داخل فرمادے۔

کلمہ یہ ہے۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان آدم صفوة الله وفطر ته ، وابراهيم خليل الله عزوجل موسىٰ كليم الله تعالىٰ عيسىٰ روح الله سبحانه و محمد حبيب الله عزوجل .

(4) سوموار کے دن اور رات کی نمازیں یا نمازِ طلبِ حاجت

(۱) دن کی نماز۔حضور نے فرمایا کہ

جس نے پیر کے دن آفتاب بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی، اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار" آیت الکرسی"اور ایک بار"سورۃ اخلاص"اور ایک ایک بار معوذتین، پڑھ کر سلام پھیرا۔پھر دس مرتبہ"استغفر اللہ"اور پھر دس بار درود شریف، پڑھا تو۔

اللہ تعالیٰ اُس کے تمام گناہ بخش دے گا۔

جو شخص پیر کے دن بارہ رکعت نماز، اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ" آیت الکرسی" پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد، بارہ مرتبہ" سورۃ اخلاص اور بارہ مرتبہ"استغفار" پڑھے تو۔روز قیامت منادی پکارے گا کہ یہ فلاں کا بیٹا فلاں کہاں ہے، وہ اٹھے اور اپنا ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرے۔

اُس کو ثواب میں جو چیز عطا ہوگی وہ، ایک ہزار جوڑے اور تاج ہوگا۔اور اُس کے استقبال کیلئے ایک ہزار فرشتے موجود ہوں گے اور اُس سے کہا جائے گا کہ، جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(۲) رات کی نماز۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ۔

جو شخص پیر کی شب میں چار رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۃ

فاتحہ ایک بار، اور سورۃ اخلاص دس بارہ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، اور سورۃ اخلاص بیس بار تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، اور سورۃ اخلاص تیس بار، چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، اور سورۃ اخلاص چالیس بار پڑھے اور پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔

سلام کے بعد 75 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنے والدین کے لیے 75 بار استغفار کرا ور پھر مجھ، (یعنی حضور ﷺ) پر 75 بار، درود شریف، پڑھے پھر اپنی حاجت طلب کرے، تو اُس کا خدا پر حق ہو جاتا ہے کہ اُس کا سوال پورا کرے، اسی لیے اس کو نمازِ حاجت بھی کہا جاتا ہے۔ جو شخص پیر کی شب کو دو رکعت نماز، اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے، اور پھر نماز پوری کر کے سلام پھیر دے اور اُس کے بعد پندرہ مرتبہ ''آیت الکرسی'' اور پندرہ مرتبہ ''استغفار'' پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کا نام جنتی لوگوں میں مقرر فرما دیتا ہے۔

خواہ وہ اہل دوزخ سے ہی کیوں نہ ہو، اُس کے تمام ظاہری گناہ بخش دے گا، اُس کو ہر آیت کے بدلے حج وغیرہ کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اگر دوسرے سوموار کے درمیان وہ فوت ہو گیا تو، اُس کو شہید کا درجہ ملے گا۔

(5) منگل، کے دن اور رات کی نمازیں

(ا) دن کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ۔

جو شخص منگل کے دن دس رکعت نماز، نصف النہار یعنی دوپہر سے قبل یعنی دن چڑھے پڑھے گا۔ اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھے گا تو۔

اُس کے نامۂ اعمال میں 70 دن تک کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اور اس دوران اگر وہ فوت ہو جائے گا تو اُس کو شہادت کی موت نصیب ہو گی۔ اور اُس کے 70 سال کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(۲) رات کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ۔

جو کوئی منگل کی شب دس رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ نصر پانچ بار، پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں ایک ایسا گھر عطا فرمائے گا جو طول و عرض میں، دنیا سے سات گناہ بڑا ہو گا۔

(6) بدھ، کی دن اور رات کی نمازیں

(۱) دن کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جو شخص بدھ کے دن، چاشت کے وقت، بارہ رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ آیت الکرسی، ایک ایک بار۔ اور۔ سورۃ اخلاص اور معوذتین، تین بار، پڑھے تو۔

ایسے شخص کو ایک فرشتہ جو عرش کے قریب رہتا ہے پکار کر کہے گا کہ۔ اے اللہ کے بندے! تیرے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے اب از سرِ نو عمل شروع کر۔ اللہ تعالیٰ اُس سے عذاب قبر، فشار قبر اور ظلمتِ قبر کو، دور فرما دیتا ہے۔ اور اُس سے قیامت کی تمام مصیبتیں اٹھا لے گا۔ اور اُس بندہ کے دن کا عمل نبی کے عمل صدقے کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

(۲) رات کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

بدھ کی رات میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ فلق دس بار، دوسری رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والناس دس بار، پڑھے تو۔ ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اتر کر آتے ہیں اور اُس نمازی کیلئے قیامت تک ثواب لکھتے رہتے ہیں۔

(7) جمعرات کے دن اور رات کی نمازیں

(۱) دن کی نماز۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

جو بندہ جمعرات کے دن، ظہر اور عصر کے درمیان، دو رکعت نماز، اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 100 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے۔ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ

کے بعد 100 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔اور نماز کے بعد، 100 مرتبہ مجھ (یعنی محمد ﷺ) پر درود وسلام بھیجے تو۔

اللہ تعالیٰ ،اسے رجب ،شعبان اور رمضان کے روزوں کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔اُس کو ایک حج کا ثواب بھی ملے گا۔اُسکے نامہ اعمال میں اُن تمام لوگوں کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور اُس پر توکل کیا ہے۔

(۲) رات کی نماز ،حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۔نے فرمایا کہ

جو بندہ جمعرات کی رات میں مغرب او رعشاء کے درمیان ، دو رکعت نماز ،اس طرح ادا کرے کہ۔

ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ آیت الکرسی ، پانچ مرتبہ سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھے ۔پھر نماز سے فارغ ہو کر پندرہ بار'' استغفر اللہ'' پڑھ کر اُس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچائے تو گویا اُس نے اپنے والدین کا حق ادا کر دیا ،اگر چہ وہ اپنے والدین کا نافرمان اور عاق کردہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔اور اللہ تعالیٰ اُس کو صدیقین اور شہدا کا درجہ عطا فرمائے گا۔

نوافل کی ادائیگی ۔فرائض اور سنن کی ادائیگی کے بعد نفل نمازوں ،روزوں اور صدقات ادا کرنے کی طرف توجہ کی جائے ۔اور فرائض اور سنن کو ادا کیے بغیر ان عبادات نافلہ میں مشغول نہ ہو۔اگر اُن فرائض کی تکمیل نہیں کر سکا ہے تو مذکورہ دن اور رات کے نوافل میں مختلف النوع فرائض ہی کی قضاء کی نیت کرے تا کہ اُس کے فرائض ساکت ہو جائیں کیونکہ قضا فرائض کی کمی کو پورا کر دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اُس کے لیے زیادہ سے زیادہ اجر جمع کر دے گا ،جب وہ تمام فرائض کی ادائیگی سے سبکدوش ہو جائے گا۔تو پھر ،مذکورہ اوقات میں نوافل کی نیت کی جائے۔

نوٹ :۔ان تمام نمازوں کی بابت غنیۃ الطالبین ہی سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے)

4۔شب وروز۔فقہا کی نظر میں

1۔دن کا استقبال

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں، بحوالہ، دلیل العارفین، مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) آپ نے فرمایا کہ(۱) جب اٹھوتو دائیں پہلو اٹھو۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر باشرائط وضو کرو۔ پھر دوگانہ ادا کر کے مصلے پر بیٹھو۔ پھر سورۃ بقرہ کی چند ایک آیات پڑھ کر سورۃ انعام کی ستر آیات پڑھو۔ پھر سو مرتبہ کلمۂ طیبہ کا ذکر کرو۔

(۲) پھر صبح کی نماز کی سنتیں اس طرح ادا کرو کہ۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ الم نشرح اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ الم ترکیف پڑھو۔ پھر سو مرتبہ

" سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ" ." استغفر اللہ من کل ذنب و اتوب الیہ "، پڑھو۔

(۳) جب صبح کی نماز ادا کر چکو تو قبلہ رخ بیٹھ کر:۔

(2) دس مرتبہ کلمۂ توحید پڑھو۔ پھر تین مرتبہ کلمۂ شہادت پڑھو۔ پھر تین مرتبہ یہ درود شریف پڑھو۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد ما اختلف الملوان و تعاقب العصر ان و تکرار الحریران واستصحب الفرقران والقمران ، بلغ علیٰ روح محمد منی التحیة والسلام .

پھر تین مرتبہ، یا عزیز یا غفور پڑھو اور پھر تین مرتبہ سوئم کلمہ پڑھو۔

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔" استغفر اللہ من کلِّ ذنب واتوب الیہ"۔

پھر یہ پڑھو۔" سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہٖ

استغفر اللّٰہ الذی لااله الا هو الحی القیوم غفار الذنوب ستار العیوب علام الغیوب کشاف الکروب مقلب القلوب اتوب" پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

یاحی یا قیوم یا حنان یا منان یا دیان یا سبحان یا سلطان یابدیع السمٰوات والارض یا ذالجلال والاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین.

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو ." لاحولا ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ، یاقدیم یا دائم یا حی یاقیوم یا احدیا محمدیا حلیم یا عظیم یا علی یانور یا فرد یاوتر یا باقی یا حی یا قیوم یا حی رفض حاجتی بحق محمد ﷺ واله اجمعین".

پھر اللہ تعالیٰ ننانوے نام اور محمد ﷺ رسول اللہ کے ننانوے نام پڑھ کر پھر تین مرتبہ یہ درود شریف پڑھو۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد حتی لایبقی من الصلوٰۃ شیئی وارحم علیٰ محمد حتی لایبقی من الرحمۃ شیءِ و بارک علیٰ محمد حتی لا یبقی من البرکات شیءِ.

(ب) پھر ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

" اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعزمن تشاء و تزل من تشاء بیدک الخیر ، انک علیٰ کل شیءِ قدیر".

پھر تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر سات مرتبہ یہ پڑھو۔

" فان تو لو افقل حسبی اللّٰہ لااله الا هو الیه تو کلت و هو رب العرش العظیم ، پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

" ربنا لا تحملنا مالا طاقۃ لنابه ط و اعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علیٰ القوم الکفرین.برحمتک یاارحم الراحمین".

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

" اللّٰهم اغفرلی ولوالدی والجميع المومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم والاموات برحمتک يا ارحم الرحمين " . پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

" سبحان الاول المبدی ، سبحان الباقی المعيد اللّٰه الصمد لم يلد و لم يو لد ولم يكن له كفواً احد " . پھر تین یہ پڑھو۔

" وان اللّٰه علىٰ كل شیء قدير ، وان اللّٰه قدا حاط بكل شیء علما " ۔ پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

" اتوب توبة عبرِ ظالم ، لاعلمک لنفسه نفعا ، ولا ضرا ولاموتا ولاحيوة ولا نشورا " ۔ پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

اللّٰهم يا حی ياقيوم يا اللّٰه يا اله ، الاانت اسئلک ان تحی قلبی بنور معرفتک ابداً ، يااللّٰه يا اللّٰه " پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

يا مسبب الاسباب يا مفتح الابواب يا مقلب القلوب والابصار يا دليل المتحير ين يا غياث المستغثين اغثنیٰ ، تو كلت عليک يا رب و فوضت امری اليک يا رب ، لاحول ولا قوة الا بااللّٰه العلی العظيم ، مشاء اللّٰه كان ومالم يشاء لم يكن بحق اياک نعبدو اياک نستعين " . پھر ایک مرتبہ یہ پڑھو۔

اللّٰهم اصلح امة محمد ، اللّٰهم ارحم امة محمد"

(ج) پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

" اللّٰهم انی اسئلک باسمائک واسمک الاعظم اعطنی ، ماسائتک بفضلک و كرمک يا ارحم الراحمين ، الحمد للّٰه الذی فی القبور قضاوه وامره والحمد للّٰه الذی فی ابر والبحر سبليله والحمد للّٰه الذی لا ملا

و لا ملجا الا الیہ ،

رب لاتذرنی فرداً و انت خیر الوارثین". پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

" سبحان اللّٰہ ملاء المیزان و منتھی العلم وزینۃ العرش و مبلغ الرضاء برحمتک یا ارحم الراحمین" پھر ایک مرتبہ یہ پڑھو۔

" رضیت باللّٰہ یا کریما و بحمد نبیا و بالاسلام دینا و بالقرآن اماما وبالکعبۃ قبلۃ و بالمؤ منین اخوانا".

(د) پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

" بسم اللّٰہ خیر الاسماء بسم اللّٰہ رب الارض والسمآ ، بسم اللّٰہ الذی لا یضرمع اسمہ شیءٍ فی الارض ولافی السماء وھوالسمیع العلیم ". پھر چند مرتبہ " اللّٰھم اجرنا من النار یا مجیر" پڑھو۔

پھر دس مرتبہ، " لا الہ الا اللّٰہ پڑھنے کے بعد" محمدٌرسول اللہ " پڑھواور پھر ایک مرتبہ یہ پڑھو۔واشھد ان الجنۃ حق ، والنار حق ، والمیزان حق ، والموت حق ،والسوال حق ، والصراط حق ، والشفاعۃ حق ، وکرامۃ الاولیاء حق ، معجرۃ الانبیاء حق ، فی الدار الدنیا وان الساعۃ اتیۃ لاریب فیھا، وان اللّٰہ یبعث من فی القبور.

پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر یہ پڑھو۔اللّٰھم زدِ نو رنا و زد حضور نا وزد مغفرتنا وزد طاعتنا و زد نعمتنا وزد محبتنا و زد عشقنا و زد قبولنا ، برحمتک یا ارحم الرحمین . پھر۔سبعات عشرہ،سورۃ یٰسین،سورۃ الملک اورسورۃ جمعہ پڑھو۔

(iv) جب سورۃ بلند ہوتو ''نماز اشراق'' دس رکعت اور پانچ سلام سے اس طرح پڑھو کہ:۔پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اورسورۃ ''اذا ذلزلت الارض زلزالھا'' ایک مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اورسورۃ کوثر ،ایک ایک مرتبہ پڑھو۔نماز کے بعد، دس مرتبہ'' درود شریف'' پڑھ کر

تلاوت قرآنی میں مشغول ہو جاؤ۔

پھر ''نماز چاشت'' بارہ رکعت چھ سلاموں سے اس طرح ادا کرو کہ:۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ والضحیٰ ایک بار پڑھو۔ سلام کے بعد کلمہ ''سبحان اللہ آخر تک پڑھو اور پھر ''درود شریف'' سو مرتبہ پڑھو۔ اور پھر سورۃ الفیل ''الم تر کیف'' سے لے کر سورۃ والناس'' تک دس سورتیں پڑھو، اس کے بعد سورۃ نوح'' پڑھو۔ پھر دیر تک تلاوت قرآنی اور یادِ الٰہی میں نماز ظہر و عصر تک مشغول رہو۔ اور نماز عصر، ادا کرنے کے بعد، سو مرتبہ " **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھو۔ پھر ''سورۃ فتح'' اور سورۃ الملک'' پانچ پانچ مرتبہ پڑھو اور پھر سورۃ'' عم یتسالون'' اور ''سورۃ والنازعات'' پڑھو۔

(V) شام کی نماز۔ اس نماز کے پڑھنے کے دوران فرائض کے بعد سنتوں کی پہلی رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص، تین مرتبہ اور سورۃ فلق، ایک مرتبہ پڑھو۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص، تین مرتبہ اور سورۃ والناس، ایک مرتبہ پڑھو۔ جس کے بعد دو رکعت نماز، حفظِ ایمان ادا کرو۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر سر سجدے میں رکھ کر یہ پڑھو۔'' **یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان** ''.

نماز اوابین۔ یہ نماز اس طرح ادا کرے کہ، چھ رکعت تین سلام سے پڑھے اور پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ، کے بعد سورۃ اذا زلزلت الارض، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ التکاثر، اور تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ واقعہ پڑھو۔ اور بقیہ نماز ادا کرو اور پھر نماز عشاء تک یادِ الٰہی میں مشغول رہو۔ اور نمازِ عشاء سے پہلے یہ دعا پڑھو۔

" **اللّٰھم اعنی علیٰ ذکرک وشکرک وحسن عبادتک** ".

نماز طلب حاجت۔ نماز عشاء کے بعد چار رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ، کے بعد تین مرتبہ آیت الکرسی اور باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد، تینوں

قل شریف، پڑھو۔ انشاء اللہ حاجت روا ہوگی۔

صلوٰۃ السعادۃ۔ یہ چار رکعت نماز، اس طرح ادا کرو کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ، کے بعد ''سورۃ انا انزلنا'' تین مرتبہ اور ''سورۃ اخلاص'' پندرہ مرتبہ پڑھو۔ اور نماز سے فارغ ہو کر سر سجدے میں رکھ کر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

''یاحی یاقیوم، ثبتنا علیٰ الایمان''۔

جب بیٹھو تو یہ پڑھو۔

''اللّٰھم انی اسئلک، برکۃ فی العمر و صحۃ فی المعیشۃ و سعۃ فی الرزق و زیادۃ فی العلم، وثبتنا علیٰ الایمان''۔ رات کے تین حصے کرو۔

پہلا حصہ نمازِ عشاء دوسرا حصہ، آرام کا۔ تیسرا حصہ، نماز تہجد۔

نماز تہجد۔ یہ نماز آٹھ رکعت کی ہے جس کو چار سلام سے ادا کرو۔ جس قدر قرآن شریف یاد ہو پڑھو۔ پھر تھوڑی دیر سو جاؤ۔ اور پھر اُٹھ کر تازہ وضو کرو۔ اور پھر صبح تک یادالٰہی میں مشغول رہو۔

حضرت خواجہ نے فرمایا کہ۔ (۱) حدیث شریف میں ہے کہ جسے کوئی مشکل پیش آئے تو وہ حسب ذیل طریقے سے سورۃ فاتحہ پڑھے۔ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم الحمد للّٰہ رب العالمین، تا آخر، پڑھے۔ اور آمین کے وقت تین مرتبہ آمین کہے۔ (یعنی لفظ رحیم کو لفظ الحمد سے ملا کر پڑھے)۔ اللہ تعالیٰ اُس کی مشکل کو حل فرمادے گا۔

(۲) صبح کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے درمیانی وقفہ میں، بسم اللہ اور سورۃ فاتحہ 41 مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے تمام دردوں اور بیماریوں کیلئے شفاء ہے۔

(۳) جو شخص ورد مقرر کرے، اُسے روزانہ پڑھنا چاہیے۔ دن کو اگر نہ پڑھ سکے تو رات کو ضرور پڑھے۔ ہر روز کسی اور کام میں مشغول ہونے سے پہلے اپنا ورد مکمل کرے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ورد کا تارک لعنتی ہے۔ انبیاء اولیاء مشائخ اور مردان خدا کا جو وظیفہ ہوتا ہے وہ برابر

پڑھتے ہیں۔اور جو کچھ اپنے پیروں سے سنتے ہیں بجالاتے ہیں۔

مزید فرمایا کہ، جو ورد ہمارے خواجگان سے منقول ہیں وہ ہم پڑھتے ہیں تم بھی پڑھا کرو اور وظیفے میں ناغہ نہ ہو۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کوئی قرآن مجید حفظ کرنا چاہیے تو اس نیت سے،

(۱) ہر روز ''سورۃ یوسف'' پڑھا کرے۔

(۲) ایک ہزار بار ''سورۃ اخلاص'' پڑھا کرے، انشاء اللہ تعالیٰ خدا نصیب میں کرے گا۔

2۔دن کا استقبال

حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب عوارف المعارف میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

(1) بندہ، فجر کی نماز کیلئے پوری طہارت کر کے صبح نکلنے سے پہلے تیار ہو۔ بعدازاں اذان دے، اگر مؤذن کی اجابت نہ ہو اُس کے بعد دو رکعت فجر کی ادا کرے، جس میں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافردن۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پڑھے۔یا۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، سورۃ بقرہ کی " قولو آمنا باللّٰہ و ماانزل الآیہ" ۔اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، ربنا آمنا بما انزلت و اتبعناالرسول پڑھے۔ بعد

ازاں، استغفار اور تسبیح، پڑھے، جس قدر اُسے تعداد آسان معلوم ہو۔یا کلمہ۔'' استغفر اللہ لذ نبی سبحان اللہ بحمد ربی'' پڑھے، تو اُس کا تسبیح و استغفار کا مقصود حاصل ہو گیا۔اُس کے بعد پڑھے، " اللّٰهم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد " .

جس کے بعد یہ دعائیں پڑھے۔

(۱) اللّٰھم اسالک رحمة من عندک تھدی بھا قلبی وتجمع بھاشملی وتلم بھا شعثی وتردبھا اُلفتی وتصلح بھا دینی و تحفظ بھا غائبی وترفع بھا شاھدی وتزکی بھا عملی و متبیض بھا و جھنی تلقنی بھار شدی وتعصمنی بھا من کل سوء "۔

(۲) اللّٰھم اعطنی ایماناً صادقا و یقینا لیس بعدہ کفرو رحمة امال شرف کرامتک فی الدنیاوالآخرة "۔

(۳) اللّٰھم انی اسالک الفوذ الفذ عن القضاء و منازل الشھدأ وعیش السعد اء و النصر علی الاعداء و مرافعة الانبیاء "۔

(2) حضور اکرم ﷺ جب مسجد میں جماعت کی نماز کا قصد فرماتے تو گھر سے باہر نکلتے وقت یہ فرماتے۔" وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق ، واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا"۔

آپ ﷺ راستہ میں فرماتے۔

"اللّٰھم انی اسالک بحق السائلین علیک وبحق ممثائی ھذا الیک لمراخرج اشرا وبطرا ولاریاء ولا سمعة خرجت القاء سخطک واتبغاء مرضاتک اسالک ، ان تنقزنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انه لا یغفر الذنوب الاانت "

(3) صوفی کا سجادہ بمنزلہ گھر اور مسجد کے ہے اور ایسی جگہ اپنے اوپر لازم کرے جس میں قبلہ رو ہوکر نماز ادا کرے۔ اور یہ کہ انتقال اپنا اُس کے تو گھر کی طرف دین اپنے کیلئے اسلم اور محفوظ تر دیکھے تاکہ بات کرنے اور کسی شئے کی طرف متوجہ ہونے کا محتاج نہ ہو۔

(۱) جب وہ نماز کیلئے مسجد یا سجادہ پر آئے تو کہے۔

" بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ و الصلوٰة و السلام علیٰ رسول اللّٰہ ، اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وفتح لی ابواب رحمتک "۔

(۲) جب وہ نماز کے بعد سلام پھیرے تو:۔

(۱) چہارم کلمہ توحید پڑھے (۲) لا الـه الا الـلّٰـه و حـده صـدق وعده ونصر عبـده ،واعـز جـنـده ، وهزم الاحزاب وحده "۔(۳)" لاالـه الا الـلّٰـه اهل انعمة والفضل والثناء الحسن". (۴) لا الـه الا الـلّٰه ولا نعبد الاياه مخلصين له الدين ولو كره الكافرون"۔ پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

" هـو الـلّٰـه الـذى لا اله الا هو الرحمن الرحيم " ۔اور پھر خداوند تعالیٰ کے ننانوے(99) اسمائے گرامی پڑھے۔

(3) پھر سورۃ فاتحہ،اوّل سـورة بقره و المفلحون تک،اوردوآیات،والهكم اله واحد ، اور آيت الكرسى ،اوردوآیات اُس کے بعد کی اور آمن الرسول،اورآیت اُس سے پہلے کی اورشهد اللّٰه،اورقل اللّٰهم مالک الملک اور ان ربكم اللّٰه الذى خلق السمٰوات والارض ،الـمحسنين تک،اور لـقـد جاء كم الرسول ،آخرتک،اور قـل ادعو اللّٰه ، دوآیات اورآخرسورۃالکھف کو ان الـذين آمنو اور ذوالـنـون اذهب مغاضباً سے تاخیر الوارثين ،اوردوآیات سبـحـان اللّٰه حين لمسون و حين تقبحون،اورسبحان ربک رب الـعزت ،تاآخر،سورۃوالـصـافـات اور لـقـد صدق اللّٰه،اوراوّل سورۃالـحديد ، تابذات الصدور ،اورآخرسورۃالحشر ، لو انزلنا،کوپڑھے۔

بعدازاں،سبحان اللہ 33 بار،الحمدللہ 33 بار،اوراللہ اکبر 33 بار پڑھے۔اور سینکڑہ کو لا اله الا اللّٰه و حدهٗ لاشريک له سے پورا کرے۔

3۔پھر جبکہ طلوع آفتاب قریب ہوتو ،سبعات عشر،کو پڑھنا شروع کرے۔سبعات عشر جوکہ دس چیزوں پر مشتمل ہے،ہرایک کوسات سات بار پڑھنا چاہیے۔جوکہ حسب ذیل ہیں۔سبعاتِ عشر (۱) سورۃ فاتحہ۔(۲) سورۃ اخلاص (۳) سورۃ الکافرون (۴) آیت الکرسی (۵) سوئم کلمہ(۶) تعوذ(۷) سورۃ فلق (۸) سورۃ والناس (۹) یہ دعا۔" الـلّٰهـم افـعـل بـى وبهم عـاجلاو آجلا فى الدين والدنيا و الآخرة ، ماانت له اهل ولا تفعل بنا، يا مولانا مانحن له

اھل ، انک غفور حلیم جواد کریم رئوف رحیم " . اور(۱۰)درود شریف، پڑھنے کے بعد۔

اپنے نفس، اپنے والدین، مؤمنین اور مؤمنات کیلئے استغفار کرے۔تو پھر تسبیح اور تلاوت کی طرف آوئے۔ یہاں تک کہ،ایک نیزہ کے برابر آفتاب بلند ہو۔

(5)۔اپنی نشت گاہ سے پھرنے سے قبل دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ، پہلی رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد آمن الرسول، اور اللہ نور السمٰوات والارض آخر آیت تک پڑھے، جس کے بعد یہ دعائیں پڑھے۔

(۱)" اللّٰھم انی اصفحبت لا استطیع رفع اکراہ و لا املک نفع ما ارجو واصحبت مرتھنا جملی واصبح امری بید غیری فلا فقیر افقر منی ".

(۲) " اللّٰھم لا تشمت بی عدوی و لا تسئی بی صدیقی و لا تجعل مصیبتی فی دینی و لا تجعل الدنیا اکبر ھمی و لا مبلغ علمی و لا تسلط علیّ من لا یرحمنی

(۳) اللّٰھم اعوذ بک من الذنوب التی نزیل النعم و اعوذبک من الذنوب التی توجب النقم".

پھر دو رکعت اور پڑھے، جن میں معوذتین، ایک ایک رکعت میں اکٹھے پڑھے۔جن کے بعد کلمات استعاذہ پڑھے اور پناہ مانگنے کا ذکر کرے، جن کے بعد یہ پڑھے۔

" اعوذ باسمک و کلمتک التامۃ من شرا لسامۃ و الھامۃ واعوذ باسمک و کلمتک التامۃ من شر عذابک و شرعبادک واعوذ باسمک و کلمتک التامۃ من شر ما یجری بہ الیل والنھار "." ان ربی اللّٰہ لا الہ الا ھو علیہ تو کلت ، وھو رب العرش العظیم ".

بعد ازاں دو رکعت اور پڑھے، اس نیت سے کہ ہر ایک عمل جو وہ اپنے دن اور رات میں کرے اُس کے واسطے استخارہ ہو۔ان دو رکعتوں میں، قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد،

اوردعاء استخارہ پڑھے۔

پھر دو رکعت اور پڑھے، جن میں پہلی رکعت میں، سورۃ الواقعہ، اور دوسری رکعت میں، سورۃ الاعلیٰ پڑھے جس کے بعد یہ درود شریف پڑھے۔

اللّٰھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد واجعل حنک احب الا شیاء الیٰ وحشیتک خوف الاشیاء عندی واقطع عنی حا جات الدنیا بالشوق الیٰ لقائک واذاقررت اعین اهل الدنیا بدنیا هم فاقرر عینی بعبادتک و اجعل طاعتک فی کل شئی منی ، یاارحم الراحمین .

پھر دو رکعت اور پڑھے، جن میں اپنے وظیفہ سے پڑھے جو قرآن سے ہو۔

(6) پھر اُس کے بعد، اگر اُسے دنیا کا شغل نہ ہو تو چاہیے کہ نفل انواع عمل کے اندر، نماز اور تلاوت اور ذکر، دوپہر تک کرے۔ اور گھر کی طرف سے باہر نہ نکلے مگر بعد اس کے کہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔ اور گھر میں نہ آئے۔ الا جبکہ دو رکعت نماز ادا کرے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اُس کو باہر جانے کی برائی سے بچائے اور اندر آنے کی برائی سے اس کی حفاظت کرے۔ بعدازاں گھر والوں یعنی زوجہ وغیرہ سے سلام کہے اور جب گھر میں کوئی نہ ہو، تب بھی سلام کہے۔ اور کہے۔

" السلام علیٰ عباد اللّٰہ الصالحین المؤ منین ".

(7) اگر خالی وقت ہو تو، بہتر ہے کہ وہ اس وقت تک نمازِ چاشت پڑھے۔ جبکہ آفتاب بلند اور صبح کی نماز سے ظہر کی نماز، تک وقت ادھیا جائے، جس طرح کہ ظہر عصر، اور مغرب، کے درمیان تنصیب کرتا ہے۔ یہ نمازِ چاشت کیلئے افضل وقت ہے۔

نمازِ چاشت کی کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہیں۔ اور ہر دو رکعت کے پیچھے اپنے نفس کے لیے دعا کرے اور تسبیح واستغفار، پڑھے۔

اگر اُس پر قضا ہو تو، ایک یا دو دن کی یا زیادہ کی نماز پڑھے وگرنہ رکعتیں لمبی لمبی پڑھے اور قرآن اُس میں پڑھے۔ وگرنہ چند رکعات خفیفہ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص، کے ساتھ اور دوسری،

آیاتِ قرآن شریف کے ساتھ پڑھے۔جن میں دعا ہو جیسے کہ یہ آیت " ربنا علیک تو کلنا والیک انبنا والیک المصیر "۔اور نمازِ چاشت کے درمیان سو رکعت خفیفہ پڑھے۔

(8) بعضے صالحین ایسے تھے کہ جن کا ورد، رات اور دن میں، سو، دوسو، پانچ سو، اور ہزار، رکعت کا تھا۔اور جائز ہے اُس طالب کیلئے، جو بچا ہو، کہ نمازِ چاشت کی استوا سے روز تک، سو رکعتیں اور پڑھے اور اُس کی کم سے کم بیس رکعتیں ہیں جن کو خفیفہ پڑھے۔

تا کہ ہر دو رکعت میں، ایک حصہ قرآن شریف کا، زیادہ یا کم پڑھے۔اور بعد از نمازِ چاشت، کے اور بعد از فراغ، دوسری رکعت کے، سونا بہتر ہے۔

(9) ترتیب نماز یہ ہے کہ جب تک کہ انشراح خاطر ہو اور نفس اُس کی اجابت کرے، وہ پڑھے اگر تھک جائے تو نماز سے تلاوت کی طرف تنزل کرے اور اگر تلاوت سے بھی تھک جائے تو ذکر اللہ تعالیٰ بالقلب و باللسان کرے۔اور اگر ذکر سے بھی تھک جائے تو اپنے قلب پر مراقبہ کو لازم کرے، پھر مراقبہ و رعایت سے باطن کو ایسے ہی مقید کرے کہ جس طرح ظاہر کو عمل سے اور روح کو ذکر سے مقید کرتا ہے۔

پھر اگر اس سے بھی عاجز ہو اور وسوسے اُس کے مالک بن جائیں اور حدیث نفس اُس کے باطن میں ہجوم کریں۔تو چاہیے کہ سو رہے۔اس واسطے کہ نیند میں سلامتی ہے۔اور سزاوار ہے کہ، قیلولہ سے، زوال سے ایک جماعت پہلے سے جاگے، تا کہ وضو اور طہارت سے، قبل از استواء و زوال تیار ہو رہے۔

(10) جیسا کہ فرمان ہے کہ، نماز کو دن کے دونوں طرف قائم کر، اپنے رب کی حمد و تسبیح کر، بیشتر اس کے کہ، آفتاب طلوع کرے اور قبل اس کے کہ، آفتاب غروب ہو۔قبل طلوع شمس، نمازِ صبح ہے اور قبل از غروب آفتاب، نمازِ عصر ہے۔اور " من اناء الیل فسبح " سے مراد نمازِ عشاء ہے اور ''اطراف انہار'' سے مراد نمازِ ظہر اور نماز مغرب ہے۔

(11) نماز زوال۔اس نماز کا وقت قبل از ظہر اُس کے اوّل اوقات میں ہے۔اوّل زوال میں

سنت اور فرض سے پہلے، چار رکعت ایک سلام سے پڑھے، اور قبل از موذن وقت کو جان لے، تب نمازِ زوال کو پڑھنا شروع کرے۔ وقت زوال وہ نماز ختم ہونے کے بعد اور اذان اس حال میں سنے کہ وہ اس نماز کو پڑھ چکا ہو۔ اور جس کے بعد وہ نماز ظہر کیلئے مستعد ہو۔

نماز زوال وقت زوال ختم ہونے کے بعد میں بڑے دنوں میں سورۃ بقرہ، پڑھے اور چھوٹے دنوں میں، جو اُس سے تحلیل ہو پڑھے۔

(12) ظہر کی نماز شروع نہ کرے مگر اُس وقت کہ باطن کو پھر اپنے حال پر صفائی سے نہ پائے، اور نماز میں کھڑا نہ ہو، جبکہ بستگی اور کدورت زائل نہ ہو۔ اگر سنت کے بعد فرض کیلئے جماعت کے اکٹھے ہونے کا انتظار کرے تو وہ دعا جو نمازِ فجر کے فرض وسنت کے درمیان کی ہے، پڑھے۔ پھر جب کہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو تو، سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی، پڑھے۔ اور پھر، سبحان اللہ الحمد للہ، اور اللہ اکبر 33+33+33 بار پڑھے۔

(13) بعد ازاں، ظہر اور عصر کے درمیان کے وقت کو زندہ کرے اور آباد کرے، جس طرح کہ عشاء کے بعد اُس کی ترتیب کے موافق۔ جو ظہر اور عصر کے درمیان کے وقت کو دو رکعت سے زندہ کرے تو، اُن میں ایک چوتھائی قرآن شریف پڑھے۔ یا کہ اُس کو چار رکعت میں پڑھے تو بہت ہی اچھا ہے جو اس کا ارادہ کرے کہ اس وقت کو بڑے دنوں میں بیس رکعتوں سے زندہ کرے یا کہ سو رکعتوں سے تو اُس میں سورۃ اخلاص ہزار مرتبہ پڑھے۔ جو کہ ہر ایک رکعت میں پچاس ہوں اور زوال سے قبل مسواک کرے۔

(14) جو چاہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان اپنی نماز بیس رکعت میں، ہر ایک رکعت کے اندر، ایک آیت یا بعض آیات پڑھے تو وہ۔

" ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار "

(۲) پہلی رکعت میں پڑھے۔

" ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین"۔

(۳) تیسری رکعت میں " ربنا لا تو اخذنا "آخرسورۃ تک پڑھے۔

(۴) چوتھی رکعت میں " **ربنا لا تزغ قلوبنا (الایه)** " پڑھے۔

(۵) پانچویں رکعت میں" ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان" (الایۃ) پڑھے۔

(۶) چھٹی رکعت میں " ربنا بمانزلت " پڑھے۔

(۷) ساتویں رکعت میں " انت ولینا فاغفرلنا " پڑھے۔

(۸) آٹھویں رکعت میں " فاطر السمٰوات والارض انت ولی " پڑھے۔

(۹) نویں رکعت میں " ربنا انک تعلم مانخفی و مانعلن" (الایۃ) پڑھے۔

(۱۰) دسویں رکعت میں " وقل رب زدنی علماً" پڑھے۔

(۱۱) گیارویں رکعت میں " لا اله الا انت سبحانک " پڑھے۔

(۱۲) بارویں رکعت میں " رب لا تذرنی فردًا " پڑھے۔

(۱۳) تیرویں رکعت میں " وقل رب اغفر و الرحم وانت خیر الراحمین" پڑھے۔

(۱۴) چودویں رکعت میں " ربنا هب لنا من ازواجنا" پڑھے۔

(۱۵) پندرویں رکعت میں " رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیٰ وعلیٰ والدی وان اعمل صالحا ترضاه وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین " پڑھے۔

(۱۶) سولویں رکعت میں " یعلم خائنة الاعین و ما تخفی الصدور " پڑھے۔

(۱۷) سترویں رکعت میں " رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی الایه" (سورة الاحقاف) سے پڑھے۔

(۱۸) اٹھارویں رکعت میں " ربنا علیک توکلنا" پڑھے۔

(۱۹) انیسویں رکعت میں " رب اغفرلی والوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنات ولا تزد الظالمین الاتبارا " پڑھے۔

(۲۰)بیسویں رکعت میں " ربنا آتنا فی الدنیا حسنةً وفی الآخرة حسنةً وقنا عذا ب النار" ۔پڑھے۔

(15)۔بعدازاں عصر،سے قبل چار رکعتیں پڑھے،ان چار رکعتوں میں،(۱)اذازلزلت (۲) والعادیات ، اور (۳) القارعه (۴) الھکم التکاثر ،پڑھے،اور عصر کی نماز ادا کرے اور بعض ایام میں اُس کے اندر، " والسماء ذات البروج " کوداخل قرأت کرے۔عصر کی نماز کے بعد، جو ہم نے آیات دعا اور دوسری چیزیں لکھی ہیں،وہ پڑھے۔جو اُسے آسان معلوم ہو ۔اور بندہ ازعصر تا مغرب سو مرتبہ چہارم کلمہ پڑھے۔

3۔رات کا استقبال،حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ،اپنی کتاب عوارف المعارف میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

1۔بندہ ساتھ وضو اور طہارت کے،شب کا استقبال کرنے تیار ہو،اور مسبعات غروب سے پہلے پڑھے۔اور برابر تسبیح واستغفار میں ہو۔اور غروب کے وقت " سورۃ والشمس وللیل"،اور معوذتین ،بطور استقبال شب کے پڑھے۔جیسے کہ شب پیچھے دن کے آتی ہے اور دن پیچھے شب کے تو یہ سزاوار ہے کہ ذکر اور شکر کے ساتھ،ایک کو دوسرے کے پیچھے لاوئے کہ اُن کے درمیان کوئی چیز نہ ہو،جیسے کہ دن اور رات کے درمیان کوئی شے حائل نہیں ہوتی۔

ذکر۔کل اعمال قلب ہیں۔شکر اعمال جوارح ہیں جب موذن مغرب کی اذان سے فارغ ہوتو، دوخفیف رکعتیں اذان اور اقامت کے درمیان پڑھے۔اور جب مغرب کی نماز پڑھے ہے،تو بعد مغرب،سنت کی دو رکعت پڑھے،اور اُن میں جلدی کرے اور اُن میں،سورۃ الکافرون،اور سورۃ اخلاص،پڑھے۔اور پھر ملائک شب اور کراماً کاتبین پر سلام کہے۔

2۔بعدازاں اس طرح پڑھے۔

(۱)" مرحبا بملائکة الیل ، مرحبا بالملکین الکریمین الکاتبین کتبانی صحیفتی،

، وانی اشهدان لا اله الا اللّٰه ، و اشهد ان محمد الرسول اللّٰه .واشهدان اجنة حق ، والنار حق ، والحوض حق ، والشفاعة حق والصراط حق ، والمیزان حق ، واشهدان الساعة اتیة لاریب فیها وان اللّٰه یبعث من فی القبور "۔

(۲) " اللهم ودعک هذه الشهادة لیوم حاجتی الیها"۔

(۳)اللّٰهم احفظ بها وزری واغفربها ذنبی و تقل بها میزانی واوجب لی بها امانی وتجا وزعنی یا ارحم الراحمین"۔

3۔عشاء کے درمیان دورکعتیں،جن میں" سورۃ بروج" اور" سورۃ طارق" پڑھے،پھران کے بعدمزیددورکعت پڑھے۔جن کی پہلی رکعت میں،سورۃ البقرہ کی دس اوّل آیات اورالٰھکم الہ واحد ،آخرآیات تک اورقل شریف پندرہ مرتبہ پڑھے دوسری رکعت میں،آیت الکرسی،آمن الرسول اورقل شریف پندرہ مرتبہ پڑھے۔اور پچھلی دورکعتوں میں،سورۃ الزمراورسورۃ واقعہ پڑھے۔

اُس کے بعد جونماز وہ چاہے پڑھے۔اوراگر چاہےتواس وقت نماز میں اپنے حزب سے پڑھے۔اگر چاہےتو بیس خفیف رکعت سورۃ فاتحہ وسورۃ اخلاص سے پڑھے جوعشاء میں مواصلت دورکعت سے کرے اُن کووہ طول دےتواچھاہے۔ان دورکعتوں کوقیام میں قرآن مجید سے طول دےاورقرآن مجید پڑھنے کے بعداپنے حزب سے پڑھے یامکرراسی آیات کو پڑھے جس میں دعاہواورتلاوت جسے مکرر پڑھے۔

بعدازاں چاررکعت عشاء کےقبل پڑھے،اس کے بعد دورکعتیں پڑھے یااپنے کسی خلوت کے مکان میں چاررکعت پڑھے۔ان چاررکعت میں،سورۃ،لقمان،یٰسین،حم،تبارک الذی اوردخان،پڑھے۔اگرتخفیف کرناچاہےتو۔آیت الکرسی آمن الرسول،اوّل سورۃ الحدیداور آخرسورۃ الحشر،پڑھے۔متذکرہ چاررکعت کے بعدمزیدگیارہ رکعت نماز پڑھے۔

جن میں تین سوآیات قرآن مجید تک پڑھے،اوراگر چاہےتواس قدراس سےتھوڑی رکعتوں میں،جوکہ،سورۃ الملک سےآخرقرآن مجیدتک پڑھ لے۔اوراگرقرآن مجید حفظ نہ ہوتو،

ہرایک رکعت میں پانچ سے لے کردس مرتبہ یااس سے بھی زیادہ،سورۃ اخلاص، پڑھے،اور تہجد کے آخر تک،وتر کی تاخیر نہ کرے۔اگروتر اول شب میں پڑھے تو بعد وتر کے،دو رکعت میں بیٹھ کر ،سورۃ اذا زلزلت،اور سورۃ التکاثر، پڑھے۔حتیٰ کہ جب تہجد کا ارادہ کرے تو اُسے ادا کرے اور آخر تہجد میں وتر پڑھے ہر مسبحات یعنی پانچ سورتیں، الحدید،حشر،صف،جمعہ اور سورۃ تغابن پڑھےاوراگران کے ساتھ سورۃ اعلیٰ کوملائے تو چھ سورتیں ہو جائیں گی۔

4۔سونے کے آداب: حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی، رحمۃ اللہ علیہ،اپنی کتاب، عوارف المعارف میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

(۱) حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ، جوعورت کی راتوں کا عادی ہو،وہ فلاح اور نجات نہ پائے گا اس میں شک نہیں کہ عورت رفاہیت اورتن آرائی کی طرف بلاتی ہے اور مشغول باللہ سونے،قیام،اوررات اوردن کے روزہ سے باز رکھتی ہے۔اور باطن پر مفلسی کا خوف طاری کرتی ہے۔اور پھر مال جمع کرنے کی محبت غالب ہو جاتی ہے۔

(۲) حدیث مبارکہ ہے کہ بندہ جب سوئے اور وضو سے ہوتو اُس کی روح عرش پر عروج کرتی ہے اوراُس کے خواب صادق ہوتے ہیں صدیقین میں بعضے وہ ہوتے ہیں کہ جن کو خواب میں بات چیت،مکالمہ اور محادثہ ہوتا ہےاوراللہ تعالیٰ اُس کوامرونہی کرتا ہے۔اور جوخواب میں امرونہی سے مفتوح ہوتا ہے وہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ امرونہی ظاہر کا ہے۔اور مخالف عمل کی صورت میں وہ خداوندتعالیٰ کا گناہگار ہوتا ہے۔

(۳) سزاوار یہ ہے کہ،اس کی طرف رات کے حصوں میں مائل اور متوجہ،اور جناب قربت اُس کی امیدگاہ اور مرجع ہو جائے،اورزبان سے یہ کہے۔

"الحمدللہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور".

اور پھر سورۃ آلِ عمران کی آخری دس آیات، پڑھے جس کے بعد، پاک پانی کا قصد

کرے۔سوتے وقت یا تو داہنے اور کروٹ پر رہے یا پیٹھ پر، کہ منہ قبلہ کی جانب ہو، اور کہے۔

(۱) "بارک اللہ ، اللّٰھم و ضعت جنبی وبک ارفعه ، اللّٰھم ان اسکت نفسی فاغفرلها و ارحمها وان ارسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحین".

(۲) "اللّٰھم انی اسلمت نفسی الیک ووجهت وجهی الیک و فوضیت امری الیک و الجات ظهری الیک رهبة منه ورغبة الیک ، لاملجا ولا منجا منک الا الیک ، آمنت بکتا بک الذی انزلت و بینک الذی ارسلت".

(۳) اللّٰھم قنی عذابک یوم تبعث عبادک ، الحمد للّٰه الذی حکم فقهم ،الحمد للّٰه الذی بطن مخبرا ، الحمد للّٰه الذی ملک فقدر ، الحمدللّٰه الذی هویحی الموتی ، وهو علیٰ کل شیءٍ قدیر".

(۴) اللّٰھم انی اعوذبک من غضبک وسوء عقابک وشرِ عبادک وشر الشیطان وشرکه".

(4) سورۃ بقرہ کی چار اوّل آیات، اور پانچویں "ان فی خلق السمٰوات والارض"۔ اور آیت الکرسی اور آمن الرسول اور ان ربکم اللہ اور قل ادعو اللہ اور اوّل سورۃ الحدید اور آخر سورۃ الحشر اور سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص اور معوذتین، پڑھے۔

(5) پھر اُن کو اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرے، جن کو وہ اپنے منہ اور بدن کو ملے، اور اُس پر اضافہ کرے اجو وہ پڑھ چکا ہے اور پھر دس اول آیات، سورۃ الکہف کی، اور دس اُس کے آخر کی پڑھے، جس کے بعد یہ پڑھے۔

(۱) اللّٰھم فی احب الساعات الیک و استعلنی باحب الا عمال الیک ، التی تقرینی الیک زلفی وتبعدنی من سخطک بعد اسالک فتعطینی استغفرک متغفرلی وادعوک فستجیب لی".

(۲) "اللھم لا تو منی مکرمک و لا تو لنی غیرک ولا ترفع عنی سترک ولا

تنسنی ذکرک ولاتجعلنی من الغافلین"۔

(۳) پھر تسبیح وتحمید وتکبیر، یعنی تیسرا کلمہ، پڑھے۔ اور اُن میں سے ہر ایک کو تیس بار، پڑھتے ہوئے سو کے عدد کو پورا کرے۔

5۔ وظیفہ نمازیں: حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب، راحت القلوب مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں کہ

1۔ نمازِ عاشورہ، یا نمازِ ماہِ محرم۔ عاشورہ کے عشرہ میں کسی اور کام میں مشغول نہیں ہونا چاہیے صرف طاعت تلاوت دعا اور نماز ہی میں مشغول رہنا چاہیے، اس لیے کہ اس عشرہ میں قہر اور رحمت دونوں نازل ہوئی ہیں۔ اس عشرہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گذری اور اُن کے فرزند کو کس بے رحمی سے شہید کیے گئے فرمایا کہ جو شخص۔

(۱) ماہ محرم کی پہلی رات، 6 رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ، ایک بار اور سورۃ اخلاص، دس بار پڑھے یا پھر، دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ یٰسین، ایک بار پڑھے، تو خداوند تعالیٰ، اُس کو جنت میں دو ہزار محل عنائت فرمائے گا۔

(۲) عاشورہ کی رات، چار رکعت نماز کا حکم ہے۔ جس میں ہر رکعت میں، سورۃ فاتحہ ایک بار، آیت الکرسی تین بار اور سورۃ اخلاص دس بار پڑھنی چاہیے۔ اور نماز کے بعد سوروۃ اخلاص سو بار، پڑھنی چاہیے۔

(۳) عاشورہ کے روز 6 رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، اور سورۃ الشمس، سورۃ القدر، سورۃ الزلزل، سورۃ اخلاص اور معوذتین، سب ایک ایک بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر سر بسجود ہو کر، سورۃ الکافرون پڑھے تو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور وہ جو مانگے گا پائے گا۔

(۴) عاشورہ میں ستر مرتبہ، **حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل و نعمہ المولیٰ و نعم النصیر**، پڑھنے والے کو خداوند تعالیٰ بخش دے گا اور اُس کا نام اولیاء اور مشائخ میں لکھے گا اور عاشورہ میں

سورج نکلتے وقت 2 رکعت نماز ادا کرنی چاہیے اور جس قدر ممکن ہو قرآن مجید پڑھنا چاہیے اور پھر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ، یااوّل الاولین ،یاآخرالاخرین ، لااله الا انت اول ماخلقت فی هذا الیوم و تخلق آخر ، ماتخلق فی هذا الیوم آعطنی فیه خیر ا مااولیت مافیه ، بانبیاء ک و اصفیاء ک من النوائب و البلایا و آعطنی ماآعظم فیه من الکرامة ، بحق محمد علیه السلام .

(۵) جوشخص عارشورہ کے روز سومرتبہ چہارکلمہ کے ساتھ یہ کلمات، لامانع لما اعطیت و لا معطی بما منعت ولاراد مما فضیت ، ولا ینفع ولا یضر ، غیرک یا عزیز یا غفار ، کہے تو خداوند تعالیٰ اُس کودوزخ کی آگ سے آزاد کردیتا ہے۔

(۶) ماہ محرم کے عشرہ میں اس دعا کیلئے حکم ہوا ہے بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ،اللّٰھم انت اللّٰہ الا بدیٰ القدیم وھذه سنة جدید ، اسئلک فیه العصمة من الشیطان الرجیم والامان من الشیطٰن ، ومن کل شر دین ومن البلایا والآفات ، فذلک ونسئلک العون واتعدل علیٰ ھذه النفس الا مارة بالسوء والا شتغال بما یقربنی الیک ، یارحمن یارؤف یارحیم یاذوالجلال والاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین.

2۔نماز ماہِ صفر۔ ماہ صفر بہت بھاری اور سخت مہینہ ہے، کیونکہ جب یہ مہینہ آتا تا تو حضورﷺ تنگ دل ہوجاتے اور جب یہ ماہ گذر جاتا تو حضورﷺ خوش ہوتے اور فرماتے :"جوشخص مجھے ماہِ صفر گذرنے کی خبر دے گا، میں اُس کو جنت میں جانے کی خبر دوں گا"۔

خداوند تعالیٰ، ہر سال دس لاکھ اسی ہزار بلائیں نازل فرماتا ہے۔جن میں سے نو لاکھ بیس ہزار، بلائیں صرف اسی ماہ میں نازل ہوتی ہیں۔اور یا پھر سارے ماہِ صفر میں، تین لاکھ بتیس

ہزار، بلائیں نازل ہوتی ہیں۔آخری چہار شنبہ، نہایت بھاری ہے۔اور جو شخص بلاء میں مبتلا ہوتا ہے، وہ اسی ماہ میں ہوتا ہے۔حضرت نوح علیہ اسلام کی قوم پر اسی ماہ میں طوفان کی بلاء نازل ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اسی ماہ کی پہلی کو آگ میں ڈالا گیا۔حضرت ایوب علیہ السلام، اسی ماہ میں کیڑوں کی مصیبت میں مبتلا ہوئے۔حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر آرا، اسی ماہ کے آخر میں رکھا گیا۔حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حلق میں چھری، اسی ماہ کے آخری چہار شبہ کو گھونپی گئی۔

حضرت جرجیس کے سات ٹکڑے اسی ماہ ہی میں کیے گئے۔حضرت یونس علیہ السلام، اسی ماہ ہی میں مچھلی کے پیٹ میں بند ہوئے۔اور پھر یہی ماہ تھا جب سلطان الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت لاحق ہوا۔جس کے بعد اُن کا وصال ظاہری ہو گیا۔المختصر تمام انبیاء پر جو مصیبتیں نازل ہوئیں۔ماہ صفر ہی میں ہوئیں۔

(۱) جو شخص ماہِ صفر کے آخری چہار شبنہ میں، چار رکعت نماز اس لیے ادا کرئے کہ خداوند تعالیٰ اُسے بلاؤں سے محفوظ رکھے تو، دوسرے سال تک، اُس پر کوئی بلاء نازل نہیں ہوتی۔

(۲) تمام مسلمانوں کے بچاؤ کیلیے، ماہِ صفر کی پہلی رات کو، نماز عشاء کے فریضہ کے بعد، چار رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون، پندرہ بار، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص، گیارہ مرتبہ تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ فلق، پندرہ بار، چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والناس، پندرہ بار، پڑھے اور سلام کہے۔

بعدازاں، **ایاک نعبد وایاک نستعین** چندمرتبہ کہے، اور پھر ستر مرتبہ، درود شریف، پڑھے۔

اس نماز کی دعا یہ ہے۔

" بسم اللہ الرحمن الرحیم یاشدید القوی ویا شدید المحال یامفصل یامکرہ ، یالا الہ الا انت برحمتک یاارحمالراحمین "۔

(۳) جو ... نماز قبل از وقت ادا کی جائے تو خداوند تعالیٰ جو بلائیں اُس روز تقدیر میں لکھتا ہے،

اُن سے اپنے فضل سے محفوظ رکھتا ہے، اور جو شخص ماہِ صفر کی مصیبتوں سے بچنا چاہتا ہے تو نماز کے فرضوں کے بعد یہ دعا بکثرت پڑھے۔

" بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ، آعوذ باللّٰہ من شر هذه الزمان واستعبره ، من شرور الازمان ، انی بجمال و جهک و کمال قدرتک ، ان تجیر نی من فتنة هذا السنة ، وقنا شرما قضیت فیها ، واکر منی یا لفقر با کرام النظر ، واختتمه با لسلامة والسعادة لا هلیٰ ، واولیائی و اقربائی وجمیع أمة محمده المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم ".

3۔نماز ماہ رجب ۔ماہِ رجب کی ستائیسویں تاریخ کو سو رکعت نماز کا حکم ہے جس میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر سو مرتبہ درود شریف، پڑھے۔اور سر سجدے میں رکھ کر جو بھی دعا کرے، انشاءاللہ پوری ہو گی۔

4۔فضائل شب قدر۔بحوالہ غنیۃ الطالبین ونزھتہ المجالس ۔از۔حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے فرمایا۔

ا۔شب قدر کی دعا:" اللّٰھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی " " یا غفور یا غفور یا غفور ".

۲۔شب قدر ماہِ رمضان کی تیسری دہائی کی پانچ راتوں یعنی 21، 23، 25، 27، 29 میں تلاش کریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ، اس پوری رات کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔جو شخص اس سے محروم رہا وہ اس کی خیر و برکت سے محروم رہا، نہ صرف محروم نہیں کیا گیا، بلکہ وہ بدنصیب ہے شب قدر میں حضرت جبرائیل ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اترتے ہیں۔چار جھنڈے چار مقامات، یعنی، کعبہ شریف مسجد نبوی، بیت المقدس، اور طور سنیا پر نصب کرتے ہیں پھر فرشتوں کو حکم کرتے ہیں کہ

ہر مومن مسلمان کے گھر میں پھیل جاؤ اور کشتی اور جہاز میں خوشخبری سناؤ، تو یہ فرشتے اہل عبادت کو خوشخبری سناتے ہیں اور شب بیداروں سے مصافحہ کرتے ہیں یہ فرشتے طلوع فجر تک رہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت اور تکبیر و تحلیل کرتے ہیں۔ مگر جہاں پر تصویر، کتا، سور اور شراب ہو نہیں جاتے۔

3۔نوافل شب قدر: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھے کہ،

(۱) جو شخص شب قدر میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد انا انزلنا ،ایک بار، اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھے تو۔ اُس کو حضرت ادریس، حضرت نوح ،حضرت شعیب، حضرت ایوب اور حضرت داؤد علیہم السلام جیسا ثواب حاصل ہوگا۔ اور اُس کو جنت میں ایک شہر دیا جائے گا، جو مشرق سے مغرب تک لمبا ہوگا۔

(۲) جو شخص ،شب قدر، دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں ،سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص سات مرتبہ پڑھے اور نماز ختم ہونے کے بعد ستر مرتبہ۔

" استغفر اللّٰہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ "۔

پڑھے تو یہ اپنے مصلے سے ابھی سر بھی نہ اٹھا پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کے والدین کے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا، اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اُس کیلئے جنت میں میوؤں کے درخت لگاتے رہیں اور محل تعمیر کرتے رہیں اور نہریں بناتے رہیں۔

اور یہ پڑھنے والا اُن کو، جب تک خواب میں اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لے گا، اس وقت تک اس کو موت نہ آئے گی۔

(۳) جو شخص شب قدر میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، سورۃ التکاثر ،ایک بار اور سورۃ اخلاص ، تین بار ، پڑھے تو۔ اُس پر موت کی سختی آسان ہوگی، عذاب قبر اٹھ جائے گا اُس کو جنت میں چار ستون ملیں گے اور ہر ستون پر ایک ہزار محل ہوں گے۔

(۴) جوشخص شب قدر میں چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 'انا انزلنا' تین بار اور سورۃ اخلاص پچاس بار پڑھے اور نماز ختم ہونے کے بعد، سوئم کلمہ پڑھے تو وہ، جو مانگے گا، پائے گا۔

(۵) جوشخص شب قدر میں چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد انا انزلنا، ایک بار، اور سورۃ اخلاص، ستائیس بار پڑھے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا ابھی پیدا ہو ہے۔ اور اُس کو جنت میں ہزار محل ملیں گے۔

(۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، جوشخص شب قدر میں نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھے تو اُسے ہر مصیبت سے نجات ملے گی، اور ہزار فرشتے اُس کے لیے، جنت کی دعا کرتے ہیں۔

5۔ نماز ماہِ شوال۔ نمازِ عتقاء

کل رکعت نماز، آٹھ اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ، کے بعد پندرہ مرتبہ، سورۃ اخلاص پڑھی جائے۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد 70 مرتبہ، سبحان اللہ اور 70 مرتبہ، درود شریف پڑھا جائے۔

فوائدِ نماز۔ اس نماز کے پڑھنے والے کو حسب ذیل فوائد حاصل ہوں گے۔

(۱) جنت میں ایک مخرفہ عطا ہو گا، جس سے مراد جنت کے وہ چند باغات ہیں جو اتنے طویل و عریض ہیں کہ ایک سوار اس کے درختوں کے سایہ میں ایک سو سال تک بھی اُس کی مسافت طے نہ کر سکے گا جو کہ ہر حرف کے بدلے میں ملے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو بخش دے گا قبل اس کے کہ وہ سجدے سے سر اٹھائے۔

(۳) اگر نمازی کا دورانِ نماز انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کے سارے گناہ بخش دے گا اور اُس کو شہید کا درجہ عطا فرمائے گا۔

(۴) اللہ تعالیٰ، نمازی کے دل میں حکمت کے چشمے رواں فرمائے گا، اور زبان کو نطق شیریں عطا

فرمائے گا۔

(۵) اللہ تعالیٰ، نمازی کو دنیا کے امراض سے نجات دے گا اور اُس کا علاج بتا دے گا۔ اگر نمازی قرضدار ہے تو اُس کا قرض ادا کروا دے گا۔ اگر نمازی ضرورت مند ہے تو اُس کی ضرورت پوری کروا دے گا، اور مقصود آسان بنا دے گا۔

6۔ **نماز ماہِ ذوالحجہ**۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب راحت القلوب مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں کہ

(۱) جو شخص ماہِ ذوالحج کی پہلی رات 2 رکعت نماز اس طریقے سے ادا کرے کہ، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون ایک مرتبہ تو اللہ تعالیٰ اُس کے نامۂ اعمال میں حج کرنے والوں کا ثواب لکھواتا ہے۔

(۲) جو شخص ذوالحجہ، کے پہلے عشرے میں سو مرتبہ چہارم کلمہ پڑھے گا تو گویا اُس نے،

(۱) بارہ ہزار مرتبہ، تورات پڑھی ہو، اور جب یہ کلمات انجیل میں نازل ہوئے تو ان کی برکت سے نابینا، بینا ہو گئے۔

(ب) ان کلمات کے لکھنے والے کو دس ہزار نیکیاں ملیں گی اور اُس کی دس ہزار بدیاں دور کی جائیں گی۔ اور ہزار فرشتے درود پڑھیں گے، اور اُس کا عمل اہل زمین سے افضل ہو گا۔

(ج) جو شخص ان کلمات کی حرمت و تعظیم کرے گا، تو انشاء اللہ، اُس کا اثر دیکھ لے گا۔

(۳) دوسرے روز، سو مرتبہ، یہ کلمات پڑھے۔

"اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واحد آحد صمد، فرد، وتر، لم یتخذ صاحبة ولا ولدا".

تیسرے روز، سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔

"اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ احد، صمد لم یلد و لم

یو لد و لم یکن له کفوا احد "۔

چوتھے روز سو مرتبہ اشھدان کہہ کر چہارم کلمہ پڑھو۔

پانچویں روز، سو مرتبہ، یہ کلمات پڑھے۔

حسبی اللّٰہ و کفی ، و سمع اللّٰہ لمن دعا ، لیس ورائة المنتھیٰ سبحان من لم یزل کریما و لا یزال رحیما ۔

(۴) بعدازاں بقیہ پانچ دنوں میں یہی کلمات، شروع تا آخر باری باری دھرائے۔

اور جمعرات اور جمعہ، جو ان دنوں میں داخل ہوں، تو ان دو دنوں میں، چھ رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص پندرہ بار پڑھ کر سلام کہے اور پھر یہ کلمات پڑھے۔

"لا الہ الا اللّٰہ ، الملک الحق المبین "۔

(۵) ذوالحج کے عشرہ متبرکہ میں، وتروں کے بعد اور سونے سے پہلے دو رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ، رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، اور سورۃ کوثر اور سورۃ اخلاص، ایک ایک مرتبہ پڑھے ۔جو شخص ذوالحج کے ایام میں، سورۃ فجر پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ کی آگ سے بچالیتا ہے۔

(۶) جو شخص عرفہ کے روز چھ رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والعصر ایک مرتبہ، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قریش ایک مرتبہ، تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون ایک مرتبہ چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ نصر، ایک مرتبہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور پھر بقیہ دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھے۔ تو اگر تمام خلقت بھی جمع ہو جاتے تو اس نماز کا ثواب بینا نہیں کر سکتی۔

(۷) جو شخص ذوالحجہ کی شب عرفہ کو، دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی سو (100) حج کا ثواب اُس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے۔

(۸) جو شخص عرفہ کے روز چار رکعت نماز، نماز ظہر کے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پچاس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو۔ وہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگے گا، اسے ملے گا۔

(۹) جو شخص عرفہ کے روز آفتاب غروب ہونے سے قبل ان کلمات کو سو مرتبہ پڑھ لے تو خداوند تعالیٰ اس بات کی منادی کراتا ہے کہ اے بندے تو نے مجھے خوش کیا۔ اب جو چاہتا ہے مانگ لے ''ان کلمات کو جو شخص، سوتے یا بیدار ہوتے وقت پڑھ لے تو خداوند تعالیٰ، اُسے بلاؤں اور شر شیطانی سے محفوظ رکھتا ہے'' کلمات یوں ہیں۔

" بسم اللّٰہ ماشا اللّٰہ ، لایعطی الخیر الا اللّٰہ "۔

" بسم اللّٰہ ماشا اللّٰہ ، الخیر کلمہ بید اللّٰہ "۔

" بسم اللّٰہ ماشا اللّٰہ ، لایصرف السوء الا اللّٰہ "۔

" بسم اللّٰہ ماشا اللّٰہ ، لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ "۔

بسم اللّٰہ ماھنامن نعمۃ ممن اللّٰہ "۔

(۱۰) عیدالضحیٰ کی رات میں بارہ (12) رکعت نماز ادا کرنے کا حکم آیا ہے جس میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص پانچ بار پڑھے۔

(۱۱) عید کی نماز اور خطبہ کے بعد، چار رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ۔

پہلی رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الم نشرح،

دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والمرسلات تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والضحیٰ اور چوتھی رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص ایک ایک مرتبہ پڑھے۔

(۱۲) حدیث مبارکہ کے مطابق جو شخص عیدالضحیٰ کے بعد دو رکعت نماز گھر میں ادا کرے، کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والمرسلات پانچ مرتبہ پڑھے تو وہ حج، عمرہ، طواف کی کوشش اور حاجیوں کی دعا میں شامل ہوگا۔ اور خداوند تعالیٰ اس کے مال میں کثیر برکت دے گا۔

(۱۳) جو شخص ذوالحج کے مہینے کے آخر میں دو رکعت نماز اس طرح ادا کرتا ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تھوڑا سا قرآن شریف پڑھ کر سلام کہتا ہے جس کے بعد حسب ذیل دعا، سات مرتبہ پڑھتا ہے تو خداوند تعالیٰ، اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیتا ہے اور اُس کو سال بھر اپنے حفظ وامان میں رکھتا ہے۔ دعا یہ ہے۔

" بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ، اللّٰھم ماعمل من عملت فی ھذا السنة ، ممانھیتنی عنه ولم ترضه ولم نسیة ولم تنه ، وحملة عنی بعد قررتک علیٰ عقوبتی دعوتنی الی التوبة بعد حرا الیٰ علیک "۔

" اللّٰھم انی فا ستغفر بک فیھا ، یاعفور فاغفرلی وماعملت من عمل ترضاہ عنی ، عدتفی التواب نتقلة منی ، ولا تقطع رجائی یا عظیم الرجاء "۔

" اللّٰھم ارزقنی خیر ھذا السنة ومافیھا ، برحمتک یا الرحم الراحمین "۔

6۔ قرآن پاک، کی سورتوں کی فضیلت

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب راحت القلوب، مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں فرماتے ہیں کہ۔

1۔ سورۃ اخلاص کی فضیلت

(ا) جو شخص قرآن مجید کے ختم کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ ہر رات کو 25 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔

(۲) قرآن شریف ختم کرنے کے بعد سورۃ اخلاص جو 3 مرتبہ پڑھی جاتی ہے وہ اس لیے ہے کہ سورۃ اخلاص، قرآن شریف کا ثلث یعنی تیسرا حصہ ہے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر قرآن شریف ختم کرتے وقت کہیں کمی رہ گئی ہے تو وہ پوری ہو جائے۔

(۳) سورۃ اخلاص پڑھنے سے، عالم تجلی سے اسرار وانوار نازل ہوتے ہیں۔ اور عاشق، عشق ومحبت کے صحرا میں جا پڑتا ہے اور وہاں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے عشق ومحبت کے دریا میں غرق ہوتا ہے۔ جس کے بعد سات رات اور سات دن کے بعد وہ عاشق عالم صحو میں آتا ہے۔

(۴) سورۃ اخلاص۔

(i) دس مرتبہ پڑھنے سے گرفتاری سے امن وامان نصیب ہوتا ہے۔

(ii) پانچ مرتبہ پڑھنے سے روحانی نعمتیں ملنے کا سبب ہے۔

(iii) تین مرتبہ پڑھنے سے، (ا) دشمن پر دم کرنے سے وہ مہربان ہو سکتا ہے (ب) پانی پر دم کرنے سے وہ پھٹ سکتا ہے اور دریا میں راستہ مل سکتا ہے (ج) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سورۃ اخلاص ہی کے پڑھنے سے دوسرے روز خیبر کا قلعہ فتح ہو گیا تھا۔

(۵) جو شخص فریضہ نماز کے بعد ''تین سورۃ اخلاص'' اور تین مرتبہ درود شریف۔ اور یہ آیت پڑھے

" ومن یتق اللہ یجعل لہ مخر جا ویرزقہ من حیث لا یحسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ، ان اللہ بالغ امرہ قدجعل اللہ لکل شیء قدرا''۔

اور آسمان کی طرف پھونکے تو حق تعالیٰ اُس بندے کو تین نعمتیں عنایت فرماتا ہے

(۱) نجات، کہ بے حساب جنت میں داخل ہوگا۔ (۲) درازی عمر (۳) زیادتی مال۔

(۶) جو شخص جمعرات کو، دو رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پچاس بار پڑھے۔ تو منکر نکیر سے امن سے رہے گا۔

(2) سورۃ بقرہ۔ (۱) جو شخص سورۃ بقرہ کی دس آیات اس ترتیب سے پڑھے کہ، چار آیات، آیت

الکرسی سے پہلے کی، چار بعد کی، اور سورۃ بقرہ کے آخر کی تو۔ اُس کے گھر میں شیطان نہیں آتا۔

(۲) جو شخص صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان، ایک بار تین روز تک، کسی نیت سے سورۃ بقرہ پڑھے گا تو، خدا تعالیٰ اُس کی نیت پوری کرے گا۔

(۳) قرآن شریف ختم کرنے کے بعد چند آیات سورۃ بقرہ کی اس لیے پڑھی جاتی ہیں کہ جیسا کہ، رسول خدا نے فرمایا ہے کہ، ''الحال المرتحل'' حال، یعنی آیا ہوا۔ مرتحل یعنی منزل سے روانہ ہوا۔ اس بات کی طرف اشارہ کہ جب قرآن شریف ختم کرتا ہے تو وہ گویا منزل پر پہنچ جاتا ہے اور جب ساتھ ہی چند آیات سورۃ بقرہ کی پڑھتا ہے تو گویا پھر نئی منزل شروع کرتا ہے۔ پس سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو قرآن شریف ختم کرتے ہی دوبارہ شروع کر دے۔

(3) سورۃ دخان کی فضیلت۔ حضور علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بارش کی قلت لوگوں کے شامت اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے جب ایسی صورت ہو تو، لوگوں کو صدقہ دینا چاہیے اور عبادت میں مشغول ہونا چاہیے، تا کہ اللہ تعالیٰ، اُن کی دعا اور عبادت سے برکت پیدا کریا اور مہینہ برسائے۔

جس شہر میں بارش نہ ہو، وہاں رات کو، سورۃ دخان کا ختم پڑھنا چاہیے۔ جو کہ پچھتر مرتبہ کا ہے جو شخص سورۃ مائدہ ہر روز سات 7 مرتبہ پڑھے اس کے شہر میں بارش کی کبھی قلت نہ ہوگی۔

(4) سورۃ یٰسین۔ کا ختم ہر ایک مہم کے لیے کافی ہے اور جو شخص رات کو سورۃ یٰسین پڑھتا ہے گویا اُس نے شب قدر پائی سورۃ ملک، پڑھنے سے قبر کا عذاب اُٹھ جاتا ہے۔ حفظ الایمان کیلئے، سورۃ زخرف، اکیس 21 مرتبہ پڑھنی چاہے۔ اسرار الٰہی کے اظہار کیلئے، سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اکتالیس مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے سورۃ السباء اکتالیس مرتبہ پڑھنی چاہیے

(5) توبہ قبول ہونے کی خاطر، پہلے ستر مرتبہ استغفار پڑھے، پھر سورۃ اعراف کی تلاوت کرے چھ رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ، ایک مرتبہ اور سورۃ الکافرون

سومرتبہ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ اخلاص سومرتبہ پڑھے۔

(6) دینی ودنیاوی حاجتوں کیلئے ہر روز دومرتبہ، سورۃ آل عمران، پڑھنی چاہیے۔ اور جو شخص ہر روز سات مرتبہ، سورۃ النساء پڑھے، وہ دینی ودنیاوی عذابوں سے بے خوف ہو جائے گا۔ سورۃ انعام کا ختم اکتالیس یا ستر مرتبہ ہے، پس جو شخص برائے حاجت اُس کا ختم کرے، اس کی حاجت برآئے گی۔

(7) جو شخص دنیا کی قید وقید خانے سے خلاصی چاہے اور آخرت میں محفوظ رہنا چاہے، تو وہ ہر روز چار مرتبہ، سورۃ انفال پڑھے۔ دین ودنیا کی خلاصی کیلئے، سورۃ المومنون سات مرتبہ، پڑھنی چاہیے۔ دین اور دنیاوی سعادت حاصل کرنے کیلئے، سورۃ لقمان، ستر مرتبہ پڑھنی چاہیے مصیبتوں کو دور کرنے کیلئے اور سعادت حاصل کرنے کیلئے سورۃ حم عسق، سات مرتبہ پڑھنی چاہیے۔

(8) جہان میں عاقبت بخیر ہونے، اور کاموں پر فتح مندی حاصل کرنے کیلئے، سورۃ توبہ چالیس (40) مرتبہ پڑھنی چاہیے کافروں پر کامیابی حاصل کرنے کیلئے، سورۃ ہود کا ختم دس مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ دشمنان دین کے خوف وڈر سے بے خوف ہونے کیلئے سات مرتبہ سورۃ رعد پڑھنی چاہیے دشمنوں کی مقہوری کیلئے، سورۃ انبیاء پچھتر مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ سورۃ فرقان کا ختم سات مرتبہ اور ہر سورۃ والشمس کا ختم پچھتر مرتبہ ہے جو کہ دشمنان دین کو دور کرنے کیلئے پڑھنا چاہیے۔

دشمن کی ہلاکت کیلئے، سورۃ الروم اکیس مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ ہر ایک مہم کیلئے، ہر جمعہ کی چالیس مرتبہ، سورۃ کہف پڑھنی چاہیے۔ مہمات کے سرانجام ہونے کیلئے سورۃ الم نشرح 75 مرتبہ پڑھنی چاہیے بے خوف ہونے کیلئے سورۃ والصافات، 21 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔

(۹) عزیز ہونے، قرآن شریف پڑھنے اور حفظ کرنے کیلئے سورۃ ابراہیم، 10 مرتبہ پڑھنی چاہیے سورۃ بنی اسرائیل کا ختم 10 مرتبہ پڑھنا چاہیے سورۃ طٰہٰ، جمعرات کو 3 مرتبہ پڑھنی چاہیے اللہ تعالیٰ، بغیر زبان اور تالو کے، اس سورۃ کو پڑھتا ہے جو شخص، یہ سورۃ پڑھتا ہے تو وہ گویا، اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکرانے کیلئے سورۃ نحل، کا ختم پڑھنا چاہیے۔ [illegible]

،اگر 10 مرتبہ پڑھی جائے تو اس کا اس قدر ثواب ہوتا ہے کہ جتنا انبیاء کو ہوا۔ شہادت کا درجہ پانے کیلئے، سورۃ السجدہ 21 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ بزرگوں کو ثواب پہنچانے اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے سورۃ فاطر السموات 70 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔

(۱۰) طاعون سے نجات کیلئے، سورۃ سجدہ، 2 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ مرگی والے اور جنون والے کی صحت کیلئے 70 مرتبہ سورۃ حج پڑھ کر دم کرنی چاہیے۔ انشا اللہ صحت یاب ہوگا۔ قسم قسم کی بلاؤں کیلئے دفعیہ کیلئے سورۃ نور 7 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ وسوسہ شیطانی سے بچنے کیلئے سورۃ عنکبوت 10 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ شیطان کو بھگانے کیلئے، جمعرات کو پانچ مرتبہ، سورۃ تنزیل الکتاب، پڑھنی چاہیے۔

(۱۱) جو شخص ہر روز 10 مرتبہ سورۃ نحل پڑھے گا اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے گا پائے گا۔ اور جو شخص ہر روز بلاناغہ 20 مرتبہ سورۃ مریم پڑھے گا فراخی نعمت و فراخی کام ہوگی۔

7۔ معمولاتِ زندگی کے روزمرہ میں

1۔ از حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ بحوالہ عوارف المعارف۔

(۱) صبح کے وقت یہ پڑھے۔" اللھم انت خلقتنی وانت ھد یتنی وانت تطعمنی وانت تسقینی وانت تمثینی وانت تحینی انت ربی لارب لی سوال ولا الہ الا انت وحدہٗ لا شریک لک ماشاء اللہ لاقوۃ الا با اللہ ماشاء اللہ و کل نعمۃ من اللہ ماشاء اللہ الخیر کلہ بیداللہ ماشاء اللہ لایصرف السوء الا اللہ حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ تو کلت وھو رب العرش العظیم"۔

(۲) اگر بندہ کو اپنے حوائج اور امور معاش کیلئے باہر جانا ہو تو یہ اولیٰ اور افضل ہے کہ وہ صبح کے وقت باہر جائے اور گھر سے باہر نہ نکلے مگر یہ کہ باوضو ہو اور جب کبھی اپنے گھر سے نکلے تو یہ پڑھے "بسم اللہ ماشاء اللہ حسبی اللہ، لاقوۃ الا باللہ" اللھم الیک

خرجت وانت اخرجتنی "۔

سورۃ فاتحہ اور معوذتین اور جس قدر ہو سکے ہر روز صدقہ دینا ترک نہ کرے۔

(۳) مقالید السمٰوات والارض یہ ہے۔

" لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر و سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ و لا حول ولاقوۃ الا باللّٰہ عزوجل ، واستغفر اللّٰہ الاول والآخر و الظاھر و الباطن لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر "۔

جس شخص نے دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام کے وقت یہ کہا تو اسے چھ خصلتیں عطا کی جاتی ہیں۔

(i) وہ شیطان اور اُس کے لشکر سے محفوظ رہتا ہے۔

(ii) اُسے اجر کا ایک خزانہ دیا جاتا ہے۔

(iii) اُس کا درجہ جنت میں بلند کیا جاتا ہے۔

(iv) اللہ تعالیٰ، اس کو حوران کشادہ چشم سے متزوج کرتا ہے۔

(v) بارہ فرشتے، اُس کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں۔

(vi) اُس کیلئے اتنا اجر ہوتا ہے، جیسے کہ کسی نے حج اور عمرہ کیا ہو۔

(iv) اور چاہیے کہ سو، سو مرتبہ یہ کہے۔

(۱) سبحان اللہ والحمدللہ ، آخر تک (۲) لا الہ الا اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ (۳) لااله الله الملک الحق المبین (۴) استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واسالہ التوبۃ (۵) ماشاء اللہ لا قوۃ الاباللہ (۶) اللھم صلی علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ۔

(۵) ایک دن اور رات میں اس تسبیح کو سو بار پڑھے " سبحان اللہ العلی الدیان ، سبحان

الـلـه الشديد الا ركان ، سبحان من يذهب با لليل وياتی بالنهار ، سبحان من لا يشغله شان عن الشان ، سبحان الحنان المنان سبحان الصبيح فی كل مكان .

(٦) جس شخص نے اپنے دن بھر میں، دو سو مرتبہ اس کلمہ کو کہا تو کسی نے نہ، اپنے دین میں اس کے عمل سے افضل عمل کیا کلمہ یہ ہے۔

" لا اله الا اللّٰه الملک الحق المبين ".

(۷) دعا مغز عبادت ہے، اس میں برکت ہے، تو چاہیے کہ ان دعاؤں کے ساتھ دعا مانگے، چاہے اکیلا ہو، جماعت میں امام ہو یا مقتدی ان میں سے جس قدر چاہے مختصر کرے۔

(۱) " الـلـهم انت السلام و منک السلام واليک يرجع السلام ، فحينا ربنا با لسلام واد خلنا دارالسلام ، تباركت يا ذوالجلال والاكرام ".

متفرق کتب سے حاصل شدہ تعوذ

(i) اللهم انی اعوذبک من جهد البلاء ودرک الثقاء وسوءِ القضآءِ وشماتة الا عدآءِ ".

یعنی اے اللہ، میں بلا کی مشقت اور بدبختی سے اور بدبختی کے ملنے سے اور قسمت کے برے فیصلے سے اور دشمنوں کی خوشی سے، تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(ii)" آعوذبک من شر نفسی ومن شر الشيطٰن وشركه وان اثترف علىٰ نفسی سوءا ".

یعنی میں تیری پنا چاہتا ہوں، اپنے نفس کی ہر برائی سے شیطان کی شرارت وشرک سے، اور اس بات سے کہ میں کسی گناہ کا ارتکاب کروں۔

(iii) آعوذ باالله من النار ومن شر الكفار ومن غضب الجبار ،نعوذ باالله من شر كل حاسدِ ، اللهم انی آعوذ بک الخبث والخبائث ".

یعنی میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی، آگ سے کفار کے شر سے اور جبار کے غضب سے، پناہ چاہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کی کل حسدوں کے شر سے، اے اللہ، میں ناپاک شیطانوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(iv) آعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ، من همزه و نفخه ونفة وقل رب اعوذبک من همزة الشیطن و آعوذ بک رب ان یحضرون .

یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، جو سننے اور جاننے والا ہے شیطان مردود سے، اس کے وسوسہ سے، اس کے جھاڑ پھونک و جادو ٹونے سے۔ اور کہو پروردگار، میں شیاطین کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اُس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

(v) جب شیطان نماز میں حائل ہو تو، آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، پڑھ کر بائیں جانب تین 3 مرتبہ تھوک دیں۔

(۲۷) عوارف المعارف سے ماخوذ، درود یہ دعا

" اللهم انی اسئالک الصلوٰة علیٰ محمد وعلیٰ آله ، واسئالک من الخیر کله عاجله و آجله ماعلمت منه و مالم اعلم واسئالک اجنة وماقرب الیها من قول وعمل ، اعوذبک من النار ما قرب الیها من قول وعمل . واسئالک ماسالک به عبدک و نبیک محمد صلی الله علیه وسلم ، واسعیذک بما استعاذک منه عبدک ونبیک محمد صلی الله علیه وسلم ،واسئالک ماقضیت لی من امران یجعل عاقبة رشدا ، برحمتک یارحم الراحمین یاحی یا قیوم برحمتک استغیث لاتکلفے الی تفسے تحرفة عین و اصلح لی شان کله.

یا نور السمٰوات والاض یا جمال السموات والا رض یا عماد السمٰوات والارض یا بدیع السمٰوات والارض یا ذه الجلال والاکرام .یا

صریح المستصرخین یاغوث المستغثین یا منیتی رغبة الراغبین ویا مفرج عن المکروبین والمدوح عن المغمومین و مجیب الدعوة المضطرین و کاشف السوء وارحم الراحمین واله العالمین ، تزول بک کل حاجة ، یا ارحم الراحمین" .

متفرق رسائل سے حاصل شدہ دعائیں

(۱) دُعاءِنور۔بسم اللہ الرحمن الرحیم ، "اللھم یا نور تنورت بالنور والنور فی نورک یا نور ، اللھم بارک علینا وارفعنا بلآء نا ، یارئوف لبیک وارحم لبیک و اشفع لبیک واغفر لبیک واکرم لبیک ، فان اللہ یبعث من فی القبور اللھم ارزقنا خیر الدارین مع القرب والا خلاص و الاستقامة بلطفک ، وصلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه ونور عرشه محمد واله واصحابه اجمعین وصلے اللہ وسلم ، تسلیماً کثیرًا کثیرا ، برحمتک یآرحم الراحمین.

فضائل دعا۔ایک روز حضرت جبرائیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ خداوند تعالیٰ نے یہ دعا آپ کی امت کی بخشش کے طور پر بھیجی ہے جس کے پڑھنے والے کو حسب ذیل فوائد حاصل ہوں گے۔

(i) اس کو اسی ہزار شہیدوں ،صدیقوں ،لوح وقلم ،عرش وکرسی ،سات زمین ،سات آسمان اور آٹھ جنتوں کا ثواب ملتا ہے۔

(ii) حضرت ابراہیم ،حضرت موسیٰ ،حضرت نوح ،حضرت عیسیٰ ،حضرت یعقوب ،اور سارے کے سارے فرشتوں کا ثواب ملتا ہے۔

(iii) اُس پر شمشیر یا تیر ،اثر نہ کرے گا ،آزادی نصیب ہوگی ،بادشاہ کے نزدیک جائے گا تو سرخ رو لوٹے گا سفر کو جائے گا تو سلامت واپس آئے گا۔قرض ،بیماری ،غم اور بلاء سے نجات وخلاصی

پائے گا۔ الختصر یہ کہ، اُس پر اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہوگی۔

(۲) والدین کی بخشش کی دعا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، " الحمد للہ رب السموات والارض و ہو العزیز الحکیم ، اللہ الحمد للہ ، رب السموات ورب الارض ورب العالمین ، ولہ الکبریا ء ، فی السموات والا رض وہو العزیز الحکیم ، وتہ عظمۃ فی لالسموات والا رض وہوالعزیز الحکیم "۔

فضائل دعا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ جوکوئی اس دعا کو پڑھے گا تو خداوندتعالیٰ اُس کا ثواب پڑھنے والے کے، ماں باپ کو دے گا۔ اور گویا کہ پڑھنے والے نے حق والدین ادا کر دیا۔

(۳) حفاظت اہل وعیال کی دعا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم " انا للہ وانا الیہ راجعون حسبنا اللہ ونعم الوکیل ، ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ، فاستجبنا لہ ونجینا ہ من انعم وکذالک ننجی المومنین ، یا حافظ یاحفیظ یا لطیف لما یشاء ، انہ ہو العلیم الحکیم "۔

فضائل دعا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ جوشخص ہر روز صبح کی نماز کے بعد یہ دعا ایک بار پڑھے اور اپنے اہل وعیال پر دم کرے تو، اگر سات طبقہ آسمان اور زمین زیر وزبر ہو جائیں، اور پتھر بھی آسمان سے برسیں تو اللہ انہیں اپنی حفاظت میں رکھے گا۔

(۴) بچوں کو رخصت کرنے کی دعا۔

بسم اللہ ، اللہم حنینا الشیطان و حنیب الشیطان ، ما رزقتا اھید کما بکلمات اللہ ، انثامۃ من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لا مۃ "۔

یعنی۔ اللہ کے نام سے، اے اللہ ہم کو شیطان سے بچا اور شیطان کو ہماری اولاد سے دور رکھ۔ میں تم

دونوں کو اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں، ہر شیطان سے اور موذی جانور سے اور نظر بد سے۔

(۵) عذاب قبر سے رہائی کیلئے۔

(i) جو شخص ان پانچ سورتوں المزمل، والشمس، والضحیٰ، واللیل اور الم نشرح کو لکھ کر ہر روز پڑھا کرے تو عذاب قبر سے امن میں رہے گا۔

(ii) جو شخص دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اذا زلزلت الارض، پندرہ بار پڑھے تو عنایت الٰہی سے عذاب قبر سے رہا ہوگا۔ (راحت القلوب سے ماخوذ)

(۶) موت کے وقت کی دعا۔

اللھم ھون سکراۃ الموت، یعنی اے اللہ موت کی تلخی کو آسان فرما۔ حضور ﷺ کے آخر وقت پر یہی الفاظ تھے۔

8۔ حسنِ ذکر

1۔ اقوال حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر بحوالہ، راحت القلوب۔

1۔ جو شخص خداوند تعالیٰ کو خوش کرنا چاہے تو کلمہ طیبہ پڑھے جو شخص رسول اللہ کو خوش کرنا چاہے تو درود شریف سو مرتبہ پڑھے۔

2۔ جو شخص حج کا ثواب حاصل کرنا چاہے تو وہ سو مرتبہ " لاالہ الا اللہ الحکیم الکریم ،

پڑھے۔اور جو شخص رات کو جہاد کا ثواب حاصل کرنا چاہے تو دس مرتبہ سبحان اللہ کہے۔

3۔مرید کیلئے حسب ذیل ذکر کی تلقین فرمائی۔لا الـــه الا الـلــه ،نو بار،دسویں بار محمد رسول اللہ سبحان اللہ والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر ،اکیس مرتبہ اور یا حی یا قیوم تمیں مرتبہ۔

4. " بسم الله الرحمن الرحیم ، یادائم العزیز و البقایا ، ذوالجلال والجود والعطایا ، یا الله یارحمن یارحیم بحق ایا ک نعبد وایا ک نستعین".

وضاحت۔حضرت بابا فرید اپنی وفات کے تھوڑے عرصے کے بعد خواب میں حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور بتلایا کہ بعداز مرگ اُن پر جو فضل الٰہی ہوا ہے وہ محض ایک کلمہ (تذکرہ نمبر 4) کی بدولت ہوا ہے۔اور حکم دیا کہ وہ کلمہ حضرت خواجہ نظام الدین کو بتلا دیں۔حضرت خواجہ امیر خسرو نے حسب الحکم یہ کلمہ حضرت خواجہ نظام کو بتلا دیا،جس کو انہوں نے اپنا ورد مقرر کر لیا۔

2۔مختلف رسائل سے حاصل شدہ،ذکر

(1) سورۃ حشر کی آخری تین آیات .بسم الله الرحمن الرحیم " هو الله الذی لا اله الا هو علم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم".

" هو الله الذی لا اله الا هو الملک القدوس السلم المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر ، سبحان الله عما یشرکون".

" هو الله الخالق الباری المصور له الاسمآ ء الحسنیٰ ،یسبح له مافی السمٰوات والا مافی السمٰوات والارض وهو العزیز الحکیم".

یعنی۔اللہ کے نام سے شروع کرتا ہو جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

" وہ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں جو جانتا ہے چھپا اور کھلا ، وہ بڑا مہربان

اور رحم کرنے والا ہے"

"وہ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، وہ بادشاہ پاک ذات، اچھا، امان دیتا، پناہ مین لیتا، زبردست دباؤ والا صاحب بڑائی ہے، پاک ہے اللہ اُس سے جو شریک بناتے ہیں"۔

"وہ اللہ ہے بنانے والا، نکال کھڑا کرتا، صورت کھینچتا، اُس کے سب نام خاصے ہیں، اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہی ہے زبردست حکمت والا"۔

(2) سات سلام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم (۱) سلام قولا من رب رحیم (۲) سلام علیٰ نوح فی العلمین (۳) سلام علیٰ ابراھیم (۴) سلام علیٰ موسیٰ وھارون (۵) سلام علیٰ الیاسین (۶) سلام علیکم طبتم فادخلوھا خلدین (۷) سلام ھیٰ حتیٰ مطلع الفجر "۔

(3) "اسم اعظم"۔ اسم اعظم کی تلاش کا اصول یہ ہے کہ جس آیت میں یا لفظ میں خداوند تعالیٰ کی، شان معبودیت شان رحمانیت، شان قبولیت، شانِ حمدیت، شان قدرت، شان جلالیت، شانِ علویت، شانِ بدیعت اور شان لطافت کا اظہار ہوتا ہو وہ لفظ یا آئت اسم اعظم ہو گی۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ ہم اسے جس نام سے بھی پکاریں اُسی نام سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو جائے گی اور یہی قربت جس نام سے میسر آتی ہے وہ اسم اعظم ہے۔ بحالات متذکرہ بالا مندرجہ ذیل الفاظ اسم اعظم کے زمرے میں آتے ہیں۔

" اللہ، یااللہ، اللہ الصمد، لا الہ الا اللہ، یا قادر، یارحمن یارحیم، یاحی یاقیوم، یاحنان، یامنان، یالطیف، یاارحم الراحمین، یاذوالجلال والاکرام "۔

جو شخص ان میں سے کسی ایک کو ورد مقرر کر کے دس ہزار مرتبہ صبح اور دس ہزار مرتبہ شام، سونے سے قبل روزانہ مسلسل سات سال تک کروڑوں کی تعداد میں پڑھے تو وہ اسم اعظم کے اسرار

کو پالے گا اور اس کو اسم اعظم کے فوائد حاصل ہوں گے۔ وہ جو بات زبان سے نکالے گا، پوری ہوگی۔ یہ امیر آیات پر بھی صادق آتا ہے مندرجہ ذیل آیات، جو اسم اعظم کے زمرے میں آتی ہیں

(۱) اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر ، الحمد للّٰہ رب العلمین ".

(۲) الٓمٓ ، اللّٰہ لآالہ الا ھو الحی القیوم ".

(۳) " سبحان الملک القدوس الکثیر المتعال ، لاالہ الا ھو الحی القیوم".

(۴) " لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین".

(۵)" والٰھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم ".

(۶) " اللّٰھم فاطر السمٰوات والا رض ، عالم الغیب والشھادۃ وفی کل شی ٕ له اية تدل علیٰ انه واحدّ ، لا اله الا انت رب كل شی و ملكيه".

(۷) اللّٰھم انی اسئلک بانک انت اللّٰہ ، لا الہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلدو لم یو لدولم یکن لہ کفواً احد" .

(۸) " اللّٰھم انی اسئلک بان لک الحمد ، لا الہ الا انت الحنان المنان بدیع السمٰوات والا رض یا ذوالجلال والاکرام یا حی یا قیوم ".

(۹) " لا الہ الا اللّٰہ ، وحدہ لا شریک لہ ، لہ الملک ولہ الحمد ، وھو علیٰ کل شی ءٍ قدیر ، ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم".

(۱۰) حضرت بابا فرید کا (بحوالہ راحت القلوب بیان کردہ اسم اعظم، یہ ہے۔

یا دائم بلا فناء یا قائم بلا زوال ویا امیر بلا وزیر .

(۱۱)" سبحان ذی الملک والملکو ت ، سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والھیبۃ والقدرۃ والکمال والجلال والکبریا ء والجبروت ، سبحان الملک الحی الذی لاینا م ولا یموت ، سبوح قدوس ، ربنا ورب الملائکۃ والروح".

4۔ قصص الانبیاء سے حاصل شدہ چند قرآنی دعائیں

(i) مغفرت، بخشش اور گناہوں سے معافی کی دعا۔

" ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین ".

یعنی، اے میرے رب ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اگر تو ہمیں معاف کر کے رحم نہ کرے، تو ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(ii) بیماری سے شفاء کیلئے دعا۔

"انی مسنی الضرو انت الراحم الراحمین".

یعنی، مجھ کو ایذاء پہنچی ہے اور تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

(iii) حصول رزق کی دعا۔

" رب تسمع کلامی و تعرف، مکانی و تررزقی فی قلب حجرہ ".

یعنی، اے پروردگار، تو مجھ کو دیکھتا ہے، اور میرا کلامہ سنتا ہے اور میری جگہ جانتا ہے، اور روزی پتھر کے اندار پہنچاتا ہے۔

(iv) حصول اقتدار کی دعا۔

" رب اغفرلی وھب لی ملکاً، لا ینبغی لاحد من م بعدی ، انک انت الوھاب "

یعنی ، اپنے پروردگار ، میری مغفرت کر، اور مجھ کو بخش ایسا ملک ، کہ نہ لائق ہو کسی کو میرے بعد، تو سب سے زیادہ بخشنے والا ہے۔

(v) بدکاری سے بچنے کیلئے دعا۔

" وما ابری و نفسی ان النفس لا مارۃ بالسوء الا مارا حمہ ربی ان ربی غفور رحیم ".

یعنی میں نہیں پاک کرتا اپنے نفس کو البتہ نفس حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے، مگر جو رحم کرے میرا پروردگار جو بخشنے والا مہربان ہے۔

9۔ روزمرہ کے واقعات زندگی میں ''غنیۃ الطالبین سے چند دعائیں''

1۔ دوران سفر چوروں، ڈاکوؤں اور درندوں سے حفاظت کیلئے دعائیں۔

(i) اللّٰھم احرسنا بعینک التی لا ینا م و اکنفنا بر کنک الذی لا یرام ، وارحمنا بقدر تک علینا ل ا نھلک وانت رجائو نا .

یعنی، الٰہی ہماری نگہبانی فرما اپنی اُس آنکھ سے جو کبھی نہیں سوتی، اور اپنی اُس طاقت سے ہم کو پناہ دے جس کی مخالفت کا کوئی قصد نہیں کرسکتا، تو ہم پر قادر ہے اُسی قدرت سے ہم پر رحم فرما، تو ہماری امید ہے ہم ہلاک نہیں ہوں گے۔

(ii) بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمہ شیءٌ فی الارض ولا فی السماءِ وھو السمیع العلیم .

یعنی، اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، جیسے آسمان اور زمین کی کوئی چیز ضرر نہیں پہنچاتی، وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

2۔ راستہ بھولنے، ڈر یا بے خوابی، دور کرنیکی دعا:

''بسم اللّٰہ ذی الشانِ العظیم البرھان شدید السلطان کل یوم ھو فی شان ، اعوذ باللّٰہ من الشیطان ، ماشاء اللّٰہ کان ،لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ''.

یعنی، اُس خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو صاحب رتبہ ہے، اُس کی دلیل بہت عظیم ہے، اس کی قدرت بڑی سخت ہے، ہر دن وہ نئی شان میں ہے۔ میں شیطان سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، وہی ہوتا ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے اور کوئی خوف نہیں اور کوئی قوت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

3۔آندھی چلتے وقت کی دعا۔

" اللّٰھم انی اسئلک خیرھا وخیرمافیھا و خیر ما ارسلت به، واعوذبک من شرھا وشر ما فیھا وشر ما ارسلت به "

یعنی اے اللہ میں تجھ سے اس کی خیریت اور اور جو کچھ اس میں ہے اُس کی خیریت اور جس غرض سے اُس کو بھیجا گیا اُس کی خیریت، کا سوال کرتا ہوں۔اور میں تجھ سے اُس کے شر سے اور جو کچھ اُس میں ہے اُس کے شر سے اور جس غرض سے اسے بھیجا گیا اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

4۔درد، دور کرنے کی دعا

"ربنا اللّٰہ الذی فی السمآء تقدس اسمک امرک فی السماء والارض کما رحمتک فی السمآء والارض اغفرلنا حوبنا وخطایا نا ، یارب الطبن ، انزل رحمة من رحمتک وشفاءً من شفائک علیٰ الوجع الذی به".

یعنی، ہمارا اللہ وہ ہے جس کا نام آسمانوں میں مقدس ہے، الٰہی تیرا حکم آسمان اور زمین میں ایسا ہی نافذ و جاری ہے جیسے تیری رحمت آسمان اور زمین میں عام ہے الٰہی ہمارے گناہ اور قصور معاف کردے۔اے پاک لوگوں کے رب، اپنی رحمت کا کچھ چھینٹا اور اپنی شفاء میں سے اس درد کو جو لاحق ہے شفاء دے۔

5۔رنج والم، دور کرنے کی دعا

" ان ربی اللّٰہ الذی نزل الکتب وھو یتولی الصالحین حسبی اللّٰہ لا الہ الا ھو علیه توکلت وھو رب العرش العظیم ".

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ ایسا مالک ہے کہ اُس نے قرآن پاک نازل فرمایا، اور جس قدر نیکو کار لوگ ہیں وہ اُن کا والی ہے [illegible] اللہ کافی ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اُسی پر توکل کیا اور

وہ عرش عظیم کا پروردگار ہے۔

6۔مصیبت کے وقت کی دعا

لا الہ الا ھو اللّٰہ العلیم ، سبحان اللہ رب العرش العظیم ، الحمدللّٰہ رب العالمین "

یعنی ،خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہر بات جاننے والا ہے،کریم پاک ہے اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔تمام حمد اُسی کیلئے ہے اور وہ تمام عالم کا پالنے والا ہے۔

عام رسائل سے حاصل شدہ دعائیں۔

(1) جن کو نکالنے کی دعا

بسم اللّٰہ ، انا عبد اللّٰہ اخسأ عد اللّٰہ .

یعنی ،اللہ کے نام سے میں اللہ کا بندہ ہوں، بھاگ اللہ کے دشمن ،اس کے بعد آیت الکرسی کی تلاوت کی جائے۔

(2) دعاءِ شکرانہ

" رب اوزعنی ان شکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی و ان اعمل صالحا ترضہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک و انی من المسلمین ".

یعنی ،اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ تیری اُن نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھے عطا فرمائیں اور میرے والدین کو بھی ،اور مجھے یہ بھی توفیق دے کہ میں ایسے نیک کام کرتا رہوں، جس سے تو راضی ہو جائے اور تو میری اولاد کو بھی نیک بنا دے، میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں تیرے تابعدار بندوں میں سے ایک عاجز بندہ ہوں۔

10۔روزمرہ،ضروریاتِ زندگی میں

(1)عوارف المعارف، سے اقتباس

(1)جب کوئی کھائے تو کہے۔

''بسم اللہ، اگر بھول گیا تو، بسم اللہ اولہ وآخرہ کہے، مستحب یہ ہے کہ، پہلے لقمہ میں بسم اللہ کہے دوسرے لقمہ میں بسم اللہ الرحمٰن کہے اور تیسرے لقمہ میں پوری یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، کہے۔

(2)جب کوئی پانی پیئے تو، تین سانس میں پیئے، پہلی سانس میں الحمد للہ کہے، جب گھونٹ پی چکے تو دوسری سانس میں، الحمد للہ رب العالمین، کہے اور تیسری سانس میں، الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم، کہے۔

(3)طعام کے شروع میں یہ دعا کرے کہ خداوند تعالیٰ اس غذا کو طاعت کا معین فرمائے۔دعا یہ ہے۔'' اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد وما رزقتنا مما تحب اجعله عونا لنا علیٰ ماتحب ومازویت عنا مما تحب اجعله فراغالنا فیماتحب '' اگر کھانا مشکوک ہو تو کہے۔'' الحمد للّٰه علیٰ کل حال ، اللّٰھم صلی علیٰ محمد ، ولا تجعله عونا علیٰ معصیتک ''۔اور جب کھانا کھا چکے تو کہے۔

(۱)الحمد للّٰه الذی اطعمنا و سقٰنا وجعلنا من المسلمین''.

(۲)'' الحمد للّٰه الذی اطعمنی ھذا ورزقنه من غیر حول منی ولا قوۃ غفرله ماتقدم من ذنبه''.

(۳) الحمد للّٰه الذی بنعمة تتم الصالحات وتنزل البرکات اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد''.

(۴) اللّٰھم اطعمنا طیبا واستعملنا صالحا''.

۴۔جب کوئی کھانا کھلائے تو یہ پڑھے۔

"علیکم صلوٰۃ قوم ابرار لیسوا با ثمین ولافجار یصلون بالیل ویصومون بالنہار".

یعنی، تمہارے اوپر سلامتی ہو، اُس قوم ابرار کا وگنہگار نہیں ہیں اور نہ وہ فاجر ہیں، جو رات کو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔

5۔ جب کوئی نماز مغرب کے بعد کھانا کھلائے تو یہ پڑھے۔

"افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ".

یعنی، روزہ دار تمہارے ہاں روزہ افطار کریں اور ابرار لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے اوپر درود بھیجیں۔

6۔ کھانا کھانے کے بعد، سورۃ اخلاص اور سورۃ قریش پڑھے۔

7۔ مکان یا عمارت کے اندر، بیت الخلاء میں جانے کی دعا۔ "بسم اللہ، اعوذ باللہ، من الخبث والخبائث" اور بیت الخلاء سے باہر نکلنے کی دُعا۔ "الحمد للہ الذی اذھب عنی مایوذینی وابقی علیٰ ماینفعنی"

8۔ جب کوئی کسی بات کا قصد کرے یا کسی بات کو چاہے تو استخارہ کرے، جس کیلئے پہلے دو رکعت پڑھے اور پھر یہ دعا پڑھے۔

(۱) "اللّٰھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک، بقدرتک واسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب"

(۲) "اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھذا الا مر لیسعیہ بعینہ خیرا فی دینی و معاشی وعاقبۃ امری وقال عاجل امری و آجلہ فاقدرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت امری و آجلہ فاقدرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم شرالی ذالک فاصرفہ عنی واصرضنی عنہ واقدرلی الخیر حیث کان".

9۔ اپنے بھائیوں کو رخصت اور وداع کریں اور جب وہ سفر کا ارادہ کریں تو اُن کیلئے یہ دعا

مانگیں۔

" اللّٰھم زدنی التقویٰ واغفرلی ذنوبی ووجھی للخیر، اینما تو جھت".

جانے والے کو چاہیے کہ وہ ہر ایک منزل اور خانقاہ جس وہ کوچ کرے تو یہ کلمات پڑھے۔

(۱) "سبحان الذی سخرلنا ھذا و ماکنا لہ مقرنین ،(۲)بسم اللّٰہ و اللّٰہ اکبر تو کلت علی اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم (۳) اللّٰھم انت الحامل علی الظھر وانت المستعان علی الامور ". اور اگر سوار مرکب ہو تو دو رکعت نماز کے ساتھ وداع ہو۔

10 ۔جب منزل کے قریب پہنچے تو یہ پڑھے۔

" اللّٰھم رب السموات وما اظللن ، ورب الارفین وما اقللن ، ورب الشیاطین واما اظللن ، ورب الریاح وماذرین ، ورب البعار و ماجرین ،اسالک خیر ھذا المنزل و خیرا ھلہ واعوذبک من شرھذا المنزل و اھلہ.

(11) جب شہر نظر آئے تو، " اللّٰھم اجعل لنا بھا قرارا ورزقا حسنا " پڑھے۔اور جب سواری سے اترے تو دو رکعت نماز پڑھے۔

(12) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ یا حج سے رجوع فرماتے تو زمین کی ہر بلندی پر تین بار تکبیر کہتے اور فرماتے۔

(۱) لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر (۲) آبئون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون (۳)صدق اللّٰہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ .

(13) جب سفر سے واپس آئے تو مقام آفات سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگے جس طرح سفر کی سختی سے پناہ مانگتا ہے اور دعا ماثورہ، پڑھے جو یہ ہے۔" اللّٰھم انی اعوذبک من و عشاء السفر و کابۃ المنقب وسوء المنظر فی الاھل والمال والولد".

2۔راحت القلوب سے اقتباس

(1) آیت الکرسی کی فضیلت

حضرت جبرائیل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم الٰہی یوں بتلایا کہ جو شخص آیت الکرسی پڑھے گا اُس کو،

(۱) ہر حرف کے بدلے میں، ہزار ہزار سال، کا ثواب اُس کے نام لکھا جائے گا اور عرش کرسی کے گرد کے، ہزار فرشتے اپنے ہزار ثواب، اس کو دیں گے اور اسے اپنا مقرب بنالیں گے۔

(۲) جو یہ پڑھ کر گھر سے نکلے گا، تو خداوند تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ، اُس کے واپس آنے تک اُس کی بخشش کی التجا کریں۔

(۳) جو یہ پڑھ کر گھر کے اندر داخل ہوگا۔ تو خداوند تعالیٰ اُس کے گھر سے مفلسی دور کر دیتا ہے۔

(2) جسے تنگی معاش ہو، مفلسی لاحق ہو، تو وہ کشائش کیلئے یہ پڑھے۔

(۱) " بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ، یادائم العزو الملک والبقا، یا ذالمجد والعطا ، یا ودود ذوالعرش المجید الفعال لما یرید "

(۲) " لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ".

(3) جو شخص جنت کی طرف مائل ہے وہ یہ پڑھے۔

" ماشاء اللّٰہ ، لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ".

(4) جو کوئی دنیا اور آخرت کی تنگی سے نجات چاہے وہ یہ پڑھے۔

" ربنا آتنا فی الدنیا حسنةً وفی الآخرۃ حسنةً وقنا عذاب النار ".

(5) جو کوئی چاہے کہ اُس کے اعمال قبول ہوں، وہ یہ پڑھے۔

" ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ".

(6) جب کوئی ہر حالت میں صابر ہونا چاہے، ثابت قدر رہنا چاہے، چاہے کہ اس کی زندگی، صبر و

سلامتی اور ایمان سے گذرے اور دشمنوں پر فتحیاب ہونا چاہے تو پڑھے۔

" ربناافرغ علینا ، صبرا و ثبت اقدام منا و انصرنا علیٰ القوم الکافرین ".

(7) جب کوئی چاہے کہ اُس کا دل امن واجان اور ایمان میں رہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت اُس پر نثار ہو تو یہ پڑھے۔

" ربنا لا تزغ قلوبنا ، بعد از ھدیتنا و ھب لنا من لدنک رحمة ، انک انت الوھاب ".

(8) جب کوئی شخص چاہے کہ اس پر برکت ورحمت نازل ہو، روزی فراخ ہو، وہ کسی کا محتاج نہ ہو، تو یہ پڑھے۔

" ربنا انزل علینا مائدة من السمآ تکون لنا عیدالا ولنا واخرنا واية منک ، وارزقنا خیر الرازقین ".

(9) جب کوئی شخص چاہے کہ اُس کا دل نور ایمانی سے کامل ہو جائے تو یہ پڑھے۔

" ربنا اتمم لنا نورنا و اغفرلنا ، انک علیٰ کل شی ء قدیر ".

(10) جب کوئی شخص چاہے کہ مسلمان مرے اور اپنے آپ کو نیک مردوں میں ملائے تو یہ پڑھے

"فاطر السمٰوات والارض ،انت لی فی الدنیا والا خرة توفنی مسلما والحقنی بالصالحین ".

(11) جب کوئی شخص نیک مردوں کے عہد میں پہنچنا چاہتا ہے، اور لحات قیامت کو دیکھنا چاہتا ہے تو پڑھے۔

"ربنا آتنا ماوعد تنا علیٰ رسلک ولا تحزنا یوم القیمة انک لا تخلف المعیاد "

(12) جب کوئی خداوند تعالیٰ کے دوستوں سے ملنا چاہے تو یہ پڑھے۔

" انک جامع الناس لیوم لاریب فیه ، ان اللّٰہ لا یخلف المعیاد ".

" یا جامع النا لیوم لاریب فیه ،اجمع علیٰ ضالق .

(13) جو شخص غم میں گرفتار ہو تو وہ پڑھے۔

" لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین"

(14) جو شخص کسی سے ڈرتا ہے تو یہ پڑھے تو اُسے کوئی ضرر نہ ہوگا۔

" حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل ، نعم المولیٰ ونعم النصیر".

(15) جو شخص لوگوں کے مکر سے ڈرے تو یہ پڑھے۔

" افوض امری الی اللّٰہ ، ان اللّٰہ بصیر با لعباد ".

(16) جسے کوئی مہم یا غم پیش آئے ، یا کوئی ایسا کام درپیش ہو جو قابل اصلاح نہ ہو تو وہ صبح کی نماز کے بعد سو مرتبہ یہ پڑھے۔

"لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ، یاحی یا قیوم ، یافرد یا وتر یا احد یا صمد ، فان لم یصلع تدلنا علی الھدیٰ".

(17) جو شخص عاجزی کے وقت ان اسماء کو ہزار مرتبہ پڑھے تو اُس کی مہم ضرور سرانجام ہو جاتی ہے۔

" اقوی معین واھدی دلیل ، بحق ایاک نعبد وایاک نستعین ".

(18) اگر کوئی نیک لڑکا لینا چاہے۔ اس کا غلام بھاگ گیا ہو، یا اُسے کوئی مہم پیش آئی ہو تو یہ پڑھے۔

" رب ھب لی من لدنک ذریہ طیبۃ ، انک سمیع الدعاء".

(19) جب کوئی غول بیابانی یا ظالموں کی صحبت سے نجات چاہے تو یہ پڑھے۔

"ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم ، اھلھا واجعل لنا من لدنک نصیر ا".

(20) جب کوئی شخص دنیا اور آخرت میں ، اہل ظلم سے نہ ملنا چاہے اور ظالم ہاتھوں سے رہائی چاہے تو یہ پڑھے۔

" ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین ونجنا برحمتک من قوم الکافرین ".

(21) جو شخص کافروں سے مغلوب نہ ہونا چاہے تو یہ پڑھے۔

"ربنا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا واغفرلنا ،ربنا انک انت العزيز الحكيم".

(22) جو کوئی شخص، بت پرستی سے، دشمنوں کے شر سے اور دیو پری کے شر سے، محفوظ رہنا چاہتا ہے تو یہ پڑھے۔

"رب اجعل هذا البلد امنا واجنبني ان نعبد الاصنام".

(23) جو شخص اس دعا کو پڑھے، رات تک اس کو مصیبت نہیں پہنچتی۔

" بسم اللّٰه الرحمن الرحيم ،انت ربی لا اله الا انت علیک تو کلت وانت رب العرش العظيم .ماشاء الله كان ولم يشاء لم يكن ، اشهدان لا اله الا الله ، واعلم ان اللّٰه على كل شیء قدير ، وان الله قد احاط بكل شیء علما واحصى كل شیء عددا ، وانی آعوذ بک من شر نفسی ومن شرغيری ومن شر كل دابة ، انت اخذ بنا صيتها ان ربی علىٰ صراط مستقيم .

(24) اس دعا کو دن میں ایک مرتبہ پڑھنے والا جنتی مرے گا اور اس دعا کو رات کو پڑھنے آسمانی بلائیں دور ہوں گی۔

" بسم اللّٰه الرحمن الرحيم " " لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علىٰ عهدک ووعدک مااستطعت ، اعوذبک من شرِ ماصنعت استغفرک بذنبی فاغفرلی فانه لا يغفر الذنوب ، الا انت برحمتک يا الراحم الراحمين ".

(25) جو شخص یہ دعا پڑھتا ہے، تمام بلاؤں سے بچا رہتا ہے۔

" بسم اللّٰه الرحمن الرحيم "بسم الله خير الاسمآ ، بسم الله رب الارض ورب السمآ ، بسم اللّٰه الذی لا يضری مع اسمه شیء فی الارض ولا فی السماء ، وهو السميع العليم ".

اختتامی دعائیں۔1۔دعاء حضرت موسیٰ علیہ السلام

" رب انی لما انزلت الیٰ من خیر فقیر ".

یعنی ۔میرے رب، میں اُس چیز کے واسطے،تو میری طرف بھلائی سے اُتارے محتاج ہوں۔

2۔دعاء حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

وتعیھا اُذن واعیۃ"۔یعنی، سنیں اُس کو یاد رکھنے والے کان۔

3." رب لمشرق ورب الغرب ، لااله الا هو فاتخده وكيل".

شرائط قبولیت دعاء بحوالہ راحت القلوب۔

1۔پہلے بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے۔

2۔دوسرے یہ کہ،اپنے اہل کو غلغال کی بلند آوازی سے منع کرے۔

3۔تیسرے یہ کہ،دعا کے شروع اور انجام میں کچھ صدقہ دے۔

11۔روزہ

"بسم الله الرحمن الرحيم "

" یاایها الذین آمنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ".

یعنی اے ایمان والو، روزے تم پر فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے،شائد کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(1)" من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه".

یعنی جس نے روزہ رکھا، ایمان اور احتساب کے ساتھ اُس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیے گئے

(2) کل عمل ابن ادم یصناعف الحسنة بعشر امثالها الی سبع مائة ضعف ، قال الله تعالیٰ الا الصوم فانه لی و انا اجزی به "۔

یعنی ،آدمی کا ہر عمل خدا کے ہاں کچھ نہ کچھ بڑھتا ہے اور نیکی دس گناہ سے سات سو گنا تک پھیلتی ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ،روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں اُس کا جتنا چاہتا ہوں بدلہ دیتا ہوں

(3) الصیام جنة واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفت و لا یصخب فان سابه احد او قاتله فلیقل انی امر ء صائم.

یعنی ،روزے ڈھال ہیں ،لہٰذا جو کوئی روزے سے ہو، دنگے فساد سے پرہیز کرے۔اگر کوئی دیگر شخص اُس کو گالی دے یا اُس سے لڑے تو وہ کہے کہ میں روزے سے ہوں۔

(4) منلم یدع قول لزور والعمل به ، فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه و شرابه

یعنی ،جس نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ہی نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھڑا دینے کی کوئی حاجت نہیں۔

12۔قرآن مجید۔حصہ اول۔

1۔الکتاب (۲) الذکر (۳) برہان (۴) فرقان (۵) ھدیٰ (۶) شفاء (۷) الحق (۸) کلام اللہ

2۔تفصیلات قرآن۔

(۱) کل آیات 6666 (۲) کل سورتیں 114 (۳) کل پارے تیں 30 (۴) کل الفاظ 32267 (۵) کل حروف 77443 ہیں۔

تفصیلات آیات

ایک ہزار وعد کی ،ایک ہزار وعید کی ،ایک ہزار امر کی ،ایک ہزار نہی کی ،ایک ہزار مثالوں کی ،ایک ہزار قصص کی ،پانچ سو حلال و حرام کی ،ایک سو دعاؤں کی ،66 ناسخ و منسوخ کی۔

نزول قرآن کی مدت

کل مدت 22 سال 2 ماہ 22 دن

(مکی دور۔12 سال ،5 ماہ ، 12 دن ہجرت سے پہلے جو بھی سورتیں نازل ہوئیں ،خواہ مکہ سے باہر کی ہوں ،مکی کہلاتی ہیں ۔نزول قرآن کی ابتداء 17 رمضان 41 سن ولادت سے ہوئی جس کا اختتام یکم ربیع الاوّل 54 سن ولادت پر ہوتا ہے۔آغاز نزول قرآن اور جنگ بدر کا دن تاریخ کے اعتبار سے ایک ہی تھا۔

مدنی دور۔9 سال 9 ماہ 9 دن

ہجرت کے بعد جو بھی سورتیں نازل ہوئیں خواہ وہ مدینہ سے باہر ہی کیوں نہ نازل ہوئی ہوں ، مدنی کہلاتی ہیں ۔جن کا آغاز یکم ربیع الاوّل 54 سن ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور اختتام 63 سن ولادت نبوی اور 10 ھ کو ہوا۔قرآن کریم کی آخری آیت " الیوم اکملت لکم دینکم " نازل ہوئی جس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف 81 دن تک تشریف فرما رہے۔

5۔نازل جمع وتدوین قرآن (ا) قرآن حکیم کا کچھ حصہ جو نازل ہوتا ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو سنا دیتے ،اور صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ازبر کر لیتے تھے ۔بہت سے صحابہ ایسے تھے جن کو پورا قرآن مجید زبانی یاد تھا۔حضرت عثمان غنی ،حضرت معاذ بن جبل ،حضرت ابی بن کعب ،حضرت عبداللہ بن مسعود ،حضرت سالم بن معقل حضرت زید بن ثابت ،حضرت ابو زید ، حضرت ابودردا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ تھے جن کو قرآن مجید کے بعض حصے یاد تھے۔علاوہ ازیں حضور ﷺ نے بہت سے کاتب بھی مقرر کر رکھے تھے ۔جن کی تعداد بعض علماء نے 26 اور بعض نے ،42 بیان کی ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ ،انہوں نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سارا

قرآن مجید جمع کیا ہوا تھا اور میں رات بھر پڑھتا رہتا تھا، تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ میں ختم کرنے کا حکم دیا۔

(۲) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو آپ نے مسجدِ نبوی میں ایک صدوق رکھوا دیا، جس میں قرآن مجید کا ہر نیا نازل شدہ حصہ رکھوا دیا جاتا تھا۔ جو کہ قبل ازیں لکھوایا جاتا تھا۔ تمام مسلمان اُس سے نقل کرتے رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ظاہری یعنی ۱۱ھ تک قرآن مجید کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو تحریری شکل میں مسلمانوں کے پاس موجود نہ ہو۔

کتابت کیلئے کھجور کے چوڑے پتے، شانے کی ہڈی اور ان کی جھلی وغیرہ استعمال ہوتی تھی۔ البتہ کتابی صورت نہ تھی۔

(۳) آیات قرآنی کی ترتیب توفیقی (یعنی واقف اور آگاہ کرنا ہے۔ مراد وہ ترتیب ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک آیت کا مقام حضرت جبرائیل نے بتایا تھا، جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو بتلاتے تھے کہ فلاں آیت کو فلاں سورت میں رکھو۔

جمع و ترتیب کا کام حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی انجام پذیر ہوا اور قرآن مجید کی ترتیب اُسی وقت سے چلی آرہی ہے۔ جس میں آج تک کوئی تبدیلی نہ کی جاسکی ہے۔ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ حضرت جبرائیل سال میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کا اعادہ کروایا جاتے تھے اور روایاتِ صحیحہ میں آیا ہے کہ حضرت حفظہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر ایک صندوق میں پورا قرآن مجید لکھا ہوا موجود تھا۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس بھی پورا لکھا ہوا قرآن مجید موجود تھا۔

6۔ جمع و تدوین قرآن مجید میں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار

جنگ یمامہ میں 1200 (بارہ سو) سے زائد صحابہ شہید ہوگئے جن میں سے

700 قرآن خواں حافظ اور 70 قاری تھے، حضرت عمر فاروق نے جب حفاظ قرآن کی شہادت کا یہ عالم دیکھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمع و تدوین قرآن مجید کا مشورہ دیا۔

پہلے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے انکاری ہوئے تاہم بعد ازاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام پر مامور کیا۔ جو کہ نہایت ہی ذہین و فطین آدمی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کاتب وحی رہ چکے تھے۔ لہذا انہوں نے قرآن مجید کو متفرق اجزاء سے اوراق پر تحریر کر دیا۔ اور ترتیب عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم والی رکھی۔ یہ نسخہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا اور پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تحویل میں آیا۔

7۔ جمع و تدوین قرآن مجید میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار

قرآن مجید، کے پڑھنے میں، جب قریشی لب و لہجے اور دوسرے لب و لہجے میں فرق پڑ گیا تو فتنے کا خطرہ پیدا ہو گیا، جس کی اطلاع حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آرمینہ کے محاذ سے واپسی پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی، اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کو بلا کر مشاورت کی جس میں امت مسلمہ کو قرآن مجید کی یکساں قرأت پر جمع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا نسخہ منگوا کر، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں مزید دیگر تین صحابہ پر مشتمل ایک بورڈ تشکیل دیا۔ جس کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کی نقلیں تیار کریں۔ چنانچہ قریشی لب و لہجے کے مطابق اُس قرآن مجید کی نقلیں تیار کی گئیں۔ اور ہر صوبہ کے مرکز میں ایک ایک نسخہ قرآن مجید بھیج دیا گیا۔

یہ نسخے الگ الگ صحیفوں میں نہ تھے بلکہ یکجا تھے، اس لیے ان کو مصاحف یا المصاحف

الائمہ، یعنی آئندہ نسخوں کی نظیری حیثیت ، بھی کہتے ہیں۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نسخہ، مدینہ منورہ میں اپنے پاس بھی رکھا، جسے ''مصحف الامام'' کہتے ہیں یہ کام 30ھ میں سرانجام دیا گیا۔

8۔تدوین قرآن مجید میں گورنر حجاج بن یوسف کا کردار

حجاج بن یوسف نے قرآن مجید میں اعراب اور نقطے لگوائے اور آیات کے رموز داوقاف بھی لگوائے اعراب کو آخری شکل نحوی خلیل بن احمد نے دی ، جس سے عجمی لوگوں کیلئے تلاوت اور معانی سمجھنے میں آسانی ہوگئی بعض علماء کے نزدیک اعراب لگانے کی خدمت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ابوالاسود دئلی اور اُن کے شاگردوں نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے سرانجام دی۔

13۔قرآن مجید۔حصہ دوئم

(1) قرآن مجید، یعنی پڑھنا اور جمع کرنا، یعنی، کتاب کامل محفوظ کتاب، جامع کتاب، پیکر حق و صداقت، خداوند تعالیٰ کی زبان، آسمانی ہدائت کا جدید ترین مجموعہ۔قرآن مجید پڑھی جانے والی کتاب ہے جس کی بابت ارشاد خداوندی ہے کہ قسم ہے لکھی ہوئی کتاب کی جو کشادہ ورق میں ہے۔یہ قرآن مجید، محفوظ تختیوں (لوح محفوظ) پر لکھا گیا ہے۔اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں۔بے شک قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔

2۔کیفیت وحی: حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس سرخ ہو جاتا تھا، سانس مبارک شروع شروع میں پھول جاتا تھا، شدید ترین سردی میں بھی پسینہ آجاتا تھا اور آپ یوں محسوس فرماتے تھے کہ جیسے بھاری بوجھ تلے دبے ہوئے ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزولِ وحی کے وقت جس جانور پر سوار ہوتے تھے وہ جانور بھی اس بوجھ سے دب کر بیٹھ جاتا تھا۔

فرشتہ کبھی اپنی اصلی شکل میں، کبھی انسانی شکل میں پیغام لے کر آتا تھا۔بعض دفعہ گھنٹی

بجنے کی آواز سنائی دیتی تھی، جوکہ سخت وحی ہوتی تھی۔

3۔قرآن مجید غیر مسلم مفکرین کی نظر میں

(۱) سرجان ہمرٹن ۔یہ کتاب پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اُن کی زندگی کے آخری 23 سالوں میں مکہ اور مدینہ میں نازل ہوتی رہی۔اور مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق یہ کلام الٰہی ہے۔قرآن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں اور انہی کی نگرانی وزیر ہدایت، ضبط تحریر میں آگیا تھا۔اور اُن کے صحابہ نے اُسے حفظ کرلیا تھا، یہ معمول آج تک جاری ہے۔چنانچہ صدہا مسلمان قرآن کے حافظ ہیں اور ایک غلطی کے بغیر اُسے دہرا سکتے ہیں۔

اس کتاب کا دعویٰ ہے کہ اس میں تمام کتب آسمانی کے حقائق آگئے ہیں اور یہ کہ وہ آخری اور ناقابل تغیر کتاب ہے نیز یہ کہ وہ جامع ترین دستور العمل ہے۔اور اسلام دین فطرت کی آخری توضیح ہے۔

(۲) سرولیم میور۔یہ یقینی بات ہے کہ قرآن مجید جس شکل میں ہمارے پاس موجود ہے یہ بعینہ اسی شکل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جمع اور مرتب ہو چکا تھا۔

4۔مسلم مفکرین کے دلائل

(۱) روایات صحیحہ میں منقول ہے کہ حضرت عمر نے دیکھا کہ آپ کی بہن چمڑے پر لکھا ہوا قرآن مجید پڑھ رہی ہیں آپ نے بہنوئی کو بھی پیٹا تھا کیونکہ وہ بھی تلاوت میں مشغول تھا۔آپ نے وہ اوراق جن پر سے وہ تلاوت کر رہا تھا، چاک کر دیے تھے۔اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کے پاس لکھا ہوا قرآن مجید موجود ہوا کرتا تھا۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، مرض الموت میں، فرمایا تھا کہ دوات قلم لاؤ، میں کچھ لکھوا دوں۔جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً عرض کیا تھا کہ، ہمارے لیے قرآن مجید کافی ہے اس واقعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید لکھا ہوا موجود تھا۔

5۔مقاصد جمع وتدوین قرآن مجید

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جمع قرآن کا مقصد یہ تھا کہ قرآن مجید کو ہڈیوں، کھجور کے پتوں اور تختیوں وغیرہ سے نقل کر کے، اوراق میں لکھ دیا جائے تا کہ آئندہ کیلئے کسی حصے کے ضائع ہونے کا خطرہ باقی نہ رہے۔

(۲) خلافت عثمانی میں جمع قرآن کا مقصد یہ تھا کہ لوگ مختلف قرأتیں چھوڑ کر صرف قرأت قریش پر متحد ہو جائیں اور حضرت عثمان اس عظیم قرآنی خدمت کی وجہ سے جامع القرآن کہلائے۔

(۳) عراق کے مشہور گورنر، حجاج بن یوسف، جس نے قرآن مجید میں اعراب اور نقطے لگوائے، جس کا مقصد یہ تھا کہ عجمی لوگوں کیلئے تلاوت اور معانی سمجھنے میں آسانی ہو۔

6۔خلاصۂ کلام: آج اسلامی دنیا میں قرآن مجید کے جتنے بھی نسخے موجود ہیں وہ اُن ہی مصاحفِ عثمانی یا مصحفِ امام کے مطابق ہیں اور مصحفِ امام، مصحفِ ابی بکر کی نقل تھا۔ اور مصحفِ ابی بکر، خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھوائے اور یاد کروائے ہوئے قرآن مجید کے عین مطابق تھا۔ ثابت یہ ہوا کہ، موجودہ قرآن مجید وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دیا تھا۔

7۔احکاماتِ خداوندی برائے پیروی قرآن مجید

(۱) جو کچھ تمہاری طرف، تمہارے رب کی جانب سے اُتارا گیا ہے اُس کی پیروی کرو، اور اُس کو چھوڑ کر دوسرے کارسازوں کی پیروی نہ کرو۔

(۲) جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں، وہی ظالم ہیں، وہی فاسق ہیں۔

تقرب الی اللہ

حاصل طریقت

حصہ دوم

مرتبہ

محمود اعجاز خان وٹوزی

ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

چیمبر نمبر ۴۸ ضلع کچہری پاکپتن شریف

علمی پبلشرز لاہور

داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 0300-4541210 044456

از حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ'' ''بحوالہ، کشف المحجوب،'' فرماتے ہیں کہ:۔ معلوم ہونا چاہیے کہ، روح کے متعلق علم کی ضرورت ہے، مگر اس کی ماہیت سمجھنے سے عقلِ انسانی عاجز ہے،

ارشادِ خداوندی ہے:۔

''قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی''

یعنی اے نبی ﷺ، فرمادیں کہ روح امرِ ربی ہے، حضورِ اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ:۔

''الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ایتلف وما تنا کر منها اختلف''

یعنی، ارواح کی مثال لشکروں کی سی ہے، جو ایک جگہ مجتمع ہوں، متعارف روحوں میں اتفاق اور غیر متعارف روحوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ روح ایک جسم لطیف ہے، جو بحکمِ خداوندی آتا ہے، اور رخصت ہو جاتا ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے شب معراج کو، حضرت آدم، حضرت عیسیٰ، اور حضرت ابراہیم، کو آسمانوں پر دیکھا۔ تو یقیناً اُن کی روحیں ہی ہوں گی۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ روح جسم ہے۔ اور جسمِ لطیف رکھتی ہے۔ اور جسم ہونے کی وجہ سے نظر آ سکتی ہے۔ ہم روح کو ایسا محدث سمجھتے ہیں جس کا وجود شخصی وجود سے پہلے معرضِ وجود میں آتا ہو، چنانچہ حضورؐ نے فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجساد سے پہلے پیدا کیا۔''

روح ایک قسم کی مخلوقِ خدا ہے وہ اُسے ایک دوسری قسم کی مخلوق سے پیوند کر دیتا ہے اور اس طرح پیوند کرنے میں اپنی قدرت سے زندگی پیدا کرتا ہے۔ مگر روح ایک جسمانی قالب سے دوسرے جسمانی قالب میں منتقل نہیں ہو سکتی۔ اور ہر چیز اپنی جنس سے پیوند ہوا کرتی ہے وصل و فصل محدثات کیلئے ہے۔

روح مخلوق ہے، تابع فرمانِ حق ہے، اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے اصریحاً غلط راستے پر ہیں۔ اور قدم و حدث میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی ولی جس کی ولایت درست ہے، صفاتِ خداوندی سے بے خبر نہیں۔ دیکھتا روح موجود ہے، اور جسم ہے، خدا جس شکل میں چاہے دکھا سکتا

ہے۔روح جسم میں اس طرح ہے۔جیسے کوئلے کے اندر آگ۔آگ مخلوق ہے اور کوئلہ مصنوعی چیز۔

اَرواح کیلئے دس مقامات ہیں

1۔مخلصین کی ارواح: یہ مقام ظلمت میں مقید ہیں اور اپنے انجام سے ناواقف ہیں۔

2 پارساؤں کی ارواح: ان کا مقام آسمانوں پر ہے اور وہ اپنے اعمال کے اجر پر خوش ہیں۔اپنی اطاعت سے مطمئن ہیں اور اُسی کی قوت سے گامزن ہیں۔

3 مُریدانِ صادق کی ارواح: یہ چوتھے آسمانوں پر لذت صدق اور اپنے سایہ اعمال میں ملائکہ کے ساتھ ہوں گی۔

4 اہلِ مروّت واحسان کی ارواح: یہ عرش کی نورانی شمعوں میں شامل ہوں گی، رحمت حق اُن کی غذا اور لطف وقربتِ حق اُن کا شرب ہے۔

5 اہلِ وفا کی ارواح: یہ صفا کے پردوں میں بلندی کے مقام پر خوش وخرم ہیں۔

6 شہداء کی ارواح: یہ باغِ خبان میں، طیور کے پوٹوں میں مقیم ہوں گی، اور ہر جگہ آزادی کے ساتھ اُڑتی پھریں گی۔

7 مشتاقوں کی ارواح: یہ جوانوارِ صفات کے پردوں میں بساطِ ادب پر قیام پذیر ہوں گی۔

8 عارفوں کی ارواح: یہ قربِ حق میں صبح ومسا کلامِ حق سے گوش آسودہ ہیں۔اور دنیا و جنت میں اُن کا مقام اُن نظروں کے سامنے ہے۔

9 دوستوں کی ارواح: یہ مشاہدہ جمال میں مقامِ کشف پر مستغرق ہیں، بجز حق اُن کی کوئی آرزو نہیں، اور بجز حق انہیں کسی چیز سے اطمینان نہیں۔

10 درویشوں کی ارواح: یہ مقامِ فناء پر قرار پذیر ہیں اور اُن کے اوصاف واحوال مبرل ہو چکے ہیں۔

مزید یہ کہ: ''اہلِ دانش جُہلا کی گفتگو پر کان نہیں دھرا کرتے''۔

تخلیقِ حضرت آدم

بحوالہ 'عوارف المعارف'۔از

''حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ''

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل کو بھیجا کہ وہ دونوں زمین سے مٹھی بھر لائیں تو زمین نے انکار کیا۔حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو بھیجا تو وہ زمین سے ایک مٹھی بھر لایا۔

ابلیس نے زمین کو اپنے دونوں قدموں سے روند ڈالا،تو بعض زمین اُس کے دونوں قدموں کے درمیان ہوگئی اور بعضی زمین اس کے قدموں کی جگہوں کے درمیان آ گئی،تو نفس اُس سے مخلوق ہوا۔جیسے ابلیس کا قدم چھو گیا اور وہ خانہ شر ہو گیا۔بعضی زمین تک ابلیس کا قدم نہیں پہنچا۔اس سے انبیاء اور اولیاء کی اصل ہے۔رسول اللہ کا ذرّہ،نظر گاہِ حق تعالیٰ تھا۔عزرائیل کی مٹھی سے بھی نہیں چھوا گیا۔اور اُسے قدمِ ابلیس کا اور پھر اس کو جہل کا حصہ نہیں پہنچا۔بلکہ وہ سلوب الجہل اور علم سے کثیر الخط ہو گیا۔پس اللہ تعالیٰ نے اس کو علم وھدیٰ کے ساتھ بھیجا اور اُس کے قلب سے اور قلوب کی طرف،اور اُس کے نفس سے اور نفوس کی طرف منتقل ہوا۔تو اصل طہارت طینت میں مناسبت واقع ہوئی اور تعارف اول سے تالیف حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی پشت پر ہاتھ ملا،بعض نے کہا کہ بعضے فرشتوں نے ہاتھ ملا۔تو فعل کی نسبت سبب کی طرف ہوئی بعض کا قول ہے کہ مسح کے معنی شمار کیا۔جس طرح زمین پیمائش سے گنی جاتی ہے،اُس سے نکالی اولادِ آدم،جیسی صورت چیونٹی کی ہو،اور نکلنا چاہا ان چیونٹیوں نے آدم کے بالوں کے مسامات سے پس وہ نکلیں جیسے پسینہ نکلتا ہے۔یہ ماجرا بطنِ نعمان کا ہے جو ایک وادی ہے،عرفہ کے برابر اور ملہ اور طائف کے بیچ میں ہے۔پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

واذاخذ ربک من بنی آدم من ظهور هم ذریتهم واشهد هم علی انفسهم الست بربکم، قالو بلیٰ۔"

یعنی جس وقت تیرے پروردگار نے نکالی بنی آدم کی پیٹھوں سے ذریات ان کی، اور اُن کی ذاتوں پر اُن سے اقرار لیا، کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، تو وہ بولے کہ ہاں، جب یہ خطاب ذریات سے کیا گیا اور بلیٰ کے ساتھ انہوں نے جواب دیا، تو، اقرار نامہ سفید اور روشن ورق پر لکھا گیا، اور فرشتوں نے اُس پر گواہی لکھی اور پھر سنگ اسود میں اُس کو رکھ دیا گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک بڑا صاف اور شفاف موتی پیدا کیا، پھر اُس کا چشم جلال سے نظارہ کیا۔ جس سے وہ حیا کے مارے پانی پانی ہو گیا۔ پھر فرمایا:

انزل مِن السماء ماء فسالت اودیہ بقدرِھا"۔

تو دلوں کو یہ پانی پہنچا تو وہ صاف اور پربلا ہو گئے، اور جس نے دنیا کی طرف رغبت نہیں کی تو اُس کے دل کی وادی، کشادہ ہوئی اور اُس میں علم کا پانی بہہ نکلا، اور جمع ہو گیا، اور تالاب و جھیل بن گیا۔ پس قلوب صوفیہ، قریب تر مناسبت میں تھے۔ جنہوں نے علم سے بڑا حصہ حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"علم الانسان مالم یعلم"

یعنی، انسان کو سکھلا دیا وہ کچھ، جو وہ نہیں جانتا تھا۔

اور پھر آدم میں جب علم اور حکمت کو ترکیب دی تو اُسے فہم اور فطنت، معرفت و لافقہ و لطف حاصل ہوا اور اُس کے قلب کے لیے بینائی دی، اور اُس نے راہ پائی اللہ تعالیٰ کی طرف اُس نور سے، جو اس کو ارزانی فرمائی گئی۔

دیگران کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"ولو علم اللّٰہ فیھم خیراً لاسمعھم"

یعنی، اور اگر جانتا اللہ تعالیٰ اُن میں میں خیر اور نیکی تو البتہ اُن کو سناتا۔

تب حضرت محمد ﷺ امت کی طرف اُس نور کے ساتھ آئے جو اُن کو ورثہ میں ملا تھا، اور حضور ﷺ کی اصل طینت، ناف زمین مکہ سے تھی، اور کعبہ کی جگہ سے زمین پھیلائی گئی۔

روح

1۔تو جان لے کہ، روح میں کلام کرنا سخت اور مشکل طلب ہے اور اُس سے چپ رہنا ہی عقل کی راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شان روح کو بہت بڑا بنایا ہے، اور خلق پر قلبِ علم کا فرمان لکھ دیا۔ جیسا کہ فرمایا۔

"وما اوتیتم من العلم قلیلا"

یعنی، اور نہیں دیے گئے ہو تم علم سے، مگر تھوڑا۔

"وَیسئلونک عن الروح، قل الروح مِن امرِ ربی"

یعنی، تجھ سے حالِ روح، لوگ پوچھتے ہیں، تو کہہ دیجئے کہ، روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

یعنی، جب روح سے متعلق خبر دی تو علم کے بہت تھوڑے ہونے سے خبر دی۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ، روح ایک شے ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنے علم سے برگزیدہ اور بر اختیار کیا ہے اور تعبیر اُس سے جائز نہیں ہے جو موجود سے زیادہ ہو۔

2۔عبداللہ بناحی نے کہا ہے، کہ، روح ایک جسم ہے، جو لطیف تر اُس سے، اور بزرگ تر اُس سے ہے، اور موجود سے زیادہ کے ساتھ اُس سے تعبیر نہیں ہوتی، اور وہ اگر چہ عبارت اور تعبیر سے ممنوع ہے، حکم اُس پر کیا ہے کہ وہ جسم ہے، تو گویا اُس سے تعبیر اُس نے کیا۔

3۔ابنِ عطاء نے کہا ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے ارواح کو جسم سے پہلے پیدا کیا ہے۔ اس قولِ الٰہی کے مطابق، ولقد خلقنا کم، یعنی، پیدا کیا ہم نے تم کو، یعنی، ارواح کو، ثم صورنا کم، یعنی پھر تم کو صورت دی، یعنی، اجساد۔

4۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، روح ایک پیدائش ہے،

اللہ تعالیٰ کی اس پیدائش سے اُس کی صورتیں اولادِ آدم کی صورت پر ہیں۔ اور آسمان سے کوئی فرشتہ نہیں اترتا مگر یہ کہ اُس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے۔

5۔ ابوصالح کا قول ہے کہ، روح انسان کی صورت کے مانند ہے اور انسان نہیں ہے۔ اور مجاہد نے کہا ہے کہ، روح بنی آدم کی صورت پر ہیں، اُن کے ہاتھ پاؤں اور سر ہے کہ کھانا کھاتا ہے، اور وہ ملائک نہیں ہیں۔

6۔ حضرت ابوسعید خراز سے لوگوں نے سوال کیا کہ، روح مخلوق ہے۔ کہا کہ ہاں، اگر یہ نہ ہوتا تو، ربوبیت کا اقرار نہ کرتی، جیسا کہ اُس نے کہا بلیٰ۔ یہ روح وہ ہے جس کے ساتھ بدن قائم ہے، اور اُسی کے سبب سے وہ اِسم حیات کا مستحق ہوا۔ اور روح کے ساتھ عقل ثابت ہوئی اور روح سے محبت قائم ہوئی۔

7۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ، روح لطیف قائم کثیف میں ہے جیسے کہ بصر روح ایک عبارت ہے اور قائم اشیاء کے ساتھ وہی حق ہے، مگر یہ کہ احیاء کے معنی پر محمول ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ،

"قل الروح مِن امر رِبی"

یعنی، کہو کہ روح میرے رب کا امر ہے، اور امر، اُس کا کلام ہے، اور کلام اُس کا مخلوق نہیں، اور اس معنی سے، معنی جسد میں نہیں ہوتی۔ یعنی اُس کے قول سے کہ، زندہ ہو، وہ زندہ ہو گیا۔

8۔ بعضے علماء کا قول ہے کہ، روح کُن سے نہیں نکلی ہے، اس واسطے کہ، اگر وہ کن سے نکلتی تو اُس مذلت ہوتی۔ تو سوال کیا گیا کہ پھر کس چیز سے نکلی ہے تو جواب اُس کا دیا کہ، اللہ تعالیٰ کے جمال اور جلال کے درمیان ملاحظہ اشارہ کے ساتھ نکلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سلام کے ساتھ اُس کو خاص کیا اور اپنے کلام کے ساتھ اُس کو حیات دی، پس وہ مذلتِ کن سے آزاد و پاک ہے۔

9۔ بعضوں نے کہا ہے کہ، روح نورِ عزت سے پیدا کی گئی ہے، اور ابلیس آتشِ عزت سے۔ اسی واسطے اُس نے کہا تھا کہ، تو نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اُس نے

یہ نہ جانا کہ، نور بہتر آگ سے ہے۔

10۔ واسطی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ، حضور ﷺ کس وجہ سے تمام خلق میں حلیم تر تھے، کہا اس واسطے کہ، ______ آپ کی روح اول پیدا کی گئی، پھر اُس کے لیے تمکین واستقرار کی صحبت ومعیت واقع ہوئی۔ کہا تم نہیں دیکھتے کہ، آپ فرمایا کرتے تھے کہ،

میں نبی ﷺ تھا، جس وقت آدم، روح اور جسد کے درمیان تھے، یعنی، نہ روح تھی اور نہ بدن تھا۔

11۔ روحِ منفرد: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے عرش کے سوا کوئی پیدائش روح سے بزرگ تر نہیں پیدا کی۔ اگر وہ روح چاہے کہ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو ایک لقمہ میں نگل جائے تو وہ ایسا کر جائے گی۔ اُس کی پیدائش کی صورت ملائکہ کی صورت پر ہے، اور اُس کے منہ کی صورت آدمیوں کی صورت پر ہے۔ قیامت کے دن عرش کے داہنی طرف کھڑی ہو گئی، اور اُس کے ساتھ ملائک ایک صف میں ہوں گے، اور وہ اُن میں سے ہوگی جو اہل توحید کیلئے شفاعت طلب کریں گے۔

اگر اُس کے اور فرشتوں کے درمیان نور کا پردہ نہ ہوتا تو اہل آسمان اُس کے نور سے جل جاتے۔ جب کہ جس روح کا سوال کیا گیا تھا، اس منقول سے ہو تو، وہ اُس روح کے علاوہ ہے جو بدن میں ہے۔

12۔ بعضوں نے کہا ہے کہ روح، وہ جو ہر مخلوق ہے جو سب مخلوقات سے لطیف تر اور سب جواہر سے انور اور صاف تر ہے، اُس کے ساتھ غائب چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور اُسی کے باعث اہل حقائق کو کشف ہوتا ہے اور جب روح، مراعات سیر سے محجوب ہوتی ہے تو جوارح بے ادبی کرتے ہیں۔ اسی واسطے روح تجلّی اور استتار اور قابض اور نازع کے درمیان میں ہے۔

13۔ بعضوں نے علماء سے کہا ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے علم کو روح کے ساتھ مقرون کیا، سو وہ اپنی لطافت کے سبب علم کے ساتھ نمو پاتی ہے، جیسے کہ غذا کے ساتھ بدن نمو پاتا اور بڑھتا ہے، یہ علمِ الٰہی میں ہے، اس واسطے کہ خلق کا علم قلیل ہے۔

14۔ شیخ بیان کرتا ہے کہ، روح خیر کی حرکت کرتی ہے، اور اس طرح کی حرکت سے قلب میں ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس کو فرشتہ دیکھتا ہے تو وہ اس وقت خیر کا الہام کرتا ہے۔ اور شر کے واسطے حرکت کرتی ہے اور اُس وقت اُس کی حرکت سے قلب میں ایک تاریکی ظاہر ہوتی ہے، تو اُس کی تاریکی کو شیطان دیکھتا ہے، اور اُس وقت وہ اغواء اور بہکانے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

15۔ روحِ انسانی علوی آسمانی، عالمِ امر سے ہے، اور روح حیوانی، کہ بشری ہے، عالم خلق سے ہے، اور روحِ حیوانی بشری روحِ علوی کی محل اور مورد ہے۔ روح حیوانی جسمانی لطیف ہے، جو قوت حِس و حرکت کے حائل ہے اور قلب سے اٹھتی ہے۔ وہ پھڑکنے والی رگوں سے سوراخوں میں پھیلتی ہے۔ اور یہ روح سب حیوانات کو حاصل ہے۔ اور اُسی سے حواس کی قوتیں ابلتی ہیں اور بہتی ہیں، اور روحِ انسانی علوی، جو اس روح پر وارد ہوتی ہے تو یہ روح، روح حیوانی کے ہم جنس اور روح حیوانات سے جدا ہوگئی اور ایک صفت دوسری اس میں پیدا ہوگئی کہ وہ نفس محلِ نطق والہام بن گئی۔

16: بعضوں نے کہا ہے کہ روح، بعنیہ حیات ہے کہ، بدن اُس کے وجود سے زندہ ہوا، اور قیامت میں اُس کے دوبارہ جسم میں آنے سے زندہ ہوگا۔ روح ایک شے مخلوق ہے کہ، عادت الٰہی اُس پر جاری ہے کہ وہ بدن کو، زندہ رکھتی ہے جب تک کہ وہ اُس سے متصل ہے۔ وہ بدن سے اشرف ہے، بدن کی مفارقت سے موت کا ذائقہ، پاتی ہے، جس طرح کہ بدن اُس کی مفارقت سے موت کا مزہ پاتا ہے۔

17: بعضوں کا قول ہے کہ روح، بدن سے جدا ہوکر جسمِ لطیف میں جاتی ہے۔ اور اُن میں سے بعضوں نے کہا ہے کہ، جب وہ بدن سے مفارقت کرتی ہے تو اُس کے ساتھ قوت وہمیہ، قوت نطفیہ کے توسط سے حلول کرتی ہے، تو اُس وقت وہ معانی اور محسوسات کے دیکھنے والی ہوتی ہے، اس واسطے کہ، مفارقت کے وقت بدن کی ہیئت سے اُس کا تجرد غیر ممکن ہے۔

وہ موت کے وقت سے واقف ہے، اور موت کے بعد اُس کا نفس خالی قید میں مدفون

ہے۔اور جن چیزوں کا حیات ان میں اُس کو اعتقاد تھا، اُن کو تصور کرتی ہے، اور قبر میں جب اُن کا ثواب اور عقاب معلوم ہوتا ہے۔

18: بعضوں نے کہا ہے، دنیا اور آخرت، ارواح کے نزدیک سے برابر ہیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ، ارواح کی بہت سی اقسام شامل ہیں۔ ایک وہ ہیں جو کہ، عالم برزخ میں گشت اور جولان طے کرتے ہیں، اور وہ دنیا اور ملائکہ کے احوال کو دیکھتے ہیں، اور جن باتوں کا آسمان میں، احوال آدمیوں سے ذکر ہوتا ہے جو اُس کو سنتے ہیں۔ ایک وہ ارواح ہیں جو، بہشت تک اُڑتی ہیں، اور جہاں تک وہ چاہیں، جس قدر ایامِ حیات میں، اُن کو چلنے پھرنے کی استعداد ہے۔ حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ عنہ، نے سلمان رضی اللہ عنہ، سے روایت کی ہے کہ، مومنین کے ارواح، زمین کے برزخ میں، آسمان اور زمین کے درمیان جہاں چاہیں وہاں جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ، اپنے بدن میں پھیری جائیں۔

19۔ بعضوں نے کہا ہے کہ، جس وقت ارواح پر، دوستوں میں سے کوئی میت وارد ہو، تو وہ ملاقات کرتے ہیں اور باہم بات چیت کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے سوالات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر ملائکہ تعینات کیے ہیں کہ اُن پر اعمال زندہ لوگوں کے عرض کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مُردوں پر وہ چیزیں ظاہر کی جاتی ہیں جس کے سبب زندہ لوگوں کو دنیا میں گناہوں کی وجہ سے عذاب کیا جاتا ہے، تب وہ کہتے ہیں کہ ہم، اللہ تعالیٰ کی طرف، اُس کی مدد کرنے سے معذرت کریں گے، اِس واسطے کہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے محبوب تر عذر، اُس کے سامنے ہو۔

20۔ حدیث نبوی ﷺ سے وارد ہوا ہے کہ دُوشبنہ، اور پنج شبنہ، کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، اور انبیاء اور والدین کے سامنے جمعہ، کے روز، تو وہ اُن کے حسنات سے خوش ہوتے ہیں اور اُن کے چہرہ میں سفیدی اور روشنی بڑھ جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اذیت نہ دو۔ دوسری حدیث نبویؐ میں وارد ہوا ہے کہ،

تمہارے اعمال تمہارے کنبہ والوں اور اقارب کے سامنے پیش کیجاتے ہیں جو مر گئے

ہیں۔ پھر اگر وہ عمل جز یعنی نیک ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں، اور اگر اس کے سوا اور کچھ ہو تو وہ کہتے ہیں کہ، الٰہی مت اُن کو موت دے، جب تک کہ تو اُن کو ہدایت کرے، جیسے کہ تو نے ہم کو ہدایت کی ہے۔

(ii) نفس

حضرت سعید بن ابی ہلال سے حضورﷺ جب کبھی یہ آیت پڑھتے کہ،

"قد افلح مِن زکٰها"

تو آپ ٹھہرتے، اور فرماتے۔

" اَللّٰهم آت نفسی تقوٰها انت ولیتها و مولاها، وزکٰها انت خیر من زکٰها"

یعنی اے میرے رب، دے میرے نفس کو اُس کا تقویٰ، کہ تو اُس کا ولی ہے اور مولا اُس کا، اور اُس کو پاک کر کہ تو، بہتر ہے اُس سے کہ جو اُس کو پاک کرئے۔

1۔ بعضوں نے کہا ہے کہ، نفس لطیفہ ہے جو قالب میں رکھا گیا ہے، اُسی سے اخلاق اور صفاتِ مذمومہ ہیں، جیسا کہ روح ایک لطیفہ ہے جو قلب میں رکھا گیا ہے، اُسی سے اخلاق اور صفاتِ محمودہ ہیں۔ نفس کے تمام اخلاق اور صفات دو اصل سے ہیں۔ (1) ایک طیش (2) دوئم شر۔

طیش یعنی سبکساری اُس کی، اُس کے جہل سے ہے۔ اور نفس کی تشبیہ طیش میں ایک گول گرہ کے ساتھ دی گئی ہے، اور طیش میں جلدی اور کم صبری موجود ہوتی ہے اور صبر جوہر عقل ہے، طیش صفت نفس کی ہے اور اُس کے ہوئی اور راحت کے اوپر غالب نہیں آتا، مگر صبر اس واسطے کہ، عقل ہوئی کی بیخ کنی کرتی ہے۔ شرّ اُس کا اُس کے حرص سے۔ اور شرّ ہی سے طمع اور حرص ظاہر ہوتی ہے۔

2۔ بعضوں نے کہا ہے کہ، ضعف کا وصف آدمی میں تراب یعنی خاک سے ہے۔ بخل کا

وصف اُس میں طیش یعنی گل سے ہے۔شہوت کا وصف اُس میں حماء مسنون، یعنی سڑی ہوئی مٹی سے ہے۔جہل کا وصف اُس میں صلصال، یعنی کھنکھناتی مٹی سے ہے۔بعضوں نے کہاہے کہ،قولِ الٰہی کا جو فخار ہے،سو جو یہ وصف آدمی میں کچھ شیطنت سے ہے، جو اس واسطے کہ، آگ فخار یعنی سفال میں ہوتی ہے،اور سواس سے مکر،حیلہ اور حسد ہے۔

3۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ قدیم میں،نفس کا ذکر تین اوصاف سے کیا ہے۔

(i) طمانیت کیلئے فرمایا،

''یاایتہا النفس المطمئنتہ''

(ii) لوامہ نام رکھا اور فرمایا

''ولا اقسم بالنفس اللوامہ''

(iii) امارہ سے موسوم کیا تو فرمایا،''

''ان النفس لامارۃ بالسوء

حالانکہ نفس ایک ہی ہے،لیکن اُس کی صفات متغائر اور جُداگانہ ہیں۔(i) جس وقت کہ، قلب سکینہ یعنی آرام اور آہستگی سے مملو ہوا، تو نفس کو خلعتِ طمانیت اور دیا گیا،اس واسطے کہ سکینہ میں مزید ایمان ہے،اور اس میں قلب کی ترقی مقام روح تک ہے،اس وجہ سے کہ حظِ یقین اُس کو عطا کیا گیا۔اور جب قلب محلِ روح کی طرف متوجہ ہوا،تو نفس محلِ قلب کی طرف متوجہ ہوا،اور اُس میں اُس کی طمانیت ہے۔

(ii) جب وہ اپنی جبلی قرارگاہ اور اپنی طبعی خواہشوں سے اکھڑ کر مقرِ طمانیت کو دیکھتا ہوا چلا تو،لوامہ ہے،اس واسطے کہ وہ،اپنے نفس پر ملامت کے ساتھ رجوع ہوا، کیونکہ طمانیت کے محل کا اُسے معائنہ اور اس کا علم ہو گیا۔

(iii) جب اپنی کشش کو دیکھا اور جانا اور اپنے اُس محل کی طرف،جس میں وہ ''امارہ بالسوء'' یعنی بُرائی کا حکم دینے والا تھا،اور جب وہ اپنے محل پر ٹھہرا تو،نورِ علم و معرفت اُس کو نہیں

دھکتا، تو پھر وہ اپنی حکمت سے بدی کا فرمان ہوتا ہے۔

4۔ نفس اور روح کا باہم مقابلہ ہوتا ہے، سو کبھی قلب کی مالک و داعی روح ہوتی ہے، اور کبھی مقتضیاتِ نفس اُس پر قابض ہوتے ہیں۔ سر محل مشاہدہ ہے، اور روح محلِ محبت ہے، اور قلب محلِ معرفت ہے۔ کلام اللہ میں جس کا ذکر ہے وہ روح ہے، اور نفس اور انواع، اُس کی صفات ہیں، اور فواد ہے اور عقل ہے۔

5۔ کوئی شے مستقل بنفسہ نہیں ہے۔ جس کا وجود اور ذات، روح اور نفس کی مثال ہو، اُسی قدر ہے کہ، جب نفس صافی اور پاک ہوا تو، روح ظلمتِ نفس کی قید سے آزاد ہو گئی اور مقامات کی طرف اُس نے عروج شروع کیا۔

6۔ جس وقت قلب روح کی جھانکتا تاکتا ہوا اپنی قرار گاہ اور جگہ سے اکھڑا تو ایک طرف وصف زائد اپنے وصف پر حاصل کیا۔ اُس وصف کے پانے والوں پر قلب کے لیے ایک طرہ اور ہوا اس واسطے کہ، اُس کو قلب سے صافی تر دیکھا، جس کا نام سر رکھا۔

7۔ بارگاہِ قلب کیلئے ایک وصف بالاتر، اُس کے وصف پر حاصل ہوا، اُس کے سبب سے کہ، روح کی طرف اُس کی نگاہ لگی ہوئی ہے۔ تو روح نے ایک وصف زائد اپنے عروج میں حاصل کیا۔ اور اُس کے پانے والوں کی روح پر ایک طرّہ ادا ہوا، تو اُس کا نام سر رکھا۔

8۔ جس کو قوم نے یہ گمان کیا کہ، لطیف تر روح سے ہے، تو وہ روح ایک ایسے وصف کے ساتھ متصف ہے، جو خاص تر اُس سے ہے جو انہوں نے مقرر و معہود کی ہے اور جس چیز کو سر، قبلِ الروح، کے ساتھ موسوم کیا وہ قلب ہے کہ، وصف غیر معہود کے ساتھ موصوف ہو گیا۔ اور ایسی ایسی ترقی میں روح اور قلب کے نفس کو ترقی محلِ قلب تک ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے وصف کی کنچلی ڈال دیتا ہے اور پھر وہ نفسِ مطمئنہ ہو جاتا ہے۔

9۔ بیشتر سے زیادہ مُرادات، قلب چاہتا ہے، اس واسطے سے کہ، قلب ایسا ہو گیا کہ، ارادہ اُس چیز کا کرتا ہے جس کو، اُس کا مولا ارادہ کرتا ہے۔ حال یہ ہے کہ، وہ حول اور قوت اور

ارادہ اور اختیار سے، بیزار ہو گیا۔ وہ اُس وقت خالص عبودیت کا مزہ چکھے گا، اس واسطے کہ وہ اپنی ارادت اور اختیارات سے آزاد ہو گیا۔

(iii) عقل

عقل ایک حجت، اللہ تعالیٰ کی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ، کسی قوم کو ہدایت دیتا ہے اور کسی دوسری قوم کو اُس سے گمراہ کر دیتا ہے۔ سو وہ ایسے ہی ہیں کہ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری و کانو الا یستطیعون سمعاً وقالو اقلوبنا فی اکنة مما تدعونا الیه وفی اذاننا وقرومن بیننا وبینک حجابا"

یعنی، تھیں آنکھیں اُن کی پردہ میں میرے ذکر سے، اور وہ سننے کی کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور کہا انہوں نے کہ، دل ہمارے غلاف ہیں، اُس چیز سے کہ تم ہمیں اُس کی طرف بلاتے ہو، اور کانوں میں ہمارے بوجھ ہے، اور درمیان ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے۔

1۔ عقل روح علوی کا جوہر اور اُس کی زبان ہے اور وہ روح علوی پر راہنما ہے، اور اُس کی تدبیر قلب مؤید اور نفسِ زکی مطمئنہ کے لیے ہے۔ قلب ایک وجہ سے انکار رکھتا ہے اور اُس سے منہ پھیرتا ہے اور دوسری وجہ سے اُن دونوں کی تدبیر کی طرف منجذب اور کشیدہ ہوتا ہے، اِس واسطے کہ، ان دونوں سے کوئی چارہ اُس کو نہیں ہے۔

قلب اور دماغ کیلئے نسبت نیک اور سرکش کی طرف ہے، جس وقت تدبیر سرکش میں دیکھی تو کہہ دیا کہ مسکن اُس کا دماغ میں ہے، اور جب تدبیر نیک میں دیکھی تو کہہ دیا کہ مسکن اُس کا قلب ہے، روح علوی اس قصد اور کوشش میں رہتی ہے کہ، اپنے مولا کی طرف آرزومندی اور مہربانی اور اِکوان، سے ایک ہو کر ترقی کرے۔ اِکوان اور موجودات، قلب بھی ہے اور نفس بھی ہے۔

2۔ نفس جب مشتاق ہوتا ہے تو وہ زمین سے اونچا ہوتا ہے اور اُس کی رگیں عالم سفلی میں کوندنے والی، یک سو اور الگ ہو جاتی ہیں، اور اُس کی ہوا کا بساط لپٹیا جاتا ہے اور مادہ اُس کا قطع ہوتا ہے اور دنیا کی رغبت جاتی رہتی ہے اور وہ دھوکے کی جگہ سے دور ہو جاتا ہے اور وہ عالم جاودانی

کی طرف رجوع میں ہوتا ہے۔

3۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان، سے پوچھا کہ، موضوع عقل تجھ سے کہاں ہے، تو جواباً حضرت سلیمان نے کہا کہ۔

قلب اس واسطے ہے کہ وہ قالبِ روح ہے، اور روح قالبِ حیات ہے۔

حضرت ابوسعید قرشی کا قول ہے کہ۔ روح، دو روحیں ہیں، روح حیات اور روح ممات۔ اور جب وہ دونوں جمع ہو جائیں تو جسم عقل ہو جاتا ہے۔ روحِ حیات وہ ہے کہ جس سے مجازی انفاس اور قوتِ اکل و شرب وغیرہ ہما ہیں۔ اور روح ممات، وہ ہے جب وہ جسد سے نکل نکل جائے، تو زندہ مردہ ہو جاتا ہے۔

4۔ عقل زمان روح کی، اور ترجمان بصیرت کی ہے، اور بصیرت روح کیلئے قلب کے مثال، اور عقل زبان کے موافق ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

اول سب چیزوں سے، جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں، عقل ہے، پھر اُس سے کہا آ تو، وہ آگے آئی۔ پھر اُس سے فرمایا کہ، الٹی پھر جا تو، وہ الٹی پھر گئی۔ بعد ازاں اُسے فرمایا کہ، بیٹھ جا، وہ بیٹھ گئی۔ بعد ازاں اُسے کہا کہ بول، تو وہ بول اٹھی۔ بعد ازاں فرمایا کہ چپ ہو، تو وہ چپ ہو گئی۔ اس پر فرمایا کہ، مجھے اپنی عزت وجلال، عظمت وکبریا، اور سلطان وجبروت کی قسم ہے کہ۔ میں نے کوئی خلق نہیں پیدا کی جو تجھے سے زیادہ مجھے محبوب ہو، اور نہ تجھے سے بڑھ کر کوئی میرے نزدیک مکرم ہے ___ اور ___ تجھ سے ہی میں پہچانا جاؤں گا، اور تیرے ساتھ ہی میں حمد کیا جاؤں گا، اور تیرے ساتھ ہی اطاعت کیا جاؤں گا ___ اور ___ تیرے ساتھ لوں گا اور تیرے ساتھ عطا کروں گا ___ اور تجھ پر ہی عتاب اور تیرے ہی لیے ثواب اور تیرے ہی اوپر عذاب کروں گا ___ اور ___ میں نے کسی چیز کے ساتھ جو، صبر سے افضل ہو، اکرام تیرا نہیں کیا۔

5۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ نے عقل کو اپنے بندوں میں جدا جدا تقسیم کیا ہے۔ اس واسطے کہ۔۔ دو آدمیوں

کے عمل اور نیکی، روزہ و نماز، برابر ہوتے ہیں، مگر وہ دونوں عقل میں متفاوت ہیں۔ جس قدر ایک ذرہ، کوہ اُحد کے مقابل ہو۔ پس آدمی اپنی عقول کے موافق عمل کرتے ہیں اور اپنے اعمال کے مقدار پر اُن کو جزا ملتی ہے۔

6۔ عقل علوم سے ہے، اس واسطے کہ، تمام علوم جو خالی ہوں عقل کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا۔ عقل تمام علوم سے نہیں ہے، اس واسطے کہ، بڑے علوم سے جو خالی ہو، وہ عقل سے موصوف ہوتا ہے۔ علوم نظریے سے نہیں ہے، اس واسطے کہ، ابتدائے نظر کی شرط سے کمال عقل مقدم ہے، تو وہ، اُس وقت علوم ضروری بدیہی سے ہوا۔ نہ وہ تمام ضروری ہے، اس واسطے کہ، مختل الحواس عاقل ہے، حالانکہ علوم ضروریہ کے بعض مدارک اُس میں نہیں ہیں۔

7۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ، عقل اقسامِ علوم سے نہیں ہے، اس واسطے کہ، اگر اُن میں سے ہوتی تو یہ حکم واجب ہوتا کہ، جو شخص جو، استحالہ اور جواز سے غافل ہے، عاقل نہیں ہے، حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ، عاقل کو کہ، اکثر اوقات غافل ہوا ہے علماء نے کہا ہے کہ یہ، عقل کی ایک صفت ہے، جس کے ساتھ وہ، دریافت علوم کے لیے مہیا ہوتا ہے۔

8۔ حراث بن اسد محاسبی، سے منقول ہے کہ، عقل سرشت اور طبیعت ہے جس سے دریافت علوم کے لیے آدمی مہیا ہوتا ہے، اور اس بناء پر وہ بات ثابت ہوتی ہے جس کو اول ذکر میں عقل کے زمرے میں ذکر کیا ہے کہ، وہ زبانِ روح ہے اس واسطے کہ امر اللہ ہے، اور وہ متحمل اُس امانت کی ہے جس کے اٹھانے سے آسمانوں اور زمینوں نے انکار کیا ہے۔ اور اُسی سے نورِ عقل اُبلتا ہے اور بہتا ہے، اور نورِ عقل ہی میں علوم متشکل اور متصور ہوتے ہیں۔

9۔ عقل علوم کے لیے بمنزلہ لوح مکتوب ہے، اور وہ اپنے صعف سے کبھی منکوس اور سرنگوں ہے، کہ نفس کی طرف جھانکتی ہے، اور کبھی راست قائم ہے۔ سو جو شخص کہ اُس میں عقل الٹی سرنگوں نفس کی طرف جھانکتی ہے، وہ کبھی راستہ پراگندہ کر دیتی ہے، اور جیبین اعتدال اُس کے سبب سے معدوم ہو جاتا ہے اور وہ شخص راہِ راست نہیں پاتا۔

وہ شخص جس میں عقل قائم اور مستقیم ہوئی، تو عقل اُس کی تائید اُس بصیرت سے کرتی ہے جو روح کے لیے مثل قلب کے ہے، اور وہ مکون آفریدگار کی طرف سیدھا راستہ پاتا ہے اور بعد ازاں خالق سے مخلوق کو پہچانتا ہے، اور اس کیفیت سے کہ، اقسامِ معرفت کو مکون اور کون سے پورا کرتا ہے۔ تو یہ عقل، عقلِ ہدایت ہے، اور جب تک عقل مستقیم ہوگی تو بصیرت کے ساتھ تائید کرے گی، اور اُس کی راہنمائی رشد اور سیدھی راہ پر ہوگی اور اُس کو گمراہی سے باز رکھے گی۔

10۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ عقل دو ہیں۔

(i) ایک عقل ہدایت کی، کہ قلب میں اُس کا مسکن ہے اور یہ اہل ایمان اور صاحبِ یقین کے حصہ میں ہے اور سینہ میں دل کے اور دونوں آنکھوں کے بیچ میں اُس کا مقامِ عمل ہے۔

(ii) دوسری عقل کا دماغ میں مسکن ہے اور اُس کا مقامِ عمل، سینہ میں دِل کے، دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہے۔ ___ پہلی عقل سے وہ امرِ آخرت کی تدبیر کرتا ہے، اور دوسری عقل سے امرِ دنیا کی تدبیر کرتا ہے ___

11۔ بعضے علماء نے کہا ہے کہ عقل دو قسم کی ہے۔

پہلی قسم وہ ہے کہ اُس سے اپنے دنیا کے امر کو دیکھتا ہے اور مذکور ہے کہ یہ عقل اول نورِ روح سے ہے اور تمام اولادِ آدم میں موجود ہے۔

دوسری قسم وہ ہے کہ اُس سے اپنے امرِ آخرت کو دیکھتا ہے، اور یہ عقلِ ثانی نور ہدایت ہے جو موحدین میں موجود ہے اور مشرکین سے مفقود ہے۔

12۔ عقل کو عقل اس واسطے کہتے ہیں کہ جہل، ظلمت اور تاریکی ہے، سو جب نور اُس ظلمت میں اُس کی بینائی پر غالب ہوگا تو ظلمت جاتی رہے گی، پھر وہ دیکھے گا، اور جہل کیلئے اشکل ہو جائے گا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ عقل ایمان جو ہے، اُس کا مسکن قلب میں ہے اور محل اُس کے عمل کا سینہ میں دل کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہے۔

13۔ عقل واحد، وہ ہے جو بصیرتوں سے تائید یافتہ ہوتی ہے اور وہ واضح تر اور روشن تر

ہے۔ جو کبھی بصیرت کے ساتھ موئد ہے اور کبھی اپنے وصف کے ساتھ متفرد ہے۔ جب وہ بصیرت کے ساتھ ہوتی ہے تو وہ دونوں امور کی تدبیر کرتی ہے اور جب وہ تنہا ہوتی ہے تو ایک امر کی تدبیر کرتی ہے۔

جو عقل زبانِ روح ہے، وہ عقلِ واحد ہے، دو قسم کی نہیں ہے۔ جب وہ قائم اور سیدھی ہو تو بصیرت کے ساتھ تائید پاتی ہے، اور معتدل ہو جاتی ہے، اور اشیاء کو اُن کے مواضع پر رکھتی ہے، اور یہ عقل وہی عقل ہے جو نورِ شرع سے روشنی لینے والی ہے۔

(iv) بصیرت و قلب

(ا) بصیرت:۔ یہ اُس علم کی محیط ہے جن کو عقل، بالاستعیاب حاصل کرتی ہے۔ اور اُن علوم کے جن کے استعیاب سے عقل کا تیکہ تنگ ہے۔ اس واسطے کہ بصیرت استمداد اُن کلمات اللہ سے کرتی ہے کہ جن سے تمام ہونے سے پہلے دریا کے دریا تمام ہو جاتے ہیں۔

عقل ترجمانِ دل ہے کہ، بصیرت کا ایک حصہ اُس کی طرف پہنچاتی ہے، جس طرح کہ قلب بعضی چیزیں اپنے میں کی، زبان تک پہنچاتا ہے، اور اُن میں سے بعضی چیزیں، زبان کے وا، اپنے واسطے اختیار اور پسند کر لیتا ہے۔

اسی بات کے سبب، جو شخص صرف عقل پر ٹھہرا اور جم گیا، بغیر اُس کے کہ نورِ شرع سے اُس نے روشنی حاصل کی ہو، تو وہ علوم کائنات و ملک سے بہرہ مند ہوا، اور ملک ظاہر کائنات ہے۔ جس کسی نے نورِ شرع سے اپنی عقل کو روشن کیا تو وہ بصیرت سے موئد ہوا اور ملکوت پر مطلع ہوا اور ملکوت باطن کائنات ہے، جس کے مکاشفہ سے ارباب بصائر و عقول مختص ہیں۔ نہ کہ وہ لوگ، جو بصیرت کے بغیر محض عقل پر جمے ہوئے ہیں۔

2۔ قلب ـــ (ا) ـــ روح علوی کہ نفس اللہ تعالیٰ کی تکوین سے پیدا ہوا۔ اور نفس [illegible] ہے اُس کا پیدا ہونا روح سے، عالم امر میں ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ عالم

خلق میں حضرت حوّا کا حضرت آدم سے پیدا ہونا۔ اور اُن دونوں میں عشق اور محبت ایسا ہی ہوگیا جیسا کہ، حضرت آدم اور حضرت حوّا میں ہوگیا، اور اُن دونوں میں ہر ایک کا یہ حال ہوگیا کہ، اپنے ساتھی کی مفارقت سے مرجاتا ہے۔

(ii) روحِ انسانی علوی نے، روحِ حیوانی سے سکون حاصل کیا اور اُس کو نفس بنا دیا، اور روح نے جو نفس کے ساتھ سکون کیا تو قلب پیدا ہوگیا۔ اُس قلب سے مراد وہ لطیفہ ہے جس کا محل پارہ گوشت ہے، اور یہ پارہ گوشت عالمِ خلق سے ہے اور یہ لطیفہ عالم امر سے ہے۔

قلب کا روح اور نفس سے عالم امر میں پیدا ہونا ایسا ہی ہے کہ، اولادِ کا حضرت آدم اور حضرت حوّا سے عالمِ خلق میں پیدا ہونا۔

(iii) قلب موید۔ یہ وہ ہے جس کا ذکر حضور ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے جس کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا، فرمایا کہ، قلوب صنعت میں چار ہیں۔

(1) ایک قلب وہ ہے جو مثلِ زمین کے پاک ہو جس میں کوئی نبات اور سبزہ نہ ہو، بجز اس کے کہ اس میں ایک چراغ روشن ہے، تو یہ قلب مومن کا ہے۔

(ii) ایک قلب سیاہ الٹا ہے، یہ قلب کافر کا ہے۔

(iii) ایک قلب لپٹا ہوا اپنے غلاف میں ہے، سو یہ قلب منافق کا ہے۔

(iv) ایک قلب مصفح اور پہلودار ہے، جس میں ایمان اور نفاق ہو۔

(v) قلب معکوس۔ یہ وہ ہے جو، اپنی ماں کی طرف جو نفس امارہ ہے، جھکتا ہے۔ قلوب میں سے ایک قلب ہے جو، اس کی طرف میل کرنے میں متردد ہے، اور میل قلب کے موافق اس کا حکم، سعادت اور شقاوت سے ہوتا ہے۔

15۔ مشاہدہ حق

حضرت شیخ شہاب الدین شہروردی رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب عوارف المعارف، میں تحریر

فرماتے ہیں کہ:۔

محاضرہ ارباب تلوین کیلئے ہے، اور مشاہدہ ارباب تمکین کیلئے ہے، اور مکاشفہ ان دونوں کے درمیان ہے یہاں تک کہ وہ مستقر ہو۔

پس مشاہدہ اور محاضرہ، اہل علم کیلئے ہے۔ مکاشفہ اہل عین کیلئے ہے اور مشاہدہ، اہل حق، یعنی حق الیقین، کے لئے ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب، کشف المحجوب، میں تحریر فرماتے ہیں، کہ:۔

1۔(i) جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"اَجیعُو اُبطُونکم دعوا الحرص واعروا اجسادکم قصروا والامل واظماوء اا کبا کم دعو الدنیا لعلکم ترون اللہ بقلوبکم۔

یعنی، اپنے پیٹوں کو خالی رکھو، حرص کو چھوڑو، جسموں کو لباس سے آراستہ نہ کرو، تمناؤں کو کم کرو، جگروں کو پیاسا رکھو، دنیا سے روگردانی اختیار کرو۔ تاکہ تمہیں دلوں میں مشاہدہ حق حاصل ہو۔

(ii) حضرت جبرائیل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ماہیتِ احسان سے متعلق سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ۔

"ان تعبد اللہ کافک تراد فان، لم تکن تراد فانہ یراک"

یعنی احسان یہ ہے کہ، تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کہ، گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے، اگر تم اُسے نہیں دیکھ سکتے تو گویا، وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

(iii) حق تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف اس طرح وحی فرمائی۔

"یاداود اتدری مالمعرفۃ، قال لاقال ھی حیاۃ القلب فی مساھدتی"۔

یعنی اے داؤد، معلوم ہے میری معرفت کیا ہے، عرض کیا نہیں، فرمایا میرے مشاہدہ سے دل کا زندہ ہونا۔

(iv) حق تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا

"مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی"

یعنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نہ تجلیات حق سے بھٹکی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی، یہاں تک کہ آپ کی چشمِ باطن نے ہر دیکھنے والی چیز دیکھ لیا۔

(۷) حضرت ابوالعباس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آیت

"اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ، ثُمَّ اسْتَقَامُوْا"

یعنی، بلاشبہ جن لوگوں نے کہا، ہمارا پروردگار تو اللہ ہے، اور پھر اُس پر مضبوطی سے ثابت قدم رہے"۔ کی تفسیر کے دوران میں فرمایا۔ کہ جن لوگوں نے (مجاھدہ میں یوں) کہا کہ، ہمارا پروردگار تو اللہ تعالیٰ ہے، اور پھر اُس پر (مشاہدہ حق کی بساط پر) مضبوطی سے ثابت قدم رہے۔

2۔ اہل تصوف کے نزدیک، مشاہدہ ذات حق کو چشمِ باطن سے دیکھنے کا نام ہے۔ یعنی جلوہ حق، دل میں تجزیہ کیے بغیر دیکھے، خلوت ہو یا جلوت۔ مشاہدہ کی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔

(1) مشاہدہ صحیح یقین سے۔ (2) غلبہ محبت حق

یعنی، غلبہ محبت سے وہ مقام حاصل ہو، جہاں طالب ہمہ تن حدیث محبوب ہو کر رہ جائے، اور اُسے بجز اُس کے کچھ نظر نہ آئے۔ ایک آدمی کسی چیز کو ظاہری آنکھ سے دیکھتا ہے، اور اُس کی اُس کے فاعل پر بظاہر نظر پڑتی ہے، دوسرا فاعل کی محبت میں مستغرق ہو کر ہر چیز سے قطع نظر کر لیتا ہے، اور صرف فاعل کو دیکھتا ہے، اور جو شخص کسی چیز کو پہچان لیتا ہے اس کے بغیر اُسے تسکین خاطر نہیں ہوتی جب کوئی شخص محبت کرتا ہے، تو وہ سوائے محبوب چیز کے کسی پر نظر نہیں ڈالتا، اور وہ محبوب کے افعال و احکام پر اعتراض کرنے سے یا اُن کی مخالفت کرنے سے اعتراض کرتا ہے تاکہ خلاف اور تصرف میں مبتلا نہ ہو جائے۔ جب محبّ حق موجودات سے نظر پھیر لیتا ہے تو وہ چشمِ باطن سے مشاہدہ حق میں مشغول ہو جاتا ہے۔

(3) جو آدمی مجاھدہ کر کے اپنی ظاہری آنکھ کو مرغوبات سے روک لیتا ہے وہ یقیناً اپنی باطنی آنکھ سے مشاہدہ حق سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ کیونکہ جو مجاہدہ میں مخلص ہو، وہ مشاہدہ میں صادق ہو

ہوتا ہے، اور باطن کی نظر کا مشاہدہ مجاہدہ ظاہر سے وابستہ ہے۔ دراصل ہماری خواہش ہی ایک حجاب ہے، ارادہ مخالفت کی دلیل ہے اور مخالفت وجہ حجاب ہوتی ہے۔ ارادہ ختم ہو تو مشاہدہ حاصل ہوتا ہے، اور مشاہدہ حاصل ہو تو دنیا و عقبیٰ برابر ہو جاتے ہیں۔ صاحب مشاہدہ اگر محرومِ مشاہدہ ہو تو گویا، راندہ درگاہ ہو جاتا ہے۔

(4) حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ، فرماتے ہیں کہ، جو چشم زدن کیلئے، اپنی نظر حق تعالیٰ سے پھیر لیتا ہے، وہ ساری عمر ہدایت نہیں پا سکتا۔ کیونکہ غیر پر نظر ڈالنا غیر کی طرف رجوع کرنا ہے۔ جس کو قضاء و قدر نے، غیر اللہ کے اختیار میں چھوڑ دیا، وہ ہلاکت کا شکار ہو گیا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ، دعا میں کہا کرتے تھے کہ۔

اے خدا، دوزخ و جنت، کو چھپا لے، تا کہ تیری عبادت بلاواسطہ اور بغیر لالچ کے ہو۔ طبیعت میں جنت کی خواہش ہوتی ہے اور اکثر عبادت اسی لیے کی جاتی ہے، دل میں محبت جاگزین نہیں ہوتی، اور آدمی غفلت کی وجہ سے مشاہدہ حق سے محروم رہتا ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ، فرماتے ہیں کہ،

اگر حق تعالیٰ فرمائے کہ مجھے دیکھ، تو میں نہ دیکھوں، کیونکہ محبت میں آنکھ کی حیثیت غیر اور بیگانے کی ہے، رشک غیر مانع دیدار ہے۔ جب دنیا میں اُس کو واسطہ چشم کے بغیر دیکھتا رہا ہوں تو آخرت میں اس کا واسطہ کیوں تلاش کروں۔

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربِ حق کے اُس بلند مقام پر جو آپ کو عطا ہوا، فرمایا کہ، میں تیری ثناء پر حاوی نہیں ہو سکتا، یعنی احاطہ نہیں کر سکتا۔ حضور اکرم ﷺ، مقامِ مشاہدہ پر تھے اور مشاہدہ کمال اتحاد ہوتا ہے، اور اتحاد کے عالم میں زبان کو کام میں لانا بیگانگی کا اظہار ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، تو وہ ہے کہ، بس اپنی ثناء آپ کر رہا ہے۔ یعنی یہاں جو تو کہے، وہ گویا میں نے کہا ہے، جو تو اپنی ثناء کرے، وہ گویا میں نے کی ہے، میری زبان اس قابل نہیں کہ، میرے حال کو معرضِ بیان میں لا سکے، اور بیان خود، اس لائق نہیں کہ، میری

کیفیت کا اظہار کر سکے۔

(6) حق تعالیٰ کی ذات اندازہ ومقدار سے بالاتر ہے کہ کسی کی عقل اس کا ادراک کر سکے، حق تعالیٰ کے متعلق جو کچھ انسانی عقل میں آئے گا، وہ سراسر وہم ہوگا۔حق تعالیٰ کسی جنس کا متحمل نہیں، اور جملہ لطائف وکثائف، ایک دوسرے سے جنسی طور پر وابستہ ہیں، اور تضاد کی حالت میں بھی، ہم جنسیت قائم رہتی ہے۔توحید کی حقیقت بھی قدیم کے مقابل، ایک جنس کی بے متضاد چیزیں، سب حادث ہوتی ہیں، اور سب حادث ہم جنس ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان باتوں سے اور ہر اُس چیز سے، جو ملحد اُس کی طرف منسوب کرتے ہیں، پاک وبالاتر ہے۔

(7) اس دنیا میں مشاہدہ دنیا میں بھی روا ہونا چاہیے۔مشاہدہ دنیا اور روایت عقبیٰ کی خبر دینے والے میں کوئی خبر نہیں، اور جو کوئی بھی ان دونوں سے متعلق خبر دے گا وہ از روئے مشاہدہ، اجازت سے خبر دے گا دعویٰ سے نہیں۔

وہ یہی کہہ سکتا ہے کہ، آخرت میں دیدارِ حق اور دنیا میں مشاہدہ حق روا ہے۔وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ، مجھے مشاہدہ ہوا ہے، یا اس وقت مشاہدہ کر رہا ہوں۔

(8) مشاہدہ باطن کا وصف ہے اور اُس کا اظہار عبارت آرائی ہے، اگر زبان باطن سے آشنا ہو اور کیفیتِ مشاہدہ کو الفاظ میں ڈھال سکے، تو مشاہدہ نہیں دعویٰ مشاہدہ ہے۔کیونکہ جس کی کیفیت کی اصل، عقل سے باہر ہو، زبان اُس کو الفاظ کا جامہ کیسے پہنا سکتی ہے بجز ایک مجازی صورت کے ____ کیونکہ مشاہدہ، دل کے حاضر اور زبان کے قاصد ہو جانے کا نام ہے

یہی سبب ہے کہ، خاموشی گفتگو سے بہتر ہے، خاموشی علامتِ مشاہدہ ہے اور گفتگو شہادت مشاہدہ ہے۔شہادت اور مشاہدہ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

16۔علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین۔وحب۔

حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عوارف المعارف میں

تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

(i) علم الیقین، وہ ہے جو، نظر اور استدلال کے طریق سے ہو، اور بقول فارس، جس میں اضطراب نہ ہو۔

(ii) عین الیقین، وہ ہے جو، بطریق کشف اور نوال کے ہو، اور بقول فارس، وہ علم ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اسرار کو امانت رکھا ہو۔ اور علم جب صفتِ یقین سے علیحدہ ہوا تو علم بالشبہ ہو گا، اور جب اُس کے ساتھ یقین منظم ہو گیا تو وہ علم بلا شبہ ہے۔

(iii) حق الیقین، وہ ہے کہ، ناظم وصال کے ورود سے منفصل آب وگل کی لوث سے بالتحقیق ہو گیا۔ بقول فارس، حقیقت اُس شے کی ہے، جس کا اشارہ علم الیقین، اور عین الیقین نے کہا ہے۔ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، یہ وہ ہے کہ، بندہ اُس کے ساتھ متحقق ہوا، اور وہ یہ ہے کہ، مشاہدہ غیوب ایسے ہی کرے کہ، مرئیات کا مشاہدہ، مشاہدہ عیان سے کرتا ہے، اور غیب پر حکم کرتا ہے، اور اُسے سچی خبر دیتا ہے۔ جیسا کہ، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی، جبکہ انہوں نے حضور ﷺ کی بات کا جواب دیا، کہ تو نے اپنے عیال کیلئے کیا باقی رکھا، تو کہا کہ، اللہ کو اور رسول ﷺ کو۔

(iv) بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ:۔

یقین کیلئے، اسم ہے، رسم ہے، علم ہے، عین ہے، اور حق ہے، سو اسم اور رسم، عوام کے لیے ہے۔ علم الیقین حال تفرقہ ہے، عین الیقین حال جمع ہے اور حق الیقین جمع الجمع، بزبانِ توحید ہے۔ علم الیقین اولیاء کیلئے ہے، عین الیقین خاص اولیاء کیلئے ہے، اور حق الیقین انبیاء کیلئے ہے۔ حقیقت حق الیقین کے ساتھ، ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(v) حُب۔ ارشادِ خداوندی

(1) "یحبتهم ویحبونه"

یعنی، وہ جسے اُن کو دوست رکھتا ہے، وہ اُسی طرح اُس کی ذات کو دوست رکھتے ہیں۔

(2)"وَعجلت الیک رب لترضیٰ"

یعنی، اور میں جلدی آیا تیری طرف اے رب، کہ تو راضی ہو۔

(3)"وَیھدی الیہ من ینیب"

یعنی، اور ہدایت کرتا ہے طرف اُس کے، جو رجوع ہووے۔

(4) "اللّٰہ یجتبی الیہ من یشاء"

یعنی، اللہ قبول کرتا ہے طرف اپنے، جس کو چاہتا ہے۔

(5)والذین جاھدوا فینالنھدینھم سبلنا

یعنی، جن لوگوں نے کوشش کی ہمارے راستہ میں، البتہ ہم اُن کو اپنا راستہ دکھائیں گے۔

(6) "افمن شرح اللّٰہ صدرہ لاسلام فھو علیٰ نور من ربہ"

یعنی، بھلا وہ شخص، کہ کھولا اللہ تعالیٰ نے سینہ اُس کا، واسطے اسلام کے، پس وہ اوپر نور، اپنے رب کے ہے۔

(7)"فاذا اجبہ، کنت لہ سمعا وبصراً"

یعنی، میں جس وقت اُسے محبوب رکھتا ہوں، تو میں اُس کا سمع بن جاتا ہوں، اور اُس کا بصر بن جاتا ہوں۔

(8) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں۔

(i)"اللّٰھم اجعل حبک احب، اِلٰی مِن نفسی وسمعی و بصری واھلی ومالی ومن الماء لبارد"

یعنی، اے اللہ، تو محبت کرا پنی، میرے طرف دوست زیادہ، میرے نفس اور میرے کان اور میری آنکھوں اور میرے اہل اور میرے مال اور ٹھنڈے پانی سے۔

(ii)"لاتکلنی اِلٰی نفسی طرفۃ عین فاھلک ولا الٰی احدمن خلقک فاضیع اکلافی کلاء ۃ الولید ولا تخل عنی"

یعنی، مت سونپ تو مجھے، طرف نفس میرے کے ایک پلک مارے تک، تو میں ہلاک ہو جاؤں، اور نہ طرف کسی خلق اپنی کے بس میں ضائع ہو جاؤں، نگاہ رکھ مجھے، جس طرح بچے کو نگاہ رکھتے ہیں، اور مجھے اکیلا مت چھوڑ۔

17۔آداب۔بحوالہ کشف المحجوب۔از حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

(1)"یَا اَیُّھا الَّذِینَ اٰمَنُوا قُوا اَنفُسَکم وَاھلِیکُم نَاراً ای اَدِّبُوھُم"

یعنی، اے ایمان، اپنی ذلت کو، اپنے اہل وعیال کو، جہنم کی آگ سے بچاؤ، اُن کو آداب سکھاؤ۔

اور جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ،

"حُسنُ الادَب مِنَ الاِیمانِ"

یعنی اچھا ادب ایمان کا جزو ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"اَدَّ بنِی رَبّیَ فَاَ حسنَ تَادِیبی"

یعنی، میرے پروردگار نے مجھے ادب سکھایا، اور اچھا ادب سکھایا

20۔شیخ ابونصیر سراج علیہ الرحمۃ، نے اپنی کتاب، کتاب اسج، میں ادب کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں، فرماتے ہیں کہ:۔

"الناس فی الادب علی ثلث طبقات اما اھل الدنیا فاکثر آدابعھم فی الفصامة والبلاغة وحفظ العلوم واسماء الملوک و اشعار العرب، واما اھل الدین فاکثر آدابھم فی ریاضة النفس، وتادیب الجوارح، وحفظا الحدود، وترک الشھوات، واما اھل الخصوصیة فاکثر آدابھم فی طھارة القلوب، ومراعاة الاسرار، والوفاء بالعھود، وحفظ الوقت، وقلة الالتفات الی الخواطر، وحسن الادب فی موافقت اطلب، واوقات الحضور ومقامات القرب"

یعنی، "ادب کے لحاظ سے تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں"

(ا) "اہل دنیا کے نزدیک، فصاحت وبلاغت علوم وفنون کی تحقیق وتدوین، بادشاہوں کی

داستانیں، مختلف شعراء کے اچھے اشعار، علمی چیزوں، شاہی نسب ناموں اور عربی زبان کے اشعار کو حفظ کرنا، ادب ہے"

(ii) "اہلِ دین کے نزدیک، نفس ریاضت و مجاہدہ کی عادت، اعضائے جسمانی کی تادیب وحدودِ حق کی حفاظت اور ترکِ خواہشات نفسانی، کو ادب کہتے ہیں"

(iii) "خاص لوگوں کے نزدیک، دِل کو پاک رکھنا، اسرار باطن پر نظر رکھنا، ایفائے عہد، وقت کی پاسداری، پراگندگی خیالات کا استیصال، اور پھر، طلب وقرب میں حضورِ حق میں مودب رہنا، ادب ہے"

(3) دین اور دنیا، کے تمام کاموں کی آرائش۔ ادب پر مختصر صوفیائے کرام کے نزدیک:۔

"الادب الوقوف مع المستحسنات و معناه ان تعامل لله في الادب سرا وعلانية واذاكنت كذالك كُنتُ اديبا و ان كُنتُ اعجيعما وان لم تكن كذالك تكون على ضده"

یعنی، "ادب نیک کاموں پر استقامت کا نام ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ، حق تعالیٰ سے ہر معاملہ میں باادب ہو خفیہ ہو یا اعلانیہ، اگر معاملہ باادب ہے تو ادیب ہے، چاہے عجمی ہو ورنہ اس کے برعکس، عبارت آرائی کو معاملت میں کوئی دخل نہیں، اور ہر حالت میں صاحب عمل لوگ صاحب قال لوگوں سے بہتر ہوتے ہیں"

(4) آداب ستودہ عادات کا یکجا ہونا ہے، ادیب کو ادیب اور مؤدب کو مؤدب اس لیے کہتے ہیں کہ، اس کی جو بات بھی ہوتی ہے، نیک ہوتی ہے، جس کسی میں نیک عادتیں جمع ہوں، وہ ادیب ہے۔

ادب یہ ہے کہ، جو کچھ تیری زبان سے نکلے، سچ ہو، اگر کوئی معاملہ کرے تو، اس کی بنیاد حق وانصاف پر ہو۔ کلام سچا ہونا چاہیے۔ خواہ کڑوا ہی کیوں نہ ہو، عمل نیک ہونا چاہیے، خواہ سخت ہی کیوں نہ ہو۔ بولو تو سچ بولو، اور خاموش رہو تو، خاموشی کو راستی پر مبنی رکھو۔

(5) لوگوں میں حفظِ مروّت، دین میں حفظِ سنت، اور محبت میں حفظِ حرمت کا نام ادب ہے۔

تینوں چیزیں ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں، جس کے پاس مروّت نہیں وہ تابع سنت نہیں، اور جو تابع سنت نہیں ہے اُس کے پاس حرمت نہیں۔

(6) اعمال میں پاسِ ادب مطلوب کی تعظیم سے حاصل ہوتا ہے، حق تعالیٰ اور اُس کی آیات کی تعظیم جزوِ تقویٰ ہے، جو شخص بے ادبی سے تجلیاتِ حق کی تعظیم کو نظر انداز کرتا ہے اُسے طریقت میں کوئی مقام نہیں ملتا اور کسی حالت میں بھی، جذب وغلبہ حال طالبِ حق کو پاسِ ادب سے منع نہیں کرتا، یادرکھو، ولی اللہ کسی عالم میں بھی تارکِ ادب نہیں ہوتا۔

ولائت کیلئے سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ضروری ہے اور تارکِ ادب، اخلاقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت دور ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں، ترکِ ادب فقدانِ محبت کی دلیل ہے کیونکہ محبت ادب ہونے کی صورت میں ہوتی ہے، اور اچھا ادب دوستی کی صفت ہے۔ جسے کرامت نصیب ہو، اللہ تعالیٰ اُسے آدابِ دین کی پاسداری کی توفیق عطا کرتا ہے۔

(7) آداب کی تین اقسام ہیں۔

(i) آدابِ توحید۔ یعنی خلوت میں وجلوت میں بے ادب نہ ہونے پائے، اعمال میں ایسا رویہ اختیار کرے جیسے بادشاہوں کے حضور کیا جاتا ہے۔

(ii) ادب کی دوسری قسم اپنی ذات سے متعلق ہے۔ یعنی آدمی کو چاہیے کہ۔ ہر حالت میں اپنے نفس کے ساتھ مروت ملحوظِ خاطر رکھے، یہاں تک کہ، جو چیز حق تعالیٰ کیلئے، عام خلقت کیلئے، خارج از ادب ہے، اُسے اپنی ذات کیلئے بھی روا نہ رکھے۔

(iii) ادب کی تیسری قسم باقی مخلوق سے متعلق ہے، اس میں عظیم ترین چیز یہ ہے کہ، سفر و حضر میں مخلوق کے ساتھ، حسنِ معاملت سے پیش آئے اور پیروی سنت کو پیشِ نظر رکھے۔ اور ان تینوں اقسام کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتے ____ (8) ____ امثال ____

(i) احادیث میں مذکور ہے کہ، ایک روز حضورؐ پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ، حضرت جبرائیل نے آکر کہا کہ، اے رسولؐ بارگاہِ حق میں غلاموں کی طرح بیٹھیے۔

(ii) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو، ہر پاسِ ادب ہر دو عالم کو نظر انداز کر دیا۔ آپ کی نظر دنیا کے مناظر میں نہیں کھوئی اور نہ عقبیٰ کے مناظر سے تجاوز کیا۔

"مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی، مازاغ البصری برُویَۃِ الدّنیا وما طغٰی ای برُویَۃِ العُقبٰی"

(iii) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی اپنے ستر کو نہیں دیکھا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تو فرمایا، مجھے شرم آتی ہے کہ، ایسی چیز کو دیکھوں جس کی ہم جنس چیز کو دیکھنا میرے لیے حرام ہے۔

(iv) حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ، چالیس برس تک، دیوار سے پیٹھ لگا کر دوزانو بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں اس قدر تکلیف برداشت کرتے ہیں، تو فرمایا کہ، مجھے شرم آتی ہے کہ مشاہدہ حق میں غلاموں کی طرح نہ بیٹھوں۔

(v) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، سے لوگوں نے دریافت کیا کہ، آپ کو یہ مقام کس وجہ سے ملا۔ تو فرمایا کہ۔ میں کبھی حق تعالیٰ کے حضور، آداب صحبت کو نظر انداز نہیں کیا، جلوت وخلوت میں یکساں رہا ہوں اور کسی بھی حالت میں پاسِ ادب کو نہیں چھوڑا۔

18۔ از حضرت شیخ شہاب الدین سہرودی رحمۃ اللہ علیہ

"صبر۔ شکر۔ توکل۔ رضا"۔ بحوالہ، عوارف المعارف

1۔ صبر۔ 1۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

"وَالصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقو واولئک هم المتقون"

یعنی، اور صبر کرنے والے، خوف اور نقصان میں اور وقت لڑائی کے، یہ وہ لوگ ہیں کہ

سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیز گار ہیں۔

"انما الصابرون اجرهم بغير حساب"

یعنی، البتہ اللہ تعالیٰ دے گا، صبر کرنے والوں کو اَجر اُن کا، بغیر حساب کے، یعنی کہ جو حساب میں نہ آسکے۔

"واصبرو ماصبرک الا باللّٰه"

یعنی، اور صبر کر، اور نہیں ہے صبر تیرا، مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ

(2) بعض صوفیا نے کہا ہے کہ:۔

صبر کے یہ معنی ہیں کہ، صبر کرے، یعنی کشود مین، اس میں تو مطالعہ اور انتظار نہ کرے۔ سہل رحمۃ اللہ علیہ، نے کہا ہے کہ، صبر انتظارِ کشود، منجانب اللہ ہے۔ وہ اعلیٰ اور افضل خدمت ہے۔

ابوالحسن بن سالم، نے کہا ہے کہ صاحبِ صبر تین ہیں۔ صابر۔ متصبر۔ صبار۔

(i) صابر۔ صابر وہ ہے جو، فی اللہ اور للہ صبر کئے اور ناشکیبائی نہ کرے، مگر اُس سے شکوہ کی توقع ہوتی ہے، اور کبھی ناشکیائی بھی ممکن ہے۔ جو ایک بار صبر کرتا ہے اور ایک بار ناشکیبائی کرتا ہے، وہ بھی صابر ہے۔

(ii) متصبر، متصبر وہ ہے، جس نے فی اللہ صبر کیا۔

(iii) صبار۔ صبار وہ ہے جو، فی اللہ اور للہ صبر کرے وہ یہ ہے کہ، اگر تمام بلایات اُس پر ڈالی جائیں تو ناشکیبائی نہ کرے اور، وجود وحقیقت کی جہت سے متغیر نہ ہو اور نہ ہی رسم اور خلقت کی جہلت سے متغیر ہو۔ قرعانی سے روائیت ہے کہ، اُس نے حضرتِ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کا یہ قول سنا تھا کہ:۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا اکرام ایمان سے، ایمان کا اکرام عقل سے، اور عقل کا اکرام صبر سے کیا ہے۔ پس ایمان زینت مومن کی ہے، عقل زینت ایمان کی، اور صبر زینت عقل کی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ،

اللہ تعالیٰ نے جو نعمت اپنے بندے کو عطا کی، بعد ازاں اُس سے سلب کر لی، اور جو نعمت سلب کر لی اُس کا معاوضہ صبر دیا مگر یہ کہ، جو چیز عوض میں دی، اُس سے بہتر ہے کہ جو چیز سلب کر لی۔

(3) بعضے کہتے ہیں کہ،

ہر ایک شے کا ایک جوھر ہے۔ انسان کا جوہر عقل ہے، اور عقل کا جوہر صبر ہے۔ صبر نفس کی گوشمالی ہے، اور وہ گوشمالی سے ملائم ہوتا ہے۔ صبر صابر کے اندر بجائے انفاس کے جاری ہے، اس واسطے کہ وہ صبر کا محتاج ہے ہر ایک چیز سے جو ممنوع اور مکروہ ہو اور ظاہر میں یا باطن میں مذموم ہو۔

(4) علم رہنمائی کرتا ہے اور صبر بقول پیش آتا ہے۔ اور علم کی دلالت بلا قبول صبر فائدہ نہیں دیتی۔ جس شخص کا محافظ، ظاہر اور باطن میں علم ہو، تب تک وہ درجۂ کمال کو نہیں پہنچتا جب تک کہ صبر اُس کا قرارگاہ اور مسکن نہ ہو، اور علم اور صبر، ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ وہ صبر کے ساتھ نفس سے مشقت لیتا ہے اور علم سے روح کو ترقی ہوتی ہے۔ اور وہ دونوں، برزخ اور فارق، روح اور نفس کے درمیان ہیں، تا کہ ہر واحد اُن میں سے اپنی اپنی قرارگاہ میں قرار پائے۔ اور اس میں صریح عدل اور صریح اعتدال ہے، اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے، یعنی، علم اور صبر سے میل جول، ایک دوسرے پر، یعنی، روح اور نفس کا ہے۔

(5) تجلی کا امرِ عظیم اُسے مدرک ہوتا ہے اور یہ سخت ترین صبر ہے، اس واسطے کہ، وہ اس حال کا دوام و استمرارِ حق جلال کے ادا کرنے کیلئے چاہتا اور دوست رکھتا ہے۔ اور روح اس امر کو دوست رکھتی ہے کہ، اپنی بصیرت کو نورِ جمال کی روشنی و لمعان سے مزین کرے۔ اور جس طرح کہ نفس عموم حال، صبر کیلئے نزاع کرتا ہے، تو روح اس صبر میں نزاع کرتی ہے۔ اس لیے صبر عن اللہ تعالیٰ سخت تر ہو گیا۔

(6) صبر عن اللہ تعالیٰ، کے معنی میں وجہ ہے، اس لیئے وہ صابرین پر سخت تر صبر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ صبر عن اللہ تعالیٰ خاص الخاص مقامات مشاہدہ میں ہوتا ہے، کہ وہاں بندہ اپنی مولیٰ سے بوجہ حیا اور جلالت، کے بازگشت کرتا ہے۔ اور اس کی بصیرت، خجالت اور گزارش میں بند اور

پوشیدہ ہوجاتی ہے،اور فروتنی وزاری واخفا، کے بیان میں غائب ہوجاتی ہے۔

II۔شکر۔بعضے صوفیاء نے کہا ہے کہ،

1۔شکر یہ ہے کہ، منعم کے دیکھنے کے سبب نعمت سے غائب ہو۔ یحیٰی بن معاذ رازی، نے کہا ہے کہ، تو شاکر نہیں ہے کہ، جب تک کہ تو شکر کرے۔ اور انتہائے شکر تحیر ہے، اور یہ اس واسطے کہ، ایک شکر ایک نعمت من جانب اللہ ہے کہ اُس پر شکر واجب ہے۔ شکر کے معنی نعمت میں کشف اور اظہار ہے، پس نعمتوں کا پھیلانا اور اُس کا ذکر کرنا اور زبان سے اس کا گننا، شکر ہے۔ اور شکر کا باطن یہ ہے کہ تو نعمتوں سے طاعت پر مدد طلب کرے، اور مصیبت پر اُس سے استعانت نہ کرے۔ تو یہ شکرِ نعمت ہے۔

2۔حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ، نے کہا ہے کہ،

شکر کا فرض یہ ہے کہ اُس کا اقرار نعمتوں کے ساتھ دِل اور زبان سے کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ، بہترین ذکر۔ لَا اِلٰهَ اِلا اللّٰه، اور افضل دعا، اَلحَمدُ لِلّٰه ، ہے اور بعضوں نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ۔ ''واسبغ علیکم نعمه، ظاهرة وباطنة'' یعنی، ظاہر کی نعمتیں، عافیتیں اور دولت مندی ہے، اور باطنی امتحانات اور مفلسی ہے جو اخروی نعمتیں ہیں۔ اس واسطے کہ، اُس سے جزا تک کا مستوجب ہوجاتا ہے۔

3۔حقیقتِ شکر یہ ہے کہ جو اُس کیلئے مقدر کیا گیا، اُس کو نعمت تصور کرے، بجز اُس کے کہ، دین میں اُس کے مضر ہو۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کیلئے مقدر نہیں کرتا مگر یہ کہ، وہ ایک نعمت اُس کے حق میں ہوتی ہے یا وہ عاجلہ ہے، جس کو جانتا اور سمجھتا ہے۔ یا کہ آجلہ ہے۔ اُن چیزوں کی وجہ سے۔ جو اُس کیلئے مکروہات سے مقدر ہوئیں۔ سو وہ ایک درجہ اُس کیلئے ہوگا، یا پاک کرنا، یا گناہ ہونے کا کفارہ ہوگا۔ اور جب کہ یہ معلوم ہوا کہ۔ اُس کا مالک اُس کیلئے، زیادہ تر نصیحت کرنے والا، اور اُس کی مصلحتوں کو جاننے والا زیادہ تر اُس کے نفس سے ہے، اور جو اُس کی

طرف سے ہے، نعمتیں ہیں۔ تو اُس نے شکر ادا کیا۔

III۔ توکل۔ بعضوں نے کہا ہے کہ:

توکل عنائات کا ارادہ کرے نہ توک کفائت کا، اور اللہ تعالیٰ توکل کو مقرون با ایمان کرتا ہے۔ اور کہا۔ اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو، اگر تم ایمان والے ہو، اور فرمایا کہ۔ اللہ تعالیٰ ہی پر چاہیئے کہ ایمان والے توکل کریں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ۔ اور توکل زندہ پر، کہ جو نہیں مرتا۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، توکل یہ ہے کہ، تو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو جیسا کہ تو نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ تیرے واسطے ہوگا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا۔

سری رحمۃ اللہ علیہ، نے کہا ہے کہ، توکل مول اور قوت سے باہر آتا ہے، اور ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، توکل نام ہے ترکِ تدبیر نفس کا اور حول اور قوت سے علیحدہ ہونا، اور ابوبکر رقاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، توکل عیش کا لوٹا دینا ہے، ایک دن تک اور صبح کے ارادہ کا دور کرنا ہے، اور ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ، اصل توکل فاقہ اور تہی دستی کا شوق ہے، اور توکل سے اپنی آمانی و آمال میں علیحدہ نہ ہو، اور اپنے دِل میں اپنے ساتھ توکل کی طرف عمر بھر میں ایک لحظہ بھی التفات نہ کرے۔ اور حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعتصام کرے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ۔

جس نے ارادہ کیا کہ وہ، حقِ توکل کے ساتھ اٹھے تو چاہیے کہ، وہ اپنے نفس کیلئے ایک قبر کھودے جس میں اُس کو دفن کرے اور سب اہل دنیا کو بھول جائے، اس واسطے کہ، درحقیقت توکل وہ ہے کہ، کوئی خلق سے اُس کے کمال پر قائم نہیں ہوتا۔ سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ:۔

کل مقامات کیلئے رو اور پشت ہے بجز توکل کے کہ، وہ روئے بے پشت ہے۔ اول مقاماتِ توکل یہ ہے کہ، بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رہے جیسا کہ میت غسال کے سامنے، کہ اُس کو الٹتا ہے جیسا کہ وہ چاہتا ہے، اور اُس میں کوئی حرکت اور تدبیر نہیں ہوتی۔ علم سب ایک باب تعبد کا

ہے، تعبد سب ایک باب ورع کا ہے، ورع سب ایک باب زھد کا ہے۔ اورزھد سب ایک باب توکل سے ہے۔

تقویٰ اور یقین، ایک ترازو کے دو پلوں کے مثال ہیں، اور توکل اس ترازو کی زبان ہے کہ اُسی سے زیادتی اور نقصان پہنچانے جاتے ہیں۔ اور توکل بقدر اُس کے ہے کہ، اُسے علم وکمال ہو، سو جو شخص معرفت میں کامل تر ہوگا وہ اُس قدر توکل میں قائم دائم ہوگا۔ اور توکل کا نقصان، نفس کے ظہور سے ظاہر ہوتا ہے، اور کمال اُس کا نفس کی غیبت سے ثابت ہوتا ہے۔

IV۔ رَضا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

ایمان کا مزہ اُسی شخص نے چکھا جو اللہ تعالیٰ سے رب جان کر راضی ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے راحت اور خوشی کو اپنی حکمت سے رضا اور یقین میں، اور رنج وغم کو، شک اور غصہ، میں گردانا ہے۔

جناب حرث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ، رضا سکونِ قلب حکیم کے جریاں کے نیچے ہے اور حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ، رضا سرور دل بمرور قضا ہے۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ۔

بندہ تب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوتا ہے جب اُس کی خوشی مصیبت میں ایسی ہو کہ نعمت میں اُس کو ہوتی ہے۔ سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ۔

جب رضا رضوان سے مل جائے تو طمانیت حاصل ہو جائے پس مژدہ اُن کو ہو اور نیک بازگشت ہو۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ۔

رضا صحت اُس علم کی ہے، جو قلب تک واصل ہے، اور جب قلب نے حقیقت علم سے مباشرت کی تو اُس کو رضا تک پہنچا دیا۔ اور۔ رضا و محبت۔ خوف ورجا، کے مثال نہیں۔ اس واسطے کہ وہ دونوں حال ہیں جو بندہ سے دنیا اور آخرت میں نہیں چھوٹتے۔ کیونکہ وہ جنت میں بھی۔ رضا [illegible] سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ۔

رضا بندہ کے قلب کا سکون، اللہ تعالیٰ کے اختیار قدیم سے ہے، اس واسطے کہ، اُس نے افضل بات اُس کیلئے پسند کی۔ تو چاہیے کہ، اُس سے راضی ہو، اور معنٰی رضا، ترک ستم ہے۔ ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ۔ وہ شخص جس کے دل میں کچھ بھی دنیا کی قدر ہے، رضائے الٰہی کو نہیں پہنچ سکتا۔

سدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ۔ نلاق مقربین پانچ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے راضی ہونا۔ اُس چیز میں، جس کو نفس دوست رکھے وہ مکروہ جانے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے محبت ہو، اُس دوست داری کے ساتھ، جو اُس کے جانب سے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے شرم اور اُس سے مانوس ہونا۔ اور ماسویٰ اللہ سے توحش اور دور ہونا۔

فضیل رحمۃ اللہ علیہنے کہا ہے کہ، راضی اپنی منزلت سے کسی چیز کی تمنا اور آرزو نہیں کرتا۔ ابنِ شمعون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، رضا حق کے ساتھ ہے، رضا حق کیلئے ہے، رضا حق سے ہے، سو رضا حق کے ساتھ۔ اس کی تدبیر اور اختیار سے ہے۔ اور رضا حق کی اُس کی تقسیم وعطا کی رو سے ہے۔ اور رضا حق کیلئے اُس کی خدائی و پروردگاری سے ہے۔ اور ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بندہ راضی اپنے رب سے ہو اور خشمگیں اپنے نفس پر ہو اور ہر ایک قاطع پر ہو، جو اُس کو اللہ تعالیٰ سے قطع کرے۔

یحییٰ کا مقولہ ہے کہ۔

کل امور ان دو قاعدون اور کلیوں کی طرف راجع ہوتے ہیں، ایک فعل اُس کی طرف سے تیرے ساتھ ہے، اور ایک فعل تیری طرف سے اُس کیلئے ہے۔ تو چاہیے کہ تو راضی اُس کام میں ہو جو اُس نے کیا، اور خالص اُس عمل میں جو تو کرے۔ اور بندہ رضا کے مقام تک پہنچتا ہے جب کہ اُس نے اپنے نفس کو چار اصولوں پر ان چار چیزوں میں قائم کرلیا ہو جن میں اس کی معاملت کی جائے۔ وہ کہے کہ: (i) اگر تو عطا کرے تو میں اُس کو قبول کرتا ہوں۔ (ii) اگر تو روکے تو میں راضی ہوں۔ (iii) اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں تیری بندگی کروں۔ (iv) اور جو تو مجھے بلائے تو

میں اُس کی اجابت کروں۔

بعضوں نے کہا ہے کہ۔ راضی وہ ہے جو کہ دنیا کی فوت شدہ چیزوں پر نادم نہ ہو اور نہ ہی ان کا افسوس کرے۔ حضرت حسن بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ۔

جس نے توکل اللہ کے حسن پر اختیار کیا جو اُس کیلئے ہے، تو وہ تمنا دوسری حالت کی نہیں کرتا ہے، بجز اُس حالت کے جو اُس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اختیار کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔

جو کوئی رضا کی بساط پر بیٹھا تو، ہمیشہ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کو کوئی امر مکروہ نہ پہنچے گا۔ اور جو کوئی سوال کے فرش پر بیٹھا تو وہ اللہ تعالیٰ سے کسی حال میں بھی راضی نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ۔

"افمن شرح اللہ صدرہ لِلاسلام، فھو علی نور من ربہ"

یعنی، بھلا وہ شخص کہ کھولا اللہ تعالیٰ نے سینہ اُس کا، واسطے اسلام کے، پس وہ اوپر نور کے، رب اپنے سے ہے۔ رجا قلب کے انشراح اور کشادگی سے حاصل ہوتی ہے اور قلب کا انشراح، نور یقین سے ہوتا ہے، پھر جب کہ باطن میں نور متمکن اور جائے گرفتہ ہو گیا تو، سینہ کشادہ ہوا اور چشمِ دل کھل گئی۔ اور حسن تدبیر سے اللہ تعالیٰ، معائنہ تو خشم اور تنگ دِلی دور کرتا ہے۔ اس واسطے کہ، سینہ کی کشادگی اور حلاوت دوستی کو متضمن ہے۔ فعل محبوب، محبت صادق کے نزدیک موقع رضا پر ہے کیونکہ محبت کی رائے ہے کہ۔ فعلِ محبوب کا مُراد اور ختیار اُس کا ہے، سو وہ اختیارِ محبوب کی روایت کی لذت میں، اپنے نفس کے اختیار سے فانی ہو جاتا ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے کہ۔ ہر ایک فعلِ محبوب، محبوب ہے۔

وباللہِ التوفیق الاعلیٰ،

والحمدللہ رب العالمین،

والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہِ محمد،

وَآلِهٖ واصحابه اجمعین وسلم تسلیما کثیراً.

اور ہر ذی علم کے اوپر ایک علیم ہے۔

بسم اللّٰہِ الرحمٰنِ الرحیم. الحمد للّٰہِ الذی نور قلوب العارفین بنور معرفته وفضل احوال المحبین علی العاملین. بکمال فضلہٖ و حکمة.



تقرب الی اللہ

حاصل طریقت

حصہ سوم

مرتبہ

محمود اعجاز خان توزی

ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

چیمبر نمبر ۴۸ ضلع کچہری پاکپتن شریف

علمی پبلشرز لاہور

داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 4541210 0300 5044456

مکانی ہوں کہ آزادِ مکاں ہوں
جہاں میں ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں
وہ اپنی لامکانی میں رہیں مست
مجھے اتنا بتا دیں۔میں کہاں ہوں
(اقبالؒ)

ترے سینے میں دم ہے دِل نہیں ہے
ترا دم گرمئی محفل نہیں ہے
گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے۔
(اقبالؒ)

حضرت خواجہ غریب نواز۔حضرت خواجہ معین الدین سجر چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''دلیل العارفین'' مرتبہ از حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ میں وضاحت فرماتے ہیں:۔

فرماتے ہیں کہ:۔

جب لوگ شریعت میں ثابت قدم ہو جاتے ہیں اور اُس کے تمام فرمان بجالاتے ہیں۔ اور اُن کے بجالانے میں ذرہ بھر بھی تجاوز نہیں کرتے،تو وہ اکثر دوسرے درجے پر پہنچتے ہیں۔ جسے طریقت کہتے ہیں۔اور جب وہ شرائط طریقت میں ثابت قدم ہوتے ہیں اور شریعت کے تمام احکام بجالاتے رہتے ہیں۔تو وہ تیسرے درجے پر پہنچ جاتے ہیں۔تو شناخت وشنائی کا مقام آ جاتا ہے۔جسے معرفت کہتے ہیں،

اور جب وہ شرائطِ معرفت کے مقام پر بھی ثابت قدم ہو جاتے ہیں۔تو وہ چار تھے اور

آخری درجہ کو پہنچ جاتے ہیں۔ جسے حقیقت کہتے ہیں۔ اور اس مرتبے پر پہنچ کر، وہ جو کچھ طلب کرتے ہیں پا لیتے ہیں

عارف کون

فرماتے ہیں کہ، عارف اُس شخص کو کہتے ہیں کہ جو شخص شریعت اور طریقت کے دو درجات کو عبور کر کے تیسرے درجے معرفت کا مقام حاصل کر چکا ہو۔ عارف وہ شخص ہے کہ، خواہ کہیں ہو، خواہ کچھ طلب کرے۔ اُسی کے پاس آئے جس سے بات کہے، جواب اُسی سے سنے۔ اور اس راہ میں وہ عارف نہیں، جو خداوند تعالیٰ کے سوا، کسی اور چیز کے درپے ہو۔ اور عارفوں کا درجہ اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہ جب اس درجہ پر پہنچتے ہیں تو دنیا و مافیہا کو اپنی انگلیوں میں دیکھتے ہیں۔ جب تک آدمی اپنے نفس کو تین طلاق نہ دے اور راہِ سلوک میں پہلے دنیا و مافیہا اور پھر اپنے آپ کو نہ چھوڑے تو، وہ اہلِ سلوک میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ پس اگر یہ حالت نہ ہو تو سمجھو کہ جھوٹا ہے۔

عارفوں کی صفات

1۔ جو تمام جہان کو جانتا ہو اور عقل سے لاکھوں معنی پیدا کر سکتا ہو اور بیان بھی کر سکتا ہو۔ محبت کے تمام دقائق کا جواب دے سکتا ہو۔ ہر وقت بحر میں تیرتا رہے، تا کہ اسرارِ الٰہی اور انوارِ الٰہی کے موتی نکالتا رہے۔ اور دیدہ ور جوہریوں کو پیش کرتا رہے۔ تا کہ جب وہ اُسے دیکھیں، پسند کریں۔

2۔ عارف ہر وقت وسوسہ عشق میں مبتلا رہتا ہے اور قدرت الٰہیہ کی آفرینش میں متحیر رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو بھی دوست کے وہم میں۔ اگر بیٹھا ہے تو بھی دوست کا ذکر کرتا ہے۔ اگر سوتا ہے تو دوست کے خیال میں متحیر ہے۔ اور اگر جاگتا ہے تو بھی دوست کے حجابِ عظمت کے گرد طواف کرتا ہے۔

3۔ عارف کی جب خاص حالت ہوتی ہے تو وہ، اس چیز میں محو ہوتا ہے، اور اُسی چیز میں

دیکھتا ہے، جو اُس کیلئے نازل ہوئی۔ اور اُس حالت میں اگر ہزار ملک جن میں عجیب وغریب چیزیں ہوں اُس کے سامنے پیش کی جائیں تو وہ اُن کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

4۔ عارف کی ایک علامت تو یہی ہے کہ وہ ہر وقت تبسم میں رہتا ہے۔ اور اُس وقت عالم ملکوت میں اُسے مغرب دکھائی دیتے ہیں۔ پس جو کچھ اُن سے ظاہر ہوتا ہے وہ اُس کے مسکرانے کا سبب ہوتا ہے۔

5۔ عرفان میں ایک حالت ہوتی ہے۔ جب وہ عارف پر طاری ہوتی ہے تو ایک ہی قدم میں عرش سے حجابِ عظمت تک کا فاصلہ طے کر لیتا ہے۔ اور وہاں سے حجابِ کبریا تک پہنچ جاتا ہے، پھر دوسرے قدم پر اپنے مقام پر آ پہنچتا ہے۔ عارف کا سب سے کم درجہ یہی ہے۔

6۔ لیکن وہ جو کامل ہیں، یعنی جو چوتھے اور آخری درجے یعنی ''حقیقت'' کو پہنچ چکے ہیں۔ اُن کا درجہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ کہاں تک ہے۔ کہاں تک پہنچتے ہیں اور کب واپس آتے ہیں۔

عارفوں کے احوال

1۔ جب عارف کا حال کامل ہو جاتا ہے۔ تو وہ لاکھوں مقام سے باہر نکلتا ہے۔ اور اپنا کام ترقی پر دیکھتا ہے۔ اور اگر اُس مقام سے نہ نکلے تو اُسی مقام میں حیران رہ جاتا ہے۔ یعنی ابھی کفارے پر ہے۔ اُسے راہ ہی معلوم نہیں۔ اس واسطے زیادہ تر ضائع ہی رہتا ہے۔ اور عارف کا سب سے بڑا درجہ یہ ہے کہ صفاتِ حق اُس میں پائی جاتی ہیں۔ اور اس کا درجہ کمال یہ ہے کہ پہلے خود، دِلی نور دکھائے، اور پھر اگر کوئی شخص اُس کے پاس دعویٰ کر کے آئے، تو اُسے بزور کرامت قائل کرے۔

2۔ اہلِ سلوک کے مذہب میں کسی پر تعجب کرنا بھی گناہ ہے۔ اور گناہ سے بھی بدتر، کیونکہ گناہ سے ایک مرتبہ توبہ کی جاتی ہے اور طاعت میں ہزار مرتبہ مرید کو طاعت میں مزہ آتا ہے اسے طاعت میں مزہ اُس وقت آتا ہے، جب اُسے طاعت میں خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور اُسی خوشی

سے اُسے حجاب بھی قریب ہو جاتا ہے۔

3۔ عارف وہ شخص ہوتا ہے کہ جو کچھ اُس کے اندر ہو وہ دل سے نکال دے، تا کہ اپنے دوست کی طرح یگانہ ہو جائے۔ پھر خداوند تعالیٰ اُس سے کوئی چیز ہٹا نہیں رکھے گا۔ نہ وہ دونوں جہانوں کی پرواہ کرے گا۔ اور عارف کا کمال اسی میں ہے کہ وہ اپنے آپ کو راہِ خدا میں چلائے قیامت کے دن، اگر کوئی چیز جنت میں پہنچائے گی تو زھد ہے نہ کہ علم۔

4۔ عارف خواہ معرفت کے متعلق کتنا ہی بیان کرے اور دوست کی گلی میں چھوئے، عارف نہیں ہو سکتا جب تک کہ معارف یاد نہ کرے۔

عاشق اُسی وقت تک واویلا کرتا ہے، جب تک معشوق سے اُس کا وصال نہ ہو۔ جب وہ معشوق کو دیکھ لیتا ہے تو گفتگو درمیان سے اٹھ جاتی ہے بالکل اُسی طرح کہ ندیوں میں بہتا ہوا پانی شور کرتا ہے۔ لیکن جب سمندر میں جا گرتا ہے تو پھر آواز بند ہو جاتی۔ اور وہ معشوق بھی ایسا ہے کہ خود عاشق کو دیکھنے کیلئے بیٹھتا ہے۔

5۔ وصلِ حق تعالیٰ کی شناخت کی علامت یہ ہے کہ خاموش رہے اور خلقت سے دور بھاگے۔ اور اگر تم سے ہو سکے تو پہلے بقاء حاصل کرو۔ اگر نہیں کر سکتے تو صلاحیت اور زہد، تو ایک ہوا کی طرح ہیں۔ جو تم پر چلتی ہے۔ اور گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا مسلمان بھائی کو خوار کرنا اور اسکی بے عزتی کرنا اور خود پسندی بڑا سخت گناہ ہے۔

6۔ عارف وہ شخص ہوتا ہے کہ جو اس بات کی کوشش کرے کہ دم ہاتھ میں لائے۔ وہ دم ہے جو خداوند تعالیٰ کا ذکر کرے اور اپنی ساری عمر ایک دم کے بدلے میں خرچ کر دے اگرچہ ایسے دم کو آسمانوں اور زمینوں میں بھی سالہا سال ڈھونڈے تو نہ پا سکے۔ اہلِ عرفان یادِ الٰہی کے سوا اور کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے۔ اور عارف سے، ادنیٰ سے ادنیٰ، یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ملک و مال سے بیزار ہوتا ہے۔

7۔ عشق و محبت میں گفتگو اور حرکت و مشغلہ ہے، یہ اُس وقت تک ہے جب تک ماہرین

ہیں۔ جب اندر آ جاتے ہیں تو پھر خاموشی اور سکونت حاصل ہوتی ہے۔ گویا وہ فریاد اور شور نہیں ہوتا۔ جب حضوری حاصل ہوتی ہے تو پھر فریاد اور شور نہیں ہوتا۔ جب حضوری حاصل ہوتی ہے تو پھر فریاد اور گفتگو نہیں رہتی۔ عارفوں میں اصلی بات یہ ہوتی ہے کہ ہمیشہ خاموش رہنا اور غم واندوہ میں رہنا۔

بدبختی کی علامت یہ ہے کی نافرمائی کرے اور قبولیت کی امید رکھے۔ جہان میں سب سے عزیز تین چیزیں ہیں۔

اول عالم، جو اپنے علم سے بات کہے، دوسرا غیر طمع شخص، تیسرا وہ عارف جو ہمیشہ دوست کی صفت کرے۔ تصوّف رسوم ہے نہ کہ علوم۔ جو اہلِ محبت کے انفاس میں ہوتی ہے۔

8۔ اہلِ سلوک میں محبت ایک ایسا عالم ہے کہ لاکھوں علما، اُس کو سمجھنے کی خواہش کرتے ہیں۔ لیکن انہیں ذرہ بھر بھی سمجھ نہیں آتا۔ اور زھد میں ایسی طاعت ہے جسکی زاہدوں کو خبر نہیں اور وہ اُس سے غافل ہیں۔ وہ ایک بھید ہے، جو دونوں جہان سے باہر ہے۔ اور جسے اہلِ محبت اور اہلِ عشق کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور اُسے وہی شخص جانتا ہے، جو ان دونوں جہان میں ثابت یعنی مضبوط ہوتا ہے۔ اور جو اُسے جانتا ہے وہ ہرگز نہیں دیکھتا۔ اور اُس کے بعد دعویٰ کرنا چھوڑ دیتا ہے تا کہ اُسے رنج میں رکھے۔

9۔ اگر کسی شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں تو سمجھو کہ خداوند تعالیٰ اسکو دوست رکھتا ہے۔

(1)۔ سخاوت، دریا کی سی۔ (2) شفقت، آفتاب کی سی، (3) تواضع، زمین کی سی اور لوگ اُس وقت اسم فقر کے مستحق ہوتے ہیں، جب کہ اُن کے بائیں طرف کا فرشتہ آٹھ سال تک کچھ نہ لکھے۔

10۔ حاجی لوگ قالب کو لے کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں پھر بھی انہیں مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا۔ مگر اہلِ محبت اور عاشق لوگ، دل سے حجابِ عظمت کے عرش کا طواف کرتے ہیں۔ اور اگر اُس کے سوا کسی اور چیز کو دیکھ پاتے ہیں تو فریاد کرتے ہیں۔ وہ تو صرف اُسی کے مشاہدہ کو

پسند کرتے ہیں۔اور عارف ایسے بھی ہوتے ہیں کہ خدواند تعالیٰ سے کچھ نہیں لیتے۔اور عارف جس میں تقویٰ ہے وہ گداگری کر کے محض حرام کھاتا ہے۔

11۔محبت کا ثمرہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے سرور اور اشتیاق اس قدر ظاہر ہو جتنا اُسے اپنے سے روا رکھے۔لیکن جسے خود خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہے، جنت میں اسکے لقاء کا خواہش مند ہوتا ہے۔اہلِ سلوک اور اہلِ محبت اس بات میں ملتے جلتے ہیں کہ دونوں مطیع ہوتے ہیں، اس ڈر سے، کہ کہیں دور نہ کر دیے جائیں، کہ تو میرے لائق نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ، اگر موت کے وقت ایمان سلامت نہیں لے جا رہے تو سمجھو کہ، تو نے جو کچھ بھی کام کیا ہے اور سارے اعمال اور ساری طاعت کو رائیگاں کیا ہے۔

12۔صوفی اور عارف وہ ہیں، جن کے دل کدورت اور بشریت سے آزاد ہوں۔دنیا اور حُبِ دنیا سے صاف جب اُن میں یہ اوصاف پائے جائیں گے، تو اعلیٰ درجہ پائیں گے۔اور تمام مخلوق سے برگزیدہ کہلائیں گے اور غیر دوست سے دور بھاگیں گے۔اور پھر وہ مالک کے ہو جائیں گے نہ کہ مملوک کے۔

13۔عارف دنیا کا دشمن اور مولیٰ کا دوست ہوتا ہے، چونکہ وہ دنیا سے بیزار ہوتا ہے اور اُسے غل وغش اور حسد وغیرہ کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔اس لیے وہ عارف اس وقت تک روتا رہتا ہے۔ جب تک راہ میں ہوتا ہے۔لیکن جب حقائقِ قرب، کو پہنچ جاتا ہے اور اُسے وصال حاصل ہوتا ہے تو رونا بس ہو جاتا ہے۔خدواند تعالیٰ کے ایسے عاشق بھی ہیں، جنہیں خداوند تعالیٰ کی دوستی نے خاموش کر رکھا ہے، کہ انہیں عالمِ موجودات کی کسی چیز کی خبر نہیں۔مگر جس کے دل میں خداوند تعالیٰ کی دوستی قرار پکڑتی ہے اُسے واجب ہے کہ دونوں جہان کی خبر رکھے۔ورنہ وہ عاشق صادق نہیں۔

14۔عارف حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اُس سے تعلق ہو جاتا ہے تو 'وہ منزل قرب' میں ساکن ہو جاتا ہے۔بعد ازاں جب اُس سے پوچھا جاتا ہے، کہ تو کہاں تھا اور کیا چاہتا ہے، تو وہ اِس کے سوا کوئی جواب نہیں دیتا کہ، خداوتعالیٰ کے ساتھ۔جب عارف کی نگاہ عالم

واحدانیت اور جلال ربوبیت پر پڑتی ہے، تو وہ نابینا ہو جاتا ہے، تا کہ غیر کی طرف نہ دیکھ سکے۔

جب خداوند تعالیٰ، کسی بندے کو دوست بنانا چاہتا ہے تو اپنی محبت اُس پر غالب کرتا ہے۔ دوسری مرتبہ جب آدمی کی یہ حالت ہوتی ہے، تو دوست اُسے 'فردانیت' کی سرائے میں لاتا ہے، تا کہ باقی رہے۔ اولیاء وہ ہیں، جنہیں کسی کام میں اُس کے سوا چین نہیں۔ اس واسطے کہ، دوستی تو خداوند تعالیٰ سے کرے اور دیکھے کسی غیر کی طرف۔ حتیٰ کہ جو شخص دوست کو دیکھتا ہے، اس کے لیے مناسب نہیں کہ، روزِ قیامت بھی کسی غیر کو دیکھے۔

15۔ عارف وہ ہے، جو دنیا سے روگردانی کرے، اور جو کچھ اُس کے پاس ہو، راہِ خدا میں صرف کردے عاشقوں کا ایثار، عاشقی اور بے نیازی ہے۔ محبوں کا ایثار، آرزو نہ کرنا ہے۔ محبت میں صادق وہ ہے کہ، والد اور خویش واقربا سے قطع تعلق کرے۔ اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرے۔ محب وہ شخص ہے کہ کلامِ الٰہی کے حکم پر چلے اور دوستی خدا کے حق میں صادق ہو۔ اور راہِ محبت میں عاشق وہ شخص ہوتا ہے۔ جو دونوں جہان سے دل اٹھا لے۔ درویشی اس بات کا نام ہے کہ، جو آئے اُسے محروم نہ کیا جائے اور جو کچھ ملے، اسے راہِ خدا میں صرف کر دینا چاہیے۔

16۔ عارفوں کی خصلت محبت میں اخلاص کرنا ہے۔ جن چیزوں کو خداوند تعالیٰ دشمن جانتا ہے اُس سے دشمنی کی جائے مثلاً، دنیا اور نفس۔ عارف محبت میں اُس وقت کامل ہوتا ہے جب گفتگو درمیان سے اٹھ جائے۔ اور ایسا ہو جائے کہ دوست رہے یا وہ عارفوں میں صادق وہ ہے کہ جس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی کی ملکیت ہو۔ محب جب مملکت کا دعویٰ کرے تو محبت کے درجے سے گر جاتا ہے اور اہلِ محبت وہ لوگ ہیں جو صرف دوست کی بات سنتے ہیں۔

17۔ عارفوں کا توکل یہ ہے کہ اُن کا توکل سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی پر نہ ہو۔ اور نہ ہی وہ کسی چیز پر توجہ کریں۔ متوکل درحقیقت وہ ہے جو، خلقت کی مدد اور تکلیف کی حکائت وشکائت نہ کرے۔ اہلِ توکل پر تجلیاتِ شوق میں، ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اگر انہیں ذرہ ذرہ کر دیا جائے، یا

تلوار سے زخمی کیا جائے، یا کسی اور طرح رنج والم پہنچایا جائے تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی۔

عارف کا توکل، حق پر اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہ عالمِ شکر میں متحیر رہتا ہے۔ محبت وفا کا دعویٰ ہے۔ وصال اور حرمت باطل، جو فریضہ نمازوں میں، اپنے نفس، کان اور سر کا خیال رکھے۔

18۔ عارف وہ شخص ہوتا ہے، جو صبح اُٹھے تو رات کے متعلق اُسے کچھ یاد نہ ہو۔ جو شخص بزرگی کا دعویٰ کرے اور اُس میں مراد پائی جائے تو سمجھو کہ وہ جھوٹا ہے۔ دعویٰ محبت میں وہ شخص مرد ہے، جو اپنی مراد سے درگزر کرے۔ اور مُرادِ حق اختیار کرے۔

اُس وقت وہ حق تعالیٰ کا دوست کہلانے کا مستحق ہوتا ہے، جب حق تعالیٰ اُسے دوست کہے تو وہ بندگی کا جواب کہے۔ کیونکہ، اہلِ محبت کا نہ نام ہوتا ہے نہ جواب نہ رسم۔

19۔ عارف آفتاب کی طرح ہوتا ہے، جو سارے جہان کو روشنی بخشتا ہے۔ جس کی روشنی سے کوئی چیز بھی خالی نہیں رہتی۔ اور دوست وہ ہے جو دل سے یاد کرے۔ کیونکہ دل یار کیلئے پیدا کیے گئے ہیں۔ خاص کر اس واسطے کہ عرش کے گرد طواف کریں۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ، اے میرے بندے، جب میرا ذکر تجھ پر غالب آجائے، تو میں تیرا عاشق ہو جاؤں گا۔ یعنی تیرا محبّ

20۔ عارفوں کی شرح میں آیا ہے کہ جب آدمی باطہارت سوتا ہے تو فرشتے اُس کی جان عرش کے نیچے لے جاتے ہیں اور حکم ہوتا ہے کہ اسے نوری خلعت پہنا دو۔ اور جب وہ سجدہ کر چکتا ہے تو پھر حکم ہوتا ہے کہ اسے واپس لے جاؤ، کیونکہ یہ نیک ہے اور باطہارت سویا ہے۔ اور یہ بھی حکم ہوتا ہے کہ۔ فرشتے اُس کے ہمراہ رہیں جو صبح تک اُس بندے کی بخشش کیلئے، خداوند تعالیٰ سے التجا کرتے رہیں۔ اور جو شخص بے طہارت سوتا ہے، اس کی جان کو پہلے آسمان ہی سے واپس کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اوپر جانے اور خداوند تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے لائق نہیں ہوتا۔

21۔ محبت کے چار معنی ہیں۔

(1) ذکرِ خدا میں دل و جان سے خوش رہنا۔ (2) ذکرِ خدا کو بڑا جاننا (3) قطع تعلق

کرنا (4) اپنی اور جو اُس کے سوا ہے، سب کی حالت پر رونا۔

محبوب کی یہی صفت ہے کہ اُن کی محبت پر یہ معنی ایثار ہوں پھر مزید چار منزلیں، محبت، علم، حیاء اور تعظیم، بھی طے کرنا ہیں۔ اور سب سے پہلے جو چیز انسانوں پر فرض ہوئی وہ معرفت تھی۔ اور خداوند تعالیٰ نے بعض چیزوں کو بعض چیزوں میں پوشیدہ کیا ہے۔

جب حق تعالیٰ محبوں کو اپنے انوار سے زندہ کرے گا تو انہیں رویت نصیب ہوگی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ چونکہ حق تعالیٰ زبان، جہت و مکان سے بے نیاز ہے۔ اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہوئے۔ جب صاحبِ محبت مر جاتا ہے تو اُسے جلدی بخش دیا جاتا ہے۔ اور روزِ قیامت، آمنا وصدقنا، عاشقوں کو محب صادق بنادے گا۔

22۔ دل وہ ہے جو اپنے حال سے فانی اور مشاہدہ دوست میں باقی ہو اور خداوند تعالیٰ اس کے اعمال پر غالب ہو۔ اُس کا اپنے آپ پر کچھ اعتبار نہ ہو اور عرش تک اُسے قرار نہ ہو۔ اہل عشق دوست کے سوا، غیر کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔ اس واسطے کہ جو بغیر دوست کے خوش ہوتا ہے تو اسے ہر قسم کا اندوہ لاحق ہوتا ہے۔ جس کو دوست کی خدمت سے انس نہیں اسے سب سے وحشت آتی ہے۔ اور جو دوست سے دل نہیں لگاتا، وہ ہیچ در ہیچ ہے۔ اور اہل محبت کا، وہ گروہ ہے کہ، اُن کے اور خداوند تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

23۔ محبت میں عارف، وہ شخص ہے، جسے کوئی شے عجیب معلوم نہ ہو، کیونکہ تسلیم دعوی، صرف ایک چیز میں نہیں ہوتا جب کہ ہاتھ سے دیا جائے۔ یقین بمنزلہ نور ہے۔ جس سے انسان منور ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ محبوں اور متقیوں کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔

جسے محبت دی گئی ہے، اسے تنفر و وحشت بھی دی گئی ہے تا کہ دنیا پر فریفتہ نہ ہو جائے۔ سب سے عمدہ وقت وہ ہے، جب دل میں کوئی وسوسہ اور خیال نہ ہو اور لوگوں سے رہائی حاصل ہو۔ علم ایک ایسی چیز ہے، جو محیط ہے اور معرفت اس کی ایک جز ہے۔ اور جب تک عارف کا سر، خالص نہیں ہوتا، اس کا کوئی فعل صاف نہیں ہوتا۔ جس کو وہ دوست رکھے گا، اس کے سر پر بلاء بھی برسائے گا۔

24۔مجنون وہ ہے، جو آغازِ عشق میں ناچیز ہو جائے۔اور دوسرے تیسرے درجے میں گم ہو جائے۔فناء و بقاء کیا ہے، بقاء، بقائے حق ہے اور فناء، فنائے نفس ہے۔تجرید کیا ہے، وہ صفاتِ محبوب کا ذہن نشین کرنا ہے، یعنی جو مجھ سے محبت کرتا ہے، میں اُس کے لیے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔

محبت کے ضمن میں، فکروں کا اجتہاد کرنا ہے۔تاکہ رضائے حق حاصل ہو سکے۔اور محبت میں عارف وہ ہے جو ذکر کے سوا کسی کو دوست نہ رکھے۔

25۔آدمی کی اصل پانی اور خاک سے ہے۔

جس پر پانی غالب ہے۔اگر وہ لطافت و ریاضت سے جمال کے دیکھنے میں خود پسندی سے کام لے تو وہ مقصود حاصل نہیں کر سکتا۔جس پر خاک غالب ہے، تو وہ سختی کے وقت بھی نیک پایا جاتا ہے۔تاکہ کسی کام کے لائق ہو جائے چار چیزیں نہایت نفیس گوہر ہیں۔

(1) پہلا وہ درویش، جو اپنے آپ کو دولت مند ظاہر کرے

(2) دوسرا بھوکا، جو اپنے آپ کو پیٹ بھرا ظاہر کرے

(3) تیسرا غمناک، جو اپنے آپ کو خوش ظاہر کرے

(4) چوتھا، جس سے دشمنی ہو اُسے دوست دکھائی دے

ہم ملک الموت کے گرد گھومتے ہیں۔جہاں وہ جاتا ہے وہیں اُسے پکڑتے ہیں۔موت ایک پُل ہے جو دوست سے ملاقات کراتا ہے۔بغیر ملک الموت کے دنیا کی قیمت جو بھر بھی نہیں۔

26۔اہلِ محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے۔

اول ندامت، دوئم گناہوں کو چھوڑ دینا، سوئم، اپنے آپ کو ظلم و جھگڑے سے پاک رکھنا۔

توبتہ النصوح، میں تین باتیں ہیں۔اول کم کھانا، روزے کیلئے، دوئم، کم سونا، طاعت کیلئے، سوئم کم بولنا، دعا کیلئے پہلے سے خوف، دوسرے اور تیسرے سے محبت پیدا ہوتی ہے پس، خوف کے ضمن میں گناہ ترک کرنا ہے، تاکہ آگ سے نجات حاصل ہو۔رجاء کے ضمن میں طاعت کرنا ہے: تاکہ جنت میں مقام حاصل کر سکے، اور ابدی زندگی حاصل کر سکے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی۔ جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرمِ خانہ خراب کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں
(اقبالؒ)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی
خودی کی جلوتوں میں گم رہا میں
کہ اپنے آپ میں گویا نہ تھا میں
نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر جلوۂ دوست
قیامت میں تماشا بن گیا میں
(اقبالؒ)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب۔ فوائد السالکین۔ مرتبہ۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ میں یوں فرماتے ہیں۔

سلوک کے درجات

1۔ بعض نے سلوک کے 180 درجات مقرر کیے ہیں۔ اور 80 واں درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔

2۔ طبقہ جنیدیہ نے، سلوک کے 100 درجات مقرر کیے ہیں۔ اور 17 واں درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔

3۔ طبقہ بصریہ نے سلوک کے 80 درجات مقرر کیے ہیں۔ اور کشف و کرامات کا آخری یعنی 80 واں درجہ ہی مقرر کیا ہے۔

4۔ذوالنون مصری نے سلوک کے 70 درجات مقرر کیے ہیں اور 25واں درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔

5۔ابراہیم بشر حافی نے سلوک کے 55اور خواجہ بایزید عبداللہ بنِ مبارک اور سفیان ثوری علیہم الرضوان نے سلوک 45درجات مقرر کیے ہیں اور سب نے 13واں درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔

6۔شجاع کرمانی، خواجہ سمنون محب اور خواجہ محمد عرشی نے سلوک کے 20 درجات مقرر کیے ہیں اور 10 واں درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔

تاہم جو شخص اُسی 10 ویں درجے کو سلوک کے درجات مقرر کرے تو 5 ویں درجے کو کشف و کرامات کا درجہ مقرر کیا گیا ہے۔

7۔طریقت کے بعض اماموں نے سلوک کے 30 درجے بھی مقرر کیے ہیں اور 8واں درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔

8۔خواجگانِ چشت میں کامل وہ ہے جو سلوک کے 15 ویں درجے تک پہنچ جائے اور اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے۔

9۔دائرہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے مرد بھی ہیں، جو ان مذکورہ بالا مراتب کو طے کر کے لاکھوں درجے اور بھی طے کر جاتے ہیں۔ پھر بھی اپنے دوست کا ذرہ بھر بھید ظاہر نہیں کرتے اور انہیں خود بھی خبر نہیں ہوتی۔

10۔کامل مرد وہ ہے جو اُس وقت تک کشف و کرامات نہ کرے جب تک تمام درجات طے نہ کرے۔

بعض اولیاء اور مشائخ جنہوں نے، کشف و کرامات کے مقررہ درجوں میں پہنچ کر، کشف و کرامات [illegible] وہ انہی درجے میں رہ گئے۔ جن کو کامل نہیں کہا جا سکتا اور صرف کامل کی دعا ضائع [illegible] باقی [illegible] جب یہ حالت ہوتی ہے کہ کامل ہو جاتا ہے۔ تو بلحاظِ مقام ترقی کرتا چلا جاتا ہے

اور عالم تحیر میں پڑ جاتا ہے اور پھر اُن کا فراق وصل سے بدل جاتا ہے۔

فرمایا یہ کہ:۔

اہلِ سلوک کا حوصلہ وسیع ہونا چاہیے۔ تا کہ اسرارِ الٰہی کو پوشیدہ رکھ سکے۔ اس واسطے کہ یہ بھید دوست کے بھید ہیں۔ پس جو کاملِ حال ہے وہ کبھی بھیدوں کو ظاہر نہیں کرتا۔ جب تک درویش سب سے یگانہ نہ بن جائے اور ہر وقت مجرد نہ رہے اور دنیا کی کوئی آلائش باقی نہ رہے وہ ہرگز قرب کے مقام کو نہیں پہنچتا۔ کہ، اگر تو بھید کو ظاہر نہ کرے تو دوسرے بھیدوں کو لائق بنتا ہے۔ اور جب وہ دیکھے کہ تو ابھی ساتویں پردے میں ہے۔ تو وہ اپنی نعمت تجھ سے چھین کر کسی دوسرے کو دے دے گا۔ کہ اگر، منصور حلاج، کامل ہوتا، تو ہرگز دوست کا بھید ظاہر نہ کرتا چونکہ کامل نہیں تھا۔ اس واسطے، دوست کے اسراء کے شربت کا ذرّہ بھر اُس نے ظاہر کر دیا اور جان سے مارا گیا۔

اُس عاشق پر ہزار افسوس ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دم مارے اور پھر جو اسرارِ الٰہی اُس پر نازل ہوں، ان کو فوراً دوسروں کے سامنے ظاہر کر دے۔

کہ کامل مردوں کا حال یوں ہے کہ وہ خوف الٰہی کے مارے حیران رہتے ہیں۔ لعنتی شیطان کے قصے کے خیال میں کہ اُس نے 6,36,000 (چھ لاکھ چھتیس ہزار) سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ لیکن جب حکم کے باوجود حضرت آدم کو سجدہ سے انکار کیا تو مردود ہو گیا۔

کہ جب لطف الٰہی کی نسیم چلتی ہے تو لاکھوں شرابیوں کو صاحب سجادہ بنا دیتی ہے اور بخش دیتی ہے۔ اور خدا نہ کرے، اگر قہر کی ہوا چلے تو لاکھوں سجادہ نشینوں کو راندہ درگارہ بنا دیتی ہے اور شراب خانوں میں دھکیل دیتی ہے۔ پس اے بھائی، درویشی کی راہ پر چلنا اور بات ہے اور ذخیرہ جمع کرنا اور بات ہے۔ یا تو درویش بن جا اور یا ذخیرہ جمع کرنے والا۔ اور فرمایا کہ:۔

جو شخص خدا کی بندگی میں مشغول ہو اُس پر واجب نہیں کہ وہ سلام کا جواب دے آنے والے شخص پر جائز ہے کہ وہ سلام نہ کہے۔

عوارف المعارف میں ہے کہ۔ جب یہ آئت نازل ہوئی کہ۔

"وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَّ اعِيَته"

یعنی، سُنیں اُس کو یاد رکھنے والے کان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔ میں نے چاہا کہ، اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تیرے ایسے کان بنا دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔ میں اُس کے بعد کسی چیز کو نہ بھولا اور بھول مجھے نہ تھی۔

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
ستم ہو کہ ہو وعدہ بے حجابی
کوئی بات صبر آزما چاہتا ہوں
بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

اور

بھری بزم میں اپنے عاشق کو تاڑا
نظر تیری مستی میں ہشیار کیا تھی

(اقبال)

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ اپنی کتاب، راحت القلوب، مرتبہ از، حضرت خواجہ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ میں فرماتے ہیں کہ۔

فرمایا کہ: (1) عشق مجازی میں جب تک آدمی کسی کو دیکھ نہیں لیتا، اس کا عاشق نہیں ہوتا۔ جب تک اُس کے دوستوں سے دوستی نہیں کرتا۔ اُس سے آشنائی حاصل نہیں ہوتی۔ پس طریقت اور حقیقت میں بھی یہی حکمت ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی شناخت نہیں ہوتی یا جب تک اُس کے اولیاء سے تعلق پیدا نہیں کیا جاتا۔ خواہ ہزار سال بھی عبادت کرے، اُسے طاعت میں ذوق

حاصل ہی نہیں ہوتا، کیونکہ اُسے معلوم ہی ہیں ہوتا کہ وہ طاعت کس لیے کرتا ہے۔

پریشاں کاروبار آشنائی
پریشاں تر مری رنگیں نوائی

کبھی میں ڈھونڈتا ہوں لذتِ وصل
خوش آتا ہے کبھی سوزِ جدائی
اقبالؒ

اور جو اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کمی نہیں کرتا اور جس میں دوست کی رضاء ہے وہی کام کرتا ہے اور نفس کے ساتھ غازیوں کی طرح پیش آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی وہی چیز موجود کر دیتا ہے کہ جس میں اُس بندے کی رضاء ہوتی ہے۔

2۔ طالب کو ہر حالت میں مطلوب کے عشق و محبت اور اس کی یاد میں رہنا چاہیے، ہر گھڑی، ہر روز، ہر لحظ اور ہر حالت میں اُسی کے عشق میں رہے، تاکہ اُن لوگوں میں سے ہو جائے جو اُس سے پہلے گزرے ہیں۔ جیسا کہ، حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمہ نے بھی فرمایا ہے کہ، طریقت کی راہ تسلیم ہے۔ اگر کوئی شخص گردن پر تلوار مارے تو اُسی پر راضی رہے اور دم نہ مارے۔

جس کی یہ حالت ہو وہ درویش ہے۔ اور اگر عابد سے کوئی ورد یا وظائف فوت ہو جائے تو وہی اُس کی موت ہے۔

3۔ مردانِ خدا کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ بقول جوگی، آدمی کے نفس کیلئے دو عالم ہیں۔ (1) علوی (2) سفلی۔ چوٹی سے ناف تک عالمِ علوی ہے اور ناف سے قدموں تک عالمِ سفلی ہے۔ آپ نے اس کی تصدیق فرماتے ہوئے یوں تشریح فرمائی۔ کہ عالم علوی میں صدق وصفاء اخلاق حمیدہ اور نیک معاملہ ہے اور عالمِ سفلی میں تمام نگہداشت پر پارسائی اور زہد ہے۔ اور فرمایا کہ، مردے سے کچھ ظاہر نہیں ہوتا، یعنی ناراضگی کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ اور فرمایا کہ جو اس راہ

میں اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دعویٰ کرے اور دنیا کی محبت اُس کے دل میں ہو، وہ جھوٹا مدعی ہے۔

4۔ اگر عالم ہے اور عقل نہیں ہے تو علم اسے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ جب عقل اور علم دونوں حضرت آدم کے سامنے پیش کیے گئے تو وہ سوچ میں پڑ گئے کہ کونسی چیز قبول کروں۔ بس انہوں نے عقل کو قبول کیا اور سوچا اس واسطے کہ اس سے علم بھی حاصل کرلوں گا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ بے شک عقل اور علم ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ کیونکہ عقل کیلئے علم ضروری ہے اور علم کیلئے عقل۔ اور ہر چیز کی انتہا عبادت ہے اور عبادت کی انتہا عقل ہے۔ اس واسطے کہ بغیر علم کے عبادت کرنا فضول تکلیف ہے۔ اور علم بغیر عقل کے، مفت کی سر دردی ہے۔ اور عقل سب سے شریف چیز ہے۔ اس واسطے کہ اگر عقل نہ ہوتی تو معرفتِ الٰہی کا علم بھی نہ ہوتا۔ علم ایک ایسا بادل ہے جو بارانِ رحمت کے سوا نہیں برستا۔ جو شخص علم میں مشغول ہے اُسے تاریکی کا کیا ڈر۔

علم تو وہ علم ہے جس کو اہل جہان نہیں جانتے اور زھد وہ زھد ہے جس کی زاھدوں کو خبر نہیں۔ اور علماء علم سے غافل ہیں۔ اس واسطے کہ انہوں نے، دنیا کو اپنا قبلہ گاہ۔ بنایا ہوا ہے اور شریعت کو کھیل سمجھ رکھا ہے۔ درحقیقت عالم وہ شخص ہے، جس کو علم نبویؐ حاصل ہو۔ اور علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم علم آسمانی ہے، جو بذریعہ وحی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا۔

5۔ معرفت کے بارے میں گفتگو ہوئی، تب فرمایا:۔

جس شخص کو اپنی شناخت نہیں وہ حرص و ہوا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر اپنے آپ کو پہچان لے اور دنیا میں دل نہ لگائے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت نصیب ہوتی ہے کہ اگر اُس کے سامنے اٹھارہ ہزار عالم بھی کیے جائیں تو وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا۔ اور ہلِ معرفت کو توکل ہوتا ہے۔ اور وہ توکل علوی، علم اور شوق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس جس وقت یہ مقام سیر ہوتا ہے، تو اُس وقت اگر اُسے آگ میں بھی جلا دیں تو اُسے خبر نہیں ہوتی۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا دوست بنانا چاہتا ہے تو اُس پر ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اور اُس کو حیرت اور دہشت کی سرائے میں لاتا ہے۔ جو اس کی بزرگی کا مقام ہوتا ہے۔ پس

وہ شخص اللہ تعالیٰ کی حمائت میں ہوتا ہے۔

کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ، میں دو چیزوں سے بہت ڈرتا ہوں، ایک درازی اہل وعیال سے، کہ یہ آخرت کو فراموش کرا دیتی ہے۔ دوسرے ہوائے نفسانی کی متابعت سے، اس واسطے کہ، نفس بندے کو یادِ حق سے باز رکھتا ہے۔

عقل کے درخت کو سوچ بچار کا پانی دینا چاہیے، تا کہ خشک نہ ہو جائے۔ اور پھلے پھولے۔ غفلت کے درخت کو جہالت کا پانی دینا چاہیے تا کہ نہ بڑھے۔ توبہ کے درخت کو ندامت کا پانی دیں تا کہ بڑھے۔ اور محبت کے درخت کو خلوص کا پانی دیں تا کہ اس کی نشو ونما ہو۔

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے
راز ہے راز ہے تقدیر جہانِ تگ و تاز
جوشِ کردار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے راز
جوشِ کردار سے شمشیرِ سکندر کا طلوع
جوشِ کردار سے کوہِ الوند کا سینہ بھی گداز
(اقبال)

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ اپنی کتاب اسرار الاولیاء ''مرتبہ۔ حضرت بدر الدین اسحق علیہ الرحمہ'' میں فرماتے ہیں کہ:۔

چہ پرسی از نمازِ عاشقانہ
رکو عش چوں سجدوش محرمانہ

تب و تابِ یکے اللہ اکبر
نہ گنجد در نماز پنجگانہ

اور

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی
اقبال

1۔عاشق

1۔ عاشق کو مشاہدہ دوست میں ہر وقت حضور حاصل ہے۔ عاشق خواہ کھڑا ہے، تو بھی مشاہدہ حق میں مشغول ہے۔ اگر بیٹھا ہے تو بھی مشاہدہ حق میں غرق ہے۔ اور اگر سویا ہوا ہے تو بھی مشاہدہ کے خیال میں مستغرق ہے۔ اور عاشق کیلئے غیب و حضور یکساں ہیں قیامت کے دن جب عاشقوں کو مقامِ تجلی میں لایا جائے گا۔ تو حکم ہوگا، کہ آنکھیں کھولو۔ ہر ایک عاشق کو سامنے لا کر الگ الگ ان پر تجلی ہوگی۔ وہ سات ہزار سال تک بے ہوش پڑے رہیں گے۔ اور جب وہ ہوش میں آئیں گے تو "ھل من مذید" کی فریاد کریں گے۔ اس طرح، سات ہزار مرتبہ، تجلی ہوگی۔

پھر اپنے مقام میں واپس آئیں گے۔ اور روزِ قیامت جنت میں تمام انبیاء، تمام اولیاء، پر ایک مرتبہ تجلی ہوگئی۔ اور حضرت بوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر ایک مرتبہ الگ تجلی ہوگی۔

عاشقوں کے دل ہر وقت حجابِ عظمت کا طواف کرتے ہیں اگر تھوڑی دیر عاشق کا دل اس نعمت سے محروم رہے۔ تو عاشق ناچیز ہو جاتا ہے۔ اُن کے دلوں پر متواتر انوارِ تجلی اور اسرارِ الٰہی نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ اُن میں مستغرق رہتے ہیں۔

2۔ خائف۔ یعنی ڈرنے والا۔ اس شخص کو کہتے ہیں۔ جس میں یہ تین باتیں پائی جاتی ہوں، اور جس دل میں یہ باتیں نہیں وہ خائف نہیں اوّل۔ روزے کی خاطر، کم کھانا۔ دوسرے۔

نماز کیلیے، کم بولنا۔ تیسرے۔ ذکر کے واسطے، کم سونا۔

اگر زندگی، زندگی ہے تو علم میں ہے۔ اگر راحت ہے تو معرفت میں ہے۔ اگر شوق ہے تو 'محبت' میں ہے۔ اگر ذوق ہے، تو 'ذکر' میں ہے اگر ہر روز، ہر گھڑی، عاشق پر انوار و اسرار کی تجلی، ہزار مرتبہ بھی ہو، تو بھی وہ سیر نہیں ہوتا۔ بلکہ "ھل من مذید" ہی پکارتا ہے۔ اور یہ فریاد اُس وقت تک رہتی ہے۔ جب تک 'مشاہدہ' کی تمام مُرادیں اُسے نہیں ملتیں۔ جو معشوق کا عاشق ہے اور جو اُس کی نظر میں ہے وہ سب منظور ہے۔ عاشق اور معشوق کی گلی یہ بات عشق کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا کامل عاشق ہے، مشاہدہ کے شروع میں، بے خودی میں اثر کر جاتی ہے۔ چونکہ وہ مستغرق ہوتا ہے، لہذا مشاہدہ کے وقت بے ہوش ہو جاتا ہے۔

اے درویش! تجھے معلوم ہے کہ دل پر کیا کیا، انوار اور اسرار نازل ہوتے ہیں، جن میں وہ مستغرق رہتا ہے۔ اور اُس کو اپنا درد بناتا ہے۔ عاشق جانتا ہے یا معشوق، کہ اُن میں باہمی کیا معاملہ ہے۔ اور کام وہی لوگ کرتے ہیں۔ جو ہر وقت مشاہدہ دوست میں ہیں اور ان کا کوئی وقت مشاہدہ سے خالی نہیں۔ اور عشقِ حقیقی میں لوگوں میں جو عشق کی سلسلہ جنبانی ہوتی ہے وہ معشوق کے مشاہیدے کے سبب ہوتی ہے۔ جب لوگ مجاہدہ میں مبالغہ کرتے ہیں تو مکاشفہ حاصل ہوتا ہے اور جب مکاشفہ، مجاہدہ ہو جاتا ہے، تو عاشق، معشوق کے حضور سے مشرف ہوتا ہے۔ اور عشق بڑھ جاتا ہے۔ اور مرتبہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور حجاب درمیان سے اٹھ جاتا ہے۔ اور کسی خاص مقام پر پہنچ کر عاشق کو قرار حاصل ہوتا ہے اور پھر عالمِ تحیر، میں پڑ جاتا ہے۔

4۔ عاشقوں کا ولولہ اور زمزمہ، جو ابتداء سے انتہا تک ہے وہ اُسی روز سے ہے جو عشق کی اُس صورت پر مفتون ہوئے تھے، پس اے درویش! تجھے قدر ہی معلوم نہیں کہ تیرے دل کے اندر، ایسی خوبصورت نعمت مقام کیے ہوئے ہے۔ اور روح کو، جو تمام اعضاء کی بادشاہ ہے۔ پیدائش میں اُس دل کو دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں پر عشق ہے وہاں پر دل بھی ہے۔ اس بات کی قدر وہی جانتا ہے کہ جس کے دل میں اسرارِ دوست اور انوارِ عشق کا مقام ہو اور اس کی قرب

میں عشق کی جگہ ہو اور حقیقی عاشق کا شور وغوغا اسی وقت تک ہوتا ہے کہ جب تک وہ اپنے مقصود تک نہیں پہنچتا جب معشوق کا وصال حاصل ہو جاتا ہے تو شور وغوغا جاتا رہتا ہے۔

5۔ عشق کا آغاز حضرت آدم سے ہوا ہے، جب آپ کو دنیا میں پیدا کیا گیا تو آپ کو عشق کا جملا کرایا گیا۔ آپ دیکھتے ہی عاشق ہو گئے۔ پس اے درویش! یہ سب جنبش عشق کی وجہ سے تھی۔ کہ جنت کے نگار خانہ پر لات مار، تر دیوانوں کی طرح سے وہاں سے نکل آئے۔ اور دنیا کے حرابے میں آ کر قرار لیا۔

آپ سے لغزش وقوع میں آئی تھی، اس لیے فرشتوں کو حکم ہوا، کہ اے فرشتو! میں آدم کیلئے غم خوار پیدا کرنا چاہتا ہوں، تا کہ اُس سے الفت کرے۔ نہیں تو یہ برداشت نہیں کر سکے گا اور ہلاک ہو جائے گا۔

فرشتوں نے سر سجدے میں رکھ دیا۔ اور عرض کہ۔ جو کچھ تو جانتا ہے، وہ ہمیں معلوم نہیں۔ تو حاکم ہے جس طرح تیرا حکم ہے۔

حکم ہوا، کہ اے فرشتو دیکھو! کہ ہم وہ مونس کس طرح پیدا کرتے ہیں۔ حضرت آدم تنہا بیٹھے تھے کہ آپ کے پہلو سے حضرت حوا پیدا کیں۔ جو سلام کر کے آپ کے پہلو میں بیٹھ گئیں۔ آپ نے اُن کی صورت دیکھ کر پوچھا، کہ تو کون ہے۔ کہا۔ کہ میں تیرا جوڑا ہوں، جس سے تجھے قرار حاصل ہو گا۔

6۔ عشق بڑی دولت ہے۔ اس قسم کی بے بہا نعمت کسی مقرب فرشتے کو نہیں ملی۔ یہ صرف آدمی کو ملی ہے۔ جس وقت عشق پیدا کیا گیا، تو اُسے حکم ہوا کہ، اے عشق! تو جا کر دردمند آدمیوں کے دل میں قرار پکڑ۔ کیونکہ وہی تیرے رہنے کے قابل ہے۔

جس روز حق تعالیٰ نے عشق کو پیدا کیا۔ تو شوق کے لاکھوں سلسلے اور ریشے پیدا ہو گئے۔ پھر مومنوں کی روحوں کو بلایا گیا۔ اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ۔ عشق کو ہزار ناز اور کرشمے سے ان روحوں کے سامنے لاؤ۔ پھر جو روحیں، عشق ومحبت کے لائق تھیں، وہ آگے بڑھیں اور انہوں نے محبت کے

ریشے۔اورعشق کی زنجیر کو ہاتھ مارا۔ پہلے مرحلے میں جومحبت کے دریا میں غرق ہوئیں اُن کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ وہ انبیاء، اولیاء اور عاشقوں کی روحیں تھیں۔ بعض روحیں دیکھ کر مستغرق ہوئیں۔ وہ اہلِ مجاز کی روحیں تھیں۔ جو شخص پہلے عشقِ مجازی میں مبتلا ہوتا ہے اور جب وہ عشقِ حقیقی کی طرف آتا ہے تو اُسے حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔

7۔عشق کی آگ ایسی ہے، جو درویش کے دل کے سوا، اور کہیں قرار نہیں پکڑتی۔ اگر صاحب ذکر اپنے سینے سے آہ نکالے تو مشرق سے مغرب تک جو کچھ ہے، سب کو جلا کر ملیا میٹ کر دے۔ درویش کے سینے میں اس قسم کی آگ رکھی گئی ہے کہ اگر خدانخواستہ ایک شعلہ اُس کا نکل جائے تو عرش سے تحت السریٰ تک سب کچھ جلا کر راکھ کر دے۔

اگر آتش محبت کے بالمقابل دوزخ کی سی لاکھوں آگیں جلائی جائیں تو صاحبِ عشق جب اپنے سینے کی آہ نکالے گا، تو سب کو نابود کر دے گا۔ اس واسطے کہ محبت کی آگ سے بڑھ کر تیز آگ اور کوئی نہیں۔ اس لیے کہ، در سینہ عاشقاں ہمہ درد نہند۔

8۔جب اللہ تعالیٰ نے اپنے علم وقدرت سے اہلِ عشق کو عالمِ موجودات میں پیدا کرنا چاہا، تو زمین کا ایک ایسا قطعہ تھا، جسکی طرف شوق و اشتیاق، انوارِ تجلی اور اسرارِ عشق کی نگاہ سے دیکھا تو وہ قطعہ ہلنے لگا اور ابتداء ہی میں عالم سکر میں پڑ کر فریاد کرنے لگا، ''انا المشتاق فی لقاء رب العلمین'' ۔یعنی دونوں جہانوں کے پروردگار کے دیدار کا مشتاق ہوں۔ پھر اُس زمین سے اہلِ عشق پیدا کیے گئے۔ اس لیے درویشوں کو ولولہ ابتداء سے انتہا تک رہتا ہے۔ اور دریائے محبت میں غرق رہتے ہیں۔

9۔تین وقت میں رحمت نازل ہوتی ہے۔

(1) سماع کے وقت اہلِ سماع پر (2) درویشوں کے مجاہدے کے وقت (3) جب کہ عاشق انوارِ تجلی کے عالم میں مستغرق ہوتے ہیں۔

فقرا، اہلِ عشق ہیں۔ اور علما، اہلِ عقل ہیں۔ اسی وجہ سے اُن کے مابین تضاد رہتا ہے۔

کام سے واقف وہی لوگ ہیں۔ جن میں یہ دوں باتیں، یعنی عشق اور عقل پائی جاتی ہیں۔ اور راہِ سلوک میں، درویش کا عشق، علماء کی عقل پر غالب ہے۔ جو شخص محبت اور عشق کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ معشوق کا دزوازہ اُس وقت تک کھٹکھٹا تا رہتا ہے، جب تک کہ اُس کے قالب میں جان ہے۔ اس واسطے کہ شائد کسی وقت کھل جائے اور کسی مرتبے کو پہنچ جائے۔

اے درویش! مردانِ خدا، ایسا کرتے ہیں کہ ہر در ماندہ کو نعمت عطا کر کے وہاں سے چل دیتے ہیں۔

2۔ محبت

اے درویش (1) جہاں پر محبت آتی ہے۔ دوئی درمیان سے اٹھ جاتی ہے۔ محبت کے معاملے میں یگانہ ہونا چاہیے۔ تا کہ محبت کے وصال خانہ میں دخل پا سکیں۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو ہرگز ہرگز داخل نہ ہو سکے گا۔ مومنوں کے دل پاکیزہ زمین کی طرح ہیں۔ اگر محبت کا بیج اُس میں بویا جائے تو اُس سے طرح طرح کی نعمتیں پیدا ہوں گی۔ پس اُس سے تو اوروں کو بھی حصّہ دے سکتا ہے۔ اور تیسرے لیے کافی ہوتا ہے۔ اور تو جب تک سانپ کی طرح کنچلی نہ اتارے گا۔ تو کبھی محبت کا دعویٰ تجھے سے صادق نہیں آئے گا

2۔ جس طرح اولیاء میں احوال ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء میں بھی تھے۔ درویش کے احوال محبت حق کی زیادتی کے باعث شوق میں ہیں۔ جب درویشوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہوتی ہے۔ تو تجلّیِ دوست کے نور میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ کسی مخلوق کو یاد نہیں کرتے۔

احوال ایسے ہوتے ہیں کہ جب کوئی صاحبِ سر کسی چیز میں محو ہوتا ہے، تو وہ اُسی حالت میں مستغرق ہوتا ہے۔ اور جب اسرارِ دوست کے کسی سر میں، یعنی احوال میں، مستغرق ہوتا۔ اس وقت ضرور دوست کی کوئی نہ کوئی بات مجھ پر کشف ہوئی۔

3۔ عشقِ حقیقی میں ثابت قدم وہ ہوتا ہے جس کا دل اور زبان آپس میں موافق ہوں۔

اس واسطے کہ عشقِ حقیقی، پہلے دل پر ظاہر ہوتا ہے اور پھر زبان پر۔ جب دِل اور زبان، عشق سے آپس میں مل گئے تو محبتِ حق ہوگئی۔ عشق کا پہلا مرتبہ آنکھ میں ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ جس کام میں مشاہدہ کی نعمت ہے اُس کی کوشش کریں۔ اور حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھیں۔ زبان تمام اعضاؤں کی بادشاہ ہے۔ جب زبان سلامت ہے تو سمجھو کہ سارے اعضاء سلامت ہیں۔

4۔ محبت کے سات سو مقام ہیں۔ پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلاء دوست کی طرف سے اُس پر نازل ہو اُس میں صبر کرے۔ کتابِ محبت میں ہے کہ، حضرت ابو ہریرہ کی روائت سے ہے کہ، حضورؐ فرماتے ہیں کہ، حق تعالیٰ کی محبت ایک بادشاہ کی طرح ہے، جو ہر دِل میں قرار نہیں پکڑتا۔ بلکہ صرف اُس دِل میں۔ جو اُس کے شایانِ شان ہو۔ اور وہ آسمانی قضاء ہے، جو درد بھرے دِل میں قرار پکڑتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ، محبت ایک بچھو کی طرح ہے۔ جس پر وہی شخص قدم رکھتا ہے۔ جو اٹھارہ ہزار (18,000) عالم کا خیال نہ کرے۔ اور کسی کو بیچ میں نہ دیکھے۔ مگر دوست کی محبت میں یگانہ رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ، عاشقوں کے تمام آعضاء عشق سے بنائے گئے ہیں۔ وہ جو شخص سرشت سے لے کر اب تک۔ رَبِّ اَرنِي اُنْظُر اِلیک۔ کا دم مارتا ہے۔ وہ ہر وقت جانتا ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت و عشق کیا چیز ہے پس اے درویش! جس کی آنکھ میں عشق کا سرمہ لگا ہوا ہے۔ اُس سے عرش سے لے کر تحت السراء تک کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

5۔ محبتِ حق میں صادق وہ شخص ہے۔ جو ہر وقت اُس کی یاد میں رہے۔ اور لحظہ بھر بھی اُس کی یاد سے غافل نہ رہے اہلِ سلوک کہتے ہیں کہ۔ لوگ اکثر اُسی چیز کا ذکر کرتے ہیں جس سے اُن کی محبت ہوتی ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ وہ یادِ خدا سے ایک دم بھی غافل نہیں ہوتا۔ یعنی جو شخص جس چیز سے محبت رکھتا ہے اُس کا ذکر کرتا ہے۔ حق تعالیٰ کی محبت، ایسا بادشاہ ہے کہ جب کسی دل میں مقام کرتا ہے تو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اُس

کے سوا اور بھی کوئی اُس میں رہے۔ اور محبت آتشِ الٰہی کی تلوار ہے۔ وہ جس چیز پر گزرتی ہے۔ اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اور محبت کی کوئی انتہا نہیں۔

6۔ اگر اہلِ محبت کو تمام چیزیں آراستہ کر کے دی جائیں تو وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ وہ تو صرف جمالِ حق کے متلاشی ہوتے ہیں۔ اور اگر حلال اور بے حساب، ساری دنیا حق تعالیٰ کے دوستوں کو دی جائے، تو بھی انہیں اُس کے لینے سے شرم آتی ہے۔ جیسا کہ مرد کو مردار سے۔ حق تعالیٰ کی محبت، انسان کے تمام اعضاء میں ہے۔ اور اُس نے انسان کی سرشت اپنی محبت سے کی۔ پس اے درویش! آدم زاد کے اعضاء کا کوئی ذرہ بھر بھی، محبتِ حق سے خالی نہیں۔ اور محبانِ حق کا دل ایسے چراغ کی طرح ہے۔ جو انوار کی قندیل میں رکھا ہے اور جس کی روشنی سے سارا جہان منور ہے۔ پس ایسے شخص کو تاریکی کا کیا ڈر۔ نفس کی خاموشی یادِ حق ہے۔ جو یادِ حق میں ہے، اُس کا دل نہیں مرتا۔ اور جو یادِ الٰہی سے خالی ہے۔ اُس پر نعمت اثر نہیں کرتی۔ اور بھوک ایک بادل ہے۔ جس سے رحمت کی بارش ہوتی ہے۔ محبت اس بات کا نام ہے کہ دنیا و مافیہا سے دل نہ لگایا جائے۔

7۔ محبت حق عشق کا بادشاہ ہے۔ جو تخت پر بیٹھا ہے اور ہاتھ میں فراق اور تحیّر کی تلوار لیے ہوئے ہے۔ اور وصال کی نرگس اُس نے قضاء کے ہاتھ میں دے رکھی ہے۔ اور ہر دم ہزار سر تلوار سے اُڑاتا ہے۔ پس اے درویش! جو عاشقِ حق ہے۔ اگر ہر لحظہ اُس کا سر، ہزار مرتبہ اُڑایا جائے تو پھر اور سر پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر ہزار مرتبہ اُس کا سر کاٹا جائے تو بھی پاؤں پیچھے نہ ہٹائے۔

محبت مشاہدہ ہے اور مشاہدہ سے مجاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کی محبت والے وصالِ دوست کے سوا کسی اور بات پر راضی نہیں ہوتے۔ حق تعالیٰ کی محبت والوں کو حضور حاصل نہیں ہوتا جب تک وہ خلقت سے تنہائی اختیار نہ کریں۔ اور خلقت میں اپنا مقام نہ بنائیں۔ دوستوں کو دشمن۔ اور بیوی بچوں کو یتیم اور اسیر خیال نہ کریں۔

جب ایسا کریں گے تب وہ کسی مقام پر پہنچ سکیں گے۔ جو شخص اپنے دل کو لذت اور شہوت سے مار ڈالتا ہے اور اُسے لعنت کے کفن میں لپیٹ کر ندامت کی زمین میں دفن کرتا ہے۔ وہ محب ہے۔

8۔ اہلِ محبت کو چار مقام کے سوا اور کہیں قرار حاصل نہیں ہو سکتا۔

(i) گھر کے کونے میں جہاں کوئی شخص مزاحم نہ ہو۔

(ii) مسجد میں، جو دوستوں کا مقام ہے

(iii) قبرستان میں، جو گناہ سے عبرت حاصل کرنے کا مقام ہے

(iv) ایسی جگہ جہاں پر کسی کا گزر نہ ہو۔ صرف وہ ہو یا ذاتِ حق

فرمایا کہ۔ میرے نزدیک، کالے دانے کے برابر۔ دوستی حق، بغیر دوستی حق کے ہزار سال، عبادت سے بہتر ہے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ، جب میں ذکر مومن بندے پر غالب آتا ہے، تو میں، جو اس کا پروردگار ہوں۔ اُس کا عاشق ہو جاتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے دلوں کو خاص کر اس واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ عرش کا طواف کریں۔ اور دل تین قسم کے ہوتے ہیں۔

(1) جو پہاڑ کی طرح جگہ سے نہیں ہلتے۔ وہ محبوں کے دل ہیں۔ (2) بعض ایسے ہیں۔ جو درخت کی طرح جڑ سے تو قائم ہیں۔ لیکن اُن کی ٹہنیاں وغیرہ، ہوا سے حرکت کرتی ہیں۔ (3) بعض پتوں کی طرح ہیں کہ۔ ہوا جس طرف چاہتی ہے۔ انہیں پھیر لیتی ہے۔

9۔ محبت میں صادق وہ شخص ہے۔ جو دوست کی یاد کے سوا، اور کسی بات کو پسند نہ کرے۔ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دم بھرتا ہے۔ اور اس کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ اُسے قیامت کے دن کسی قسم کا عذاب نہ ہوگا۔ اور روز محشر کے عذاب سے بے خوف ہوگا۔ جو شخص یادِ خدا میں رہتا ہے۔ اُسے ضرور قیامت کو اس کا مقصود مل جائے گا۔ اور وہ تجلی کے اعزاز سے مشرف ہوگا۔

10۔ اہلِ محبت وہ لوگ ہیں۔ جو دوست کے سوا کسی اور چیز میں مشغول نہیں ہوتے۔ اس واسطے کہ، جو شخص دوست کے بغیر کسی اور چیز سے خوش ہوتا ہے وہ درحقیقت، ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے، اور جو دوست سے محبت کرتا ہے تو اُسے کبھی وحشت نہیں ہوتی۔ جسکی ہمت محبت کی طرف ہو۔ وہ جلدی خدا رسیدہ ہو جاتا ہے۔ اور جسکی ہمت محبت کی طرف نہیں ہوتی۔ وہ دوزخ کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ جب

صاحبِ محبت سلطنت کا دعویٰ کرے تو وہ جان لے کہ محبت جاتی رہے گی۔

11۔خوف۔حق تعالیٰ کی طرف سے، بے آدب بندوں کیلئے تازیانہ ہے۔تاکہ وہ اللہ کے ڈر سے گناہ سے باز آجائیں اور سیدھی راہ پر چلیں۔خوف اس کے عدل اور امید اُس کے فضل کی وجہ سے ہے اور اُس کی درگارہ کا معزز بندہ وہ ہے۔جس میں یہ دونوں باتیں ہوں۔

انبیاء اور اولیاء۔خوف خدا کے مارے۔اسی طرح پگھلتے آئے ہیں جیسا کہ سونا کٹھالی میں۔

اس واسطے کہ انجام کسی کو معلوم نہیں کہ جہان سے کیسے جائے گا۔حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

جو شخص اپنی ملکیت میں کسی قسم کا تصرف کرتا ہے۔اس کو ظلم نہیں کہتے۔ظلم اُسے کہتے ہیں۔جو کسی دوسرے کی ملکیت میں تصرف سے کیا جائے۔

12۔عقل مند وہ شخص ہے۔جو سب کاموں میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور کسی سے کسی طرح کی امید نہ رکھے۔اور سجادے پر بیٹھنے کا مستحق وہ شخص ہے جو عالم توکل رہے اور کسی مخلوق اور کسی چیز کی توقع نہ رکھے۔اگر اُس میں یہ بات نہیں پائی جاتی تو وہ سجادہ نشینی کے لائق نہیں ہے۔

بلکہ وہ اہل تصوف کے نزدیک جھوٹا مدعی ہے جو شخص عالمِ توکل میں حق تعالیٰ کے کرم پر بھروسہ کرتا ہے۔اسے عالمِ غیب سے روزی پہنچتی ہے اور جو کچھ وہ طلب کرتا ہے اُسے مل جاتا ہے۔اور اہلِ توکل پر حقائق میں ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اگر انہیں اُس وقت آگ میں بھی پھینک دیا جائے تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی۔

13۔محبت بدرجہ کمال کو اُس وقت پہنچتی ہے جب عشق میں اپنی عیب شناسی نہ کر سکے اور خلقت کے ساتھ محبت نہ کرے۔اور جب ایسی حالت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے نزدیک کر لیتا ہے۔اور درویش وہ ہے جو اپنے دل کے خزانے تلاش کرے۔پس اگر اُسے وہ موتی مل جائے جسے محبت کہتے ہیں۔تو وہ شخص درویش صفت ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تک۔اندھے پن۔گونگے پن۔اور بہرے پن سے پہنچ سکتے ہیں۔جب یہ تمام چیزیں جاتی رہتی ہیں تو سمجھو کہ خدا رسیدہ ہو گیا۔لیکن جب تک یہ دشمن ساتھ لگے ہوئے ہیں۔

کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

3۔ درویش

1۔ تین باتیں درویش کیلئے ضروری ہیں۔ (i) خوف (ii) امید (iii) محبت

(i) دِل میں خوف ہونے سے ترکِ گناہ حاصل ہوگا۔ جس سے نجات کی امید ہو سکتی ہے۔

(ii) دِل میں امید رکھنے سے جنت میں مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔

(iii) مکروہات سے پرہیز کرنے کو محبت کہتے ہیں۔ جس سے رضائے حق حاصل ہوتی ہے۔

2۔ درویشی اس بات کا نام ہے کہ۔ (i) جو کچھ اسے دن کو ملے رات کو ایک پیسہ بھی نہ بچائے اور اگر رات کو ملے تو دِن کیلئے کچھ نہ رکھے۔ سب کا سب راہِ خدا میں صرف کردے۔

(ii) سر سجدے نہ اٹھایا جائے۔ کپڑے نہایت عمدہ پہنے جائیں۔ اور جو کچھ ملے اس کا نہایت لذیذ کھانا پکا کر درویشوں کو کھلایا جائے۔ اور بچا کر کچھ نہ رکھے۔ بلکہ جو کچھ ملے سب راہ خدا میں صرف کردے۔ درویشی یہ ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم میں جو۔ سونا۔ چاندی ہے۔ اگر اسے ملے تو سب راہِ دوست میں صرف کردے۔

3۔ درویشی کے ستر ہزار مقام ہیں۔ جب تک درویش ان مقامات کو طے نہیں کر لیتا۔ اسے درویش نہیں کہا جا سکتا۔ اس واسطے کہ اُن مقامات میں ستر ہزار عالم ہیں۔ جب تک درویش ان تمام عالموں سے واقف نہیں ہوتا اور ان مقامات کو طے نہیں کر لیتا۔ اُسے درویش نہیں کہہ سکتے۔ ستر ہزار مقامات جو درویش کو طے کرنے پڑتے ہیں۔ اُن میں سے پہلے ہی مقام پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے کہ ہر روز پانچوں وقت کی نماز عرش کے گرد کھڑا ہو کر ساکنان عرش کے ہمراہ ادا کرتا ہے۔ جب وہاں سے آتا ہے تو ہر وقت اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھتا ہے۔ اور جب وہاں سے آتا ہے تو جہان کو اپنی دو انگلیوں کے مابین دیکھتا ہے۔ پس اے درویش۔ یہ درویشی کی ابتدائی حالت ہے۔ جب وہ ستر ہزار مقام طے کر لیتا ہے۔ تو پھر اس کی کیفیت عقل وفہم میں

نہیں آ سکتی۔ اس میں غیر کی گنجائش نہیں اور یہ بھید مولیٰ اور بندے کے درمیان ہے۔ جس کو کھول کر کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

بہت سے آسمان کے رہنے والے ایسے ہیں جو اہلِ زمین سے حق تعالیٰ کا پتہ پوچھتے ہیں اور بہت سے اہلِ زمین ایسے ہیں جو اہلِ آسمان سے حق تعالیٰ کا پتہ پوچھتے ہیں۔

اس بات سے اصلی مقصود یہ ہے کہ تجھے درویشی کا مرتبہ معلوم ہو جائے یعنی درویش، ایسے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے ایک ہی قدم میں عرش کے نیچے اور اوپر پہنچ جاتا ہے۔ علماء قبلہ کو دیکھتے ہیں، اگر نہیں دیکھتے تو، دل اطمینان کر کے قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ لیکن فقراء جب تک عرش کو نہیں دیکھتے اور وہاں نہیں پہنچ لیتے، نماز ادا نہیں کرتے۔

4۔ کامل حال درویش وہ ہیں جنہیں کسی اور کی حاجت نہیں بلکہ اسرارِ نعمت، جو اُن میں ہے۔ آنے والوں کو حصہ دیتے ہیں، اور اُن کا مدعا پورا کر کے لوٹاتے ہیں۔

لیکن کوئی درویشی کا دعویٰ کرے اور بادشاہوں اور امراء کے پاس روپے پیسے کی خاطر آئے، تاکہ اپنی ضروریات مہیا کر سکے تو سمجھ لو کہ اُسے نعمت حاصل نہیں۔ اگر اُسے کچھ حاصل ہوتا تو کبھی مخلوق کے دروازے پر نہ جاتا اور کسی سے توقع نہ رکھتا۔ جہاں پر درویشی کا قدم آتا ہے۔ وہاں پر کسی کا گزر نہیں ہوتا اس واسطے کہ درویشوں پر خود نعمت کا دروازہ کھلا ہوتا ہے اور سلطنت کا خزانہ درویشوں کے سپرد ہوتا ہے، تاکہ جیسے چاہیں، درویشوں کی معافی کی خاطر خرچ کریں۔ بس انہیں دوسرے کی احتیاج ہی کیا ہے۔ جب درویش کو حالت ہوتی ہے تو عرش سے لے فرش تک ساری چیزیں اُن کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں۔ اور ہر چیز جو حق کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔ اُس میں بھی وہ پہنچے ہوئے ہیں۔ اور جب اہل تصوف، مخلوق میں مشغول ہوتے ہیں تو قربِ خالق سے دور جا پڑتے ہیں۔

5۔ فقر صرف شکم پری کیلئے درویشی کرتے ہیں۔ درویشی اس بات کا نام نہیں کہ لنگوٹا باندھتے یا چہرہ پہنا اور ایک لقمہ کی خاطر در بدر مارا مارا پھرے اور اپنے جیسوں کے آگے ہاتھ

پھیلاتا پھرے۔

درویشی کا ہر ایک مقام خوف اور امید سے خالی نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک مقام پر جو مصیبت نازل ہوتی ہے۔ وہ اُس کی آزمائش کے واسطے ہوتی ہے۔ اگر وہاں سے ذرّہ بھر تجاوز کر جائے تو پھر اُسے مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص مصیبتوں میں صابر اور خوش، اٹھارہ ہزار عالم سے گزر جائے تو اُس کا کام دوبالا ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو سلوک کے مذہب میں درویش کہتے ہیں۔ اور درویشی اس بات کا نام ہے کہ جب درویش مراقبہ میں سر نیچا کرتا ہے، تو اٹھارہ ہزار عالم کو دیکھ آتا ہے۔ اور جب چلتا ہے، تو عرش سے تحت الثریٰ تک پھرتا ہے اور درویشوں کا یہ پہلا مرتبہ ہے۔

5۔ لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔

(1) بعض تو ایسے ہیں، جو دنیا سے محبت کرتے ہیں۔ اور ہر وقت اس کی یاد میں رہتے ہیں اور اُس کی طلب کرتے ہیں ایسے لوگ بہت ہیں۔

(2) بعض ایسے ہیں، جو اُسے دشمن سمجھتے ہیں اور اُس سے محبت نہیں کرتے۔

(3) بعض ایسے ہیں کہ نہ اُسے دوست سمجھتے ہیں اور نہ دشمن اور اس قسم کے لوگ پہلی دو قسموں سے اچھے ہیں۔

6۔ راہِ طریقت۔ اور مذہبِ تصوّف، کا یہ اصول ہے کہ، انسان ہر وقت خاموش اور عالمِ تحیر میں مستغرق رہے۔ نہ رسوم کسی کام کی ہیں، نہ علوم۔ بلکہ جو کچھ ہے اخلاق میں ہے رسوم و علوم سے نجات نہیں بلکہ اخلاق سے نجات حاصل ہوگئی، اہلِ تصوّف، دنیا و مافیہا کے دشمن اور مولا کے دوست ہیں اور وہ ایسے قوی ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ میں جب مستغرق ہوتے ہیں تو انہیں کسی مخلوق کی خبر تک نہیں ہوتی۔ گفتگو کو درمیان سے نکال دیتے ہیں۔ اور جب تک زندہ ہیں، حق تعالیٰ کی دوستی اُن کے دِل میں رہتی ہے۔ تصوف مولیٰ کی خالص دوستی کا نام ہے اور اہلِ تصوف کو دنیا اور آخرت میں محبتِ مولیٰ کا شرف حاصل ہے۔ صوفی وہ شخص ہے، کہ جب صفائی حاصل کرنے تو کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہ رہے۔ اہلِ تصوّف کے ستر مراتب ہیں۔ اور اُن میں سے ایک مقام

اس جہان کی تمام مرادوں سے نامراد ہونا ہےاور تصوف اس بات کا نام ہے کہ صوفی کے ملک میں کچھ نہ ہو۔اور نہ ہی وہ کسی چیز کا مالک ہو۔

محبت اور تصوف میں کمالیت اس بات کا نام ہے کہ پانچوں وقت کی نماز عرش پر ادا کرے۔

7۔جس چیز کو اللہ دشمن سمجھتا ہے۔تو بھی اُسے دشمن سمجھ اور اُس کے پاس سے بھی نہ گزر۔ اُس کی دوستی یا دشمنی کا ذکر کسی سے نہ کر۔

دنیا سے جس قدر محبت کرے گا اسی قدر آخرت سے دور رہے گا۔مولا اور بندے کے درمیان جو حجاب ہے یہی دنیا ہے جو فساد کی جڑ ہے۔جب تو کسی درویش کو دنیاوی جاہ و منزلت کی طلب میں دیکھے،تو جان لے کہ وہ ابھی گہرائی کے چنگل میں ہے۔

دنیا مردار ہے،اُس کے طالب کُتے ہیں۔اور دنیا کو منافق کے سوا۔کوئی طلب نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ منافقوں کا مقام ہے تمام بدیاں اگر ایک گھر میں جمع کی جائیں تو وہ گھر دنیا ہے۔پس جس کے دل میں دنیا کی محبت محکم ہے،وہ خدا سے دور ہے اور جس پر دنیا تنگ ہے،وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔دنیا کو ہر روز پانچ مرتبہ ندا آتی ہے کہ،اے دنیا! تو ہمارے دوستوں کیلئے تلخ ہو جا۔تاکہ وہ تجھے نیک نگاہ سے نہ دیکھیں،اور اپنے طالبوں کیلئے میٹھی بن جا۔تاکہ وہ تیرا زیادہ ذکر کریں اور انہیں مزہ دے۔تاکہ وہ رنج و مصیبت میں پھنسیں۔جو اللہ تعالیٰ کی طاعت کرتا ہے، دنیا اُس کی خدمت کرتی ہے۔اور جو دنیا کی طاعت کرتا ہے،وہ رنج و مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ جو شخص جس قدر اللہ تعالیٰ سے غافل ہے،اسی قدر دنیا میں مشغول ہے۔دنیا میں تین کام سب کاموں سے بہتر ہیں۔

(1) دنیا کو پہنچاننا اور اُس سے بچنا۔(2) حق تعالیٰ کی طاعت کرنا اور ادب ملحوظ رکھنا۔(3) آخرت کی آرزو کرنا اور اُس کی طلب میں کوشش کرنا۔

جو ہمیشہ موت کو یاد رکھتا ہے۔اُس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔جو جس قدر موت سے

غافل ہوگا، اُسی قدر دنیا کا ذکر اُس کے دل میں مستحکم ہوگا۔ اور طاعت اُس کے دل پر گراں گزرے گی۔ اور وہ گناہ آسانی سے کرے گا۔ قیامت کے دن دنیا دار دوزخ میں اس واسطے نہ ڈالے جائیں گے کہ انہوں نے کوئی گناہ کیا ہے۔ بلکہ اس واسطے کہ اہل دنیا اور اُن سے محبت کرنے والے، اُن کی ذلت کو دیکھ لیں اور افسوس کریں۔

وعظ و نصیحت، صرف کہنے سے اثر نہیں کرتی، تاوقتیکہ خود نمونہ بن کر نہ دکھایا جائے اور ذخیرہ کرنا درویشی نہیں۔

8۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ دنیا اہلِ دنیا درویشوں کے قدموں کے برکت سے قائم ہیں۔ اگر درویش جہان میں نہ ہوتے، یا زمین انہیں قبول نہ کرتی، تو دولت مندوں کو میرا قہر نگل جاتا اور سب کو ہلاک کر دیتا۔

اور اگر رسولِ خدا، درویشی قبول نہ فرماتے، تو درویشی کی برکت اس جہان میں نہ ہوتی اور کوئی زندہ نہ رہتا۔ سب ہلاک ہو جاتے۔ اگر محبت ہے تو یہی درویشوں کی محبت ہے۔ ایک مرتبہ جبرائیلِ امین نے رسول خدا کو یہ حکم خداوندی سنایا کہ، اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ فقیروں سے محبت کرتے ہیں اور انہیں پاس بٹھاتے ہیں، تو آپ کے ساتھ دوستی کریں اور اُن سے مل بیٹھیں۔

رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم خدا فرماتے ہیں کہ، صابر درویش کی دو رکعت نماز کو شاکر دولت مند کی ستر رکعت پر شرف حاصل ہے۔ اور شاکر دولت مند وہ ہوتا ہے جو اپنا مال و اسباب راہِ خدا میں صرف کر دے۔ قیامت کے دن درویشوں سے معافی مانگی جائے گی۔ اور دولت مندوں سے حساب لیا جائے گا۔ قیامت کے دن درویشوں کو حکم ہوگا کہ، ترازوئے صراط کے پاس جا کر اُن اشخاص کو اپنے ہمراہ جنت میں لے جاؤ جنہوں نے دنیا میں تم سے نیک سلوک کیا۔ کوئی راحت درویشوں کی محبت سے بڑھ کر نہیں۔ لیکن یہ ایک دشوار کام ہے۔

9۔ فاقہ کی رات درویش کیلئے معراج کی رات ہوتی ہے۔ اگر شہروں اور مقاموں میں

درویشوں کی برکت نہ ہوتی تو غیر آباد ہو جاتے۔ جو شہر اور مقام دنیا میں آباد ہیں تو سب درویشوں کی برکت سے ہیں۔ کوئی درویش کسی شہر سے آرزدہ ہو کر نہیں جانا چاہیے، نہیں تو وہ شہر برباد ہو جائے گا۔

جب اللہ تعالیٰ کسی شہر یا محلے کو برباد و تباہ کرنا چاہتا ہے یا مصیبت، قحط اور وباء میں مبتلاء کرنا چاہتا ہے یا لوگوں کو پریشان اور تباہ کرنا چاہتا ہے تو، اُس شہر، مقام یا محلے سے مشائخ اور علماء کو اٹھالیتا ہے۔ جب شہر سے کوئی درویش یا عالم فوت ہو جاتا ہے تو فرشتے اس کی موت پر افسوس کرتے اور روتے ہیں پس! جس شہر میں درویش نہیں اس میں خیر و برکت نہیں۔

10۔ متعبر اُن لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ جن کا ظاہر و باطن حق سے آراستہ ہو، اور کسی قسم کا ریاء، حسد، بغض اور کھوٹ اُن کے ظاہر و باطن میں نہ ہو۔ طاعت کریں خالص اللہ تعالیٰ کی خاطر۔ نہ کہ خلقت کو دکھانے کی خاطر۔ جو متعبد ظاہر میں عبادت کرے اور باطن اُس کا خواب ہو، اس کی ہر ایک عبادت لپیٹ کر اُس کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ بلکہ راہِ سلوک میں اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اُس کے ایمان میں خلل نہ آ جائے۔ کیونکہ اے درویش! لوگ اگر ایمان سلامت لے جائیں تو سمجھو کہ انہوں نے کچھ کام کیا متعبدوں کی چار قسمیں ہیں۔

(1) وہ جن کا ظاہر طاعت سے آراستہ ہوتا ہے۔ لیکن باطن خراب ہوتا ہے۔ یہ وہ ایسے لوگ ہیں جو لوگوں کو دکھاوے کی خاطر بہت عبادت کرتے ہیں۔ اور وہ انہیں عزیز جانتے ہیں اور اُن کا دل دنیا میں مشغول ہوتا ہے۔

(2) وہ جن کا ظاہر خراب لیکن باطن طاعت سے آراستہ ہوتا ہے وہ مجانین، یعنی دیوانے ہیں۔ جو باطن میں حق تعالیٰ میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور ظاہر میں اُن کے پاس کوئی سر و سامان نہیں ہوتا۔ اور یہ دیوانے لوگ حق تعالیٰ کی یاد میں اس طرح مشغول ہوتے ہیں کہ کسی کو اُن کے حال کی خبر نہیں ہوتی، اسلیئے ہے کہ اُن کا ظاہر خراب ہوتا ہے۔

(3) وہ جن کے ظاہر و باطن دونوں خراب ہوتے ہیں۔ وہ عوام الناس ہیں، جنہیں

طاعت وغیرہ کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔

(4) وہ جن کے ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہوتے ہیں۔ وہ مشائخ ہیں۔ اگر اتفاق سے اُن سے کچھ طاعت، ریاء کے طور پر ظاہر ہو جائے۔ تو اپنے آپ کو اُس وقت تک مجاہدہ میں رکھتے ہیں کہ جب تک اس ریاء سے بری نہ ہو جائیں۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو جس وقت حالت ہوتی ہے۔ اگر اس وقت تلوار کے لاکھوں وار کیے جائیں۔ یا وہ ذرہ ذرہ کر دیے جائیں۔ تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی۔

11۔ درویشی پردہ پوشی کا نام ہے۔ پس درویش کو چاہیے کہ ان چار چیزوں سے دور رہے۔ (1) آنکھیں اندھی بنالے تا کہ لوگوں کے عیب نہ دیکھے۔ (2) کانوں کو بہرا بنالے تا کہ نہ سننے کے لائق باتیں نہ سنے۔ (3) زبان کو گونگی کرے، تا کہ نہ کہنے والی بات نہ کہے۔ (4) پاؤں کو لنگڑا کرے تا کہ جہاں جانا نا مناسب ہو، وہاں نہ جائے۔ پس اگر یہ خصلتیں پائی جاتی ہیں تو درویش ہے ورنہ دروغ گو مدعی ہے۔

(ii) زہد اور درویشی تین چیزوں کا نام ہے۔ جس میں ہوں اس میں زہد ہے۔ (1) دنیا کو پہنچانا اور اُس سے دستبردار ہونا۔ (2) اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنا اور ملحوظِ خاطر رکھنا۔ (3) آخرت کی آرزو کرنا۔ اور اسکی طلب کی کوشش کرنا۔

مرید اس قدر ذکر کرے کہ اُس کے بدن کا ہر بال زبان بن جائے۔ اور مناسب بلند آواز سے کہے۔ سعادتِ ابدی ذکر میں رکھی گئی ہے۔ انسان کو دن رات بیٹھے اٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ پاکیزگی پلیدی میں (سوائے قضائے حاجت کے وقت) یادِ الٰہی سے غافل نہیں رہنا چاہتے۔ لوگوں کو ذکرِ الٰہی چھ باتوں سے حاصل ہوتا ہے۔

(1) ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ کو خیال کرے کہ وہ دل کو دیکھ رہا ہے۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے باز رکھتا ہے۔ (2) جو شخص ذکر کے وقت گناہوں کی فکر میں رہا سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اُسے دور پھینکتا ہے۔ (3) ذکرِ الٰہی کی کثرت کرے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی کو دل میں محکم

کرے۔(4) جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرتا ہے۔تو وہ اسے دوست بنا لیتا ہے۔ (5) جو شخص ذکرالٰہی کثرت سے کرتا ہے۔دیو، پری وغیرہ کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔اور قبر میں اللہ تعالیٰ اُس کا مونث ہوتا ہے۔(6) کوئی کام ذکرالٰہی سے بڑھ کر نہیں۔اسے بڑھنا چاہیے اور یہ تمام طاعتوں سے بڑھ کر ہے۔

(iii) اللہ تعالیٰ نے جس روز سے دنیا کو پیدا کیا ہے اُسے دشمنی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔اور اگر تمام بدیوں کو ایک مکان میں جمع کر دیں تو اُس کی چابی دنیا ہے۔اور جو دانا ہے، اُس گھر کی اور چابی کی پرواہ نہیں کرتا۔

جب حکمت آسمان سے نیچے اترتی ہے تو اُس دل میں قرار نہیں پکڑتی جس میں یہ چار خصلتیں پائی جاتی ہوں۔ (1) دنیا کی حرص۔ (2) اس بات کی فکر، کہ کل کیا کریں گے۔(3) مسلمانوں کے ساتھ بغض اور حسد۔(4) شرف و جاہ کی دوستی۔ جو شخص چار چیزیں اٹھا لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ بھی اُس سے چار چیزیں اٹھا لیتا ہے۔

(1) جو شخص زکوٰۃ اٹھا لے، اللہ تعالیٰ اُس مال اٹھا لیتا ہے۔(2) جو شخص صدقہ اور قربانی نہ دے۔اللہ تعالیٰ اُس سے آرام اٹھا لیتا ہے۔(3) جو شخص نماز کو ترک کر دے۔اللہ تعالیٰ اُس کی موت کے وقت اُس سے ایمان چھین لیتا ہے۔(4) جو شخص دُعا نہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول نہیں کرتا۔

زکوٰۃ تین قسم کی ہوتی ہے۔

(1) زکوٰۃ شریعت۔ یہ ہے کہ اگر چالیس درہم ہوں تو اُن میں سے پانچ درہم راہِ خدا میں صرف کر دے۔

(2) زکوٰۃ طریقت۔ یہ ہے کہ چالیس میں سے پانچ اپنے پاس رکھے اور باقی راہِ خدا [illegible] صرف کر دے۔

(3) زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ چالیس میں سے کچھ بھی نہ بچائے اور تمام راہِ خدا میں تقسیم کر دے۔

درویشی قناعت میں ہے۔ جو کچھ اُسے ملے۔ یہ نہ کہنا چاہیے کہ ایسا ملنا چاہیے تھا۔ اور انسان کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ میں کچھ کرتا ہوں۔ جو کچھ ظاہر و باطن میں حرکات و کفات اُس سے ظہور میں آتی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھنا چاہیے۔ یہ سب اسکی مرضی سے ظہور میں آ رہی ہیں۔

(نوٹ۔ ضمن نمبر 11 کے اقتباسات راحت القلوب سے ہیں)

4۔ متفرقات

1۔ تمام اسرارِ الٰہی، تعداد میں ستر ہزار ہیں۔ جو ہر روز عالم نورانی سے نازل ہوتے ہیں۔ اور اسرارِ الٰہی کا پہلا مقام یہ ہے کہ۔ جب عاشق پر اسرارِ الٰہی نازل ہوتے اگر اُن میں سے ایک ذرہ بھی باہر نکلے تو تمام جہان منور ہو جائے۔ لیکن اگر اُسی مقام پر کم حوصلگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عاشق اُن اسرار کو ظاہر کردے تو سرمو، برباد ہو جائے۔ جیسا کہ منصور حلاج ہوا تھا۔ ایسے لوگوں کی سزا وہی ہوتی ہے۔ کہ، جو بادشاہوں کے بھید ظاہر کرنے والوں کی ہوتی ہے۔ اور راہِ خدا میں ایسے مرد بھی ہوئے ہیں کہ، ایک ساعت میں دوست کے اسرار کے لاکھ دریا پی جاتے ہیں۔ لیکن ذرّہ بھر بھی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

تاہم جب کوئی دوست، دوست کے، اسرار سے مالا مال ہوتا ہے، اگر اُس وقت اسکی زبان سے کوئی بات نکل بھی جائے، تو کوئی عیب کی بات نہیں۔ کیونکہ جب جگہ ہی نہ رہے، تو پھر وہ اُسے کہاں رکھے۔ یہ تو کاملوں کی حالت ہے۔

لیکن وہ شخص، جو ابتداء ہی میں اپنے اسرار غلباتِ شوق کی وجہ سے ظاہر کردے، تو وہ کم ہمتی سے کام لیتا ہے۔ کیونکہ جہاں تک نگہداشت کی حد ہے وہاں تک تو انہیں محفوظ رکھنا چاہیے۔ لیکن جب زیادہ ہو جائیں اور وہ کچھ ظاہر کردے، تو بعض اہلِ سلوک اُسے جائز کہتے اور معاف کرتے ہیں۔

صاحبِ اسرار، میں ذاتی قوت، اس قسم کی ہونی چاہیے کہ جو سرِ حق، اُس پر نازل ہوں، انہیں وہ محفوظ رکھ سکے۔ اور اس راہ میں، صادق اور عاشق، وہی ہے کہ، عالمِ اسرار میں سے، جو مصیبت وغیرہ، اُس پر نازل ہو، اس پر صبر کرے اور راضی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء پر کرامت چھپائے رکھنا ایسے ہی فرض کیا ہے، جیسا کہ پیغمبروں پر معجزے کا ظاہر کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ۔ جو شخص اظہارِ کرامت کرے گا گویا وہ فرض کا تارک ٹھہرے گا۔

2۔ مجاہدہ یہ ہے کہ، نفس کو بُری حالت میں ترسا ترسا کر مارنا۔ یعنی۔ (1) جو اُس کی خواہش ہو، اسے نہ دی جائے۔ (2) جس طاعت پر نفس راضی نہ ہو، وہی طاعت کی جائے۔

ایک صاحبِ حال، جب یادِ الٰہی میں مستغرق ہوتا ہے تو، مصیبت اور نعمت دونوں، اُس کے سامنے ہوتی ہیں۔ جس کے نصیب میں مصیبت ہوتی ہے اُسے مصیبت دیتے ہیں۔ اور عقل مند وہ شخص ہے کہ، جب وہ مستغرق ہو تو مزاحم نہ ہو۔ کیونکہ کون جانتا ہے کہ اُن کی زبان سے کیا نکل جائے۔

2۔ دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اور وہ دل کیسا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش ضروری کام کیلئے دروازے پر آئے اور وہ اُس کی حاجت روائی میں مشغول نہ ہو۔

جیسا کہ کسی بزرگ کے بارے میں ایسی ہی شکائت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ، اُس پر واجب تھا کہ وہ حاجت مندوں کے کام میں مشغول ہو جاتا۔ اور انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ ورد چھوڑ کر شکائت کنندہ کا کام سرانجام دیتا۔ اور اُس کے بعد پھر ورد میں مشغول ہو جاتا۔

جب کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنا چاہتا۔ یا سلام کرنا چاہتا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی اُسے سلام کرتے اور مصافحہ کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کی بڑی عزت اور حرمت فرمایا کرتے تھے۔ اور جب کوئی بزرگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دینے لگتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بوسہ دیتے۔

جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خیر طلب کرتے ہیں۔ تو ہم دوسروں کو تو ضرور ہی بزرگوں کے دست بوسی سے خیر طلب کرنی چاہیے۔ بزرگوں کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں دین و دنیا کی خیر و

برکت ہے۔اور جو شخص کسی بزرگ یا شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دے گا تو وہ ضرور بخشا جائے گا۔اس واسطے کہ مشائخ کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ہے۔جو مشائخ کا ہاتھ پکڑتا ہے۔گویا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک پکڑتا ہے۔درویش اور مشائخ ایک دوسرے کا ہاتھ اس واسطے چومتے ہیں کہ شائد کسی مغفور کا ہاتھ ہاتھ میں آجائے۔جس کی برکت سے وہ بخشے جائیں۔

جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ۔جو لوگوں کو پانی پلائے۔اسے سب سے بعد پینا چاہیے۔اور اسی طرح کھانا کھلائیں۔میزبان پر واجب ہے کہ۔خود مہمان کے ہاتھ دھلائے لیکن پہلے اپنے ہاتھ دھوکر پاک کرے۔اور ہاتھ دھلانے والے پر واجب نہیں کہ وہ بیٹھے۔خادم پہلے کھانا نہ کھائے۔

3۔حکایات

(1)۔حضرت جنید بغدادی، جب سجادے پر بیٹھ کر یادِ حق میں مشغول ہوتے اور کوئی آجاتا تو وہ چھوڑ چھاڑ کر، اُس سے باتیں کرنے لگتے اور باتوں ہی باتوں میں، وہ جس حاجت کیلئے آتا، پوری کرتے۔اور جب وہ واپس چلا جاتا۔تو آپ تلاوت میں مشغول ہوتے۔

(2) جس وقت حضرت خواجہ شبلی تلاوت میں مشغول ہوتے اور کوئی آجاتا، تو آپ فوراً اٹھ کر اُس کی دست بوسی کرتے اور اُس میں مشغول ہوجاتے۔اور وہ جب تک بیٹھا رہتا اُس سے باتیں کرتے رہتے اور جب وہ چلا جاتا، تو پھر یادِ الٰہی میں مشغول ہوجاتے۔

(3) حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ اپنی بابت فرماتے ہیں کہ:۔

میں جب لوگوں کی آمدورفت سے تنگ آگیا اور تنہائی اختیار کرنا چاہی، تو دل میں خیال آیا کہ، خواجگان نے ایسا نہیں کیا۔بلکہ اُن کا طریقہ یہ تھا کہ وہ سب سے مصافحہ کرتے تھے۔

سو میں چھت پر بیٹھتا اور دونوں ہاتھ نیچے لٹکا دیتا۔لوگ آکر ہاتھ کو بوسہ دیتے جاتے تھے اور مصافحہ کرتے جاتے تھے۔کثرت ہجوم کی وجہ سے ہر روز تقریباً، دس کرتے پھٹ جاتے تھے۔جو لوگ بطور تبرک لے جاتے تھے۔مجھے اُن کی حُسن عقیدت پر تعجب آتا تھا۔کہ دیکھو، کیسے راسخ

الاعتقاد ہیں۔اور جمعہ کے دن، جب نماز پڑھ کر واپس آتا تو، لوگوں کی بھیڑ سے تنگ آجاتا۔

مزید فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزیز ہے۔ وہ خلقت میں بھی عزیز ہے۔

4۔ جب انسان پر رنج و مصیبت نازل ہو تو سمجھنا چاہیے کہ کس سبب سے اور کہاں سے نازل ہوئی ہے۔ اور اُسے تنبیہ کے طور پر لینا چاہیے۔ جو شخص ہر وقت طاعت میں رہتا ہے۔ اُسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچتی۔ نہ اس واسطے کہ اُس کی رسی دراز ہوتی ہے بلکہ اس واسطے کہ اُسے ایسے کاموں سے باز رکھا جاتا ہے کہ جو خواری اور بے عزتی کا باعث ہوتے ہیں۔

درد و زحمت بڑی اچھی چیز ہے جو انسان کو گناہوں سے پاک کرتی اور گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ اور جب لوگ مصیبت میں صبر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ بیماری صحت کی علامت ہے اُس کے سبب آدمی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

اس راہ میں عاشقوں نے درد و بلاء کو اپنی خوراک بنایا ہے۔ اور جس دن اُن پر بلاء نازل نہیں ہوتی وہ اپنا ماتم سمجھتے ہیں۔ اور جب کبھی کسی درد و بلاء میں مبتلا ہوتے ہیں تو شکرانے میں ہزار رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ راہِ محبت میں صادق وہ شخص ہے جو بڑی خواہش سے درد و بلاء کیلئے التماس کرے کیونکہ درد و محنت عاشق کیلئے اسرار و انوارِ الٰہی ہے۔ اور جو اس جہان میں ذرہ بھر بھی درد نہیں رکھتا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ پس اس بات کو مدِ نظر رکھ کہ پیغمبروں، اولیاء اور عاشقوں نے بڑی خواہش سے درد و بلاء کیلئے التماس کی ہے۔

اے درویش! ہم مسافر ہیں۔ اور ہم بلاء کے سر پر بیٹھے ہیں اور ہر بلاء دنیا ہے۔ اچانک ہی ہماری عمر کی بساط لپیٹ لی جائے گی اور ہمارا مقام و منزل قبر بنے گی۔

5۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کام میں ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے کام میں ہوتا ہے۔ اس صورت میں مرید کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ترقی دے اور بندے کو سمجھنا چاہیے کہ سب درد و محنت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں اور اپنے نفس کا خود طبیب بننا چاہیے۔ اور تصوف کے مذہب اور راہِ سلوک میں، وہ شخص صوفی اور سالک ہی نہیں جو یادِ حق میں نہیں۔ اس واسطے کہ وہ جس دم یادِ الٰہی سے غافل رہتا ہے،

اُسے کیا معلوم ہے کہ، اُس سے کیسی کیسی نعمتیں ہٹائی گئی ہیں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے، یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

اہلِ تصور صرف اسی دل کو زندہ سمجھتے ہیں جو یادِ حق میں مستغرق ہو اور ایک دم بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ اور اُن لوگوں کے دل جو یادِ الٰہی سے غافل ہیں اہل تصوف انہیں زندہ شمار نہیں کرتے۔ اور اپنی بابت فرماتے ہیں کہ:۔

افسوس اُس گھڑی پر۔ جب میں یادِ حق میں ہوں اور کوئی مجھے یاد آ جائے اور میں یادِ حق سے غافل ہو جاؤں

6۔ قرآن شریف کی تلاوت تمام عبادتوں سے افضل ہے اور دنیا اور آخرت میں اُس کا درجہ ملتا ہے اور اُس کے بے شمار فائدے ہیں۔

(1) تلاوت قرآنِ پاک سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔ ہر حرف کے بدلے ہزار سالہ عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ اور اُسی قدر بدیاں اُس کے نامہ اعمال سے ہٹائی جاتی ہیں۔

(2) جو شخص دوست سے کلام کرنا چاہتا ہے۔ وہ کلام اللہ میں مشغول ہو۔ جو راز عالم میں ہے۔ وہ قرآن شریف پڑھتے وقت انسان پر منکشف ہوتا ہے۔ اور لوگوں کو حضور اور مشاہدہ کی نعمت تلاوتِ قرآن کے وقت حاصل ہوتی ہے۔

ہر روز ستر مرتبہ، انسان کے دل میں سے یہ ندا ہوتی ہے کہ اگر تجھے ہماری آرزو ہے تو سارے کام چھوڑ کر تلاوت قرآنِ پاک کر۔

(3)۔ قرآن مجید پڑھتے وقت کئی آدمی بخشے جاتے ہیں۔

(i) وہ جو، جس نے پڑھنے والے کو پڑھایا ہو۔ (ii) پڑھنے والا۔ (iii) سننے والا، پاس پڑوس۔

انسان کو قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول رہنا چاہیے۔ اس واسطے کہ، عاشق اور معشوق میں گفتگو سے باہمی الفت بڑھتی ہے۔ اور جس طرح انسان تنہائی میں کلام اللہ کا ذوق حاصل کرتا ہے۔ اُسی طرح تنہائی میں قیامت کے دن اُس پر تجلی ہوگی۔

جب انسان قرآن شریف پڑھے تو اُس کے معانی وغیرہ کا خیال رکھے اور اُس وقت کسی مخلوق کا خیال دل میں نہ لائے۔ راہِ سلوک میں اس سے بڑھ کر کوئی بات نہیں۔

(4) جب اس طرح سے قرآن شریف پڑھا جائے تو:۔

فرشتہ ایک لاکھ حوروں کے ساتھ۔ پڑھنے والے کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔ اور وہ فرشتہ حوروں کو اس طرح کہتا ہے کہ آنکھیں دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتیں۔ پھر وہ فرشتہ فرطِ محبت سے اپنا منہ، پڑھنے والے کے منہ پر رکھتا ہے۔ اور جب تک وہ شخص زندہ رہتا ہے۔ فرشتہ اُس کے ہمراہ رہتا ہے۔ اور پھر وہ فرشتہ مع حوروں کے اُس کے ہمراہ جنت میں آجاتا ہے۔

(5) جب کلام مجید کا حافظ، فوت ہو جاتا ہے تو اُسکی جان نوری قندیل میں ڈال کر عرش کے پاس لے جاتے ہیں۔ اور ہر روز اُس پر ہزار مرتبہ انوارِ تجلّی کرتے ہیں۔ قیامت کے روز کلام مجید کے حافظ کو فرمان ہو گا کہ جنت میں جاؤ۔ اور اُس پر الگ تجلّی ہو گی۔

(6) انسان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک اور اماماں دین میں سے، کسی کی زیارت کیلئے قرآنی تلاوت اور ''سورۃ فاتحہ'' کے ختم میں مشغول ہونا چاہیے۔ تا کہ کلام اللہ اور اُن کی روحوں کی برکت سے، اُس کے دینی و دنیاوی کام بخوبی سرانجام ہوں۔ اس کو عزت و مرتبہ حاصل ہو۔ وہ صاحبِ قرب ہو جائے اور اُسے اسرارِ تجلّی حاصل ہوں۔

7۔ علم اور علما سے محبت۔ (1) رسولِ خدا فرماتے ہیں کہ جو شخص علم اور علما سے محبت کرتا ہے۔ اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔ سچی محبت اُن کی پیروی میں ہے۔ جب کوئی اُن سے محبت کرے گا تو ضرور اُن کی متابعت کرے گا۔ اور ناشائستہ حرکات سے باز رہے گا۔ اور جب یہ حالت ہو گی تب اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔

(2) علما اور مشائخ کی دوستی رسولِ خدا کی دوستی ہے۔ ابلیس لعین، سب کو دھوکا اور فریب دے جاتا ہے۔ لیکن علماء اور مشائخ کو نہیں دے سکتا۔ اس واسطے کبھی علماء اور مشائخ کی دوستی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اور جس دل میں علماء اور مشائخ کی محبت ہو اس کے خرمنِ گناہ کو اُن کی محبت کا

ایک ذرہ جلا کر ناچیز کر دیتا ہے۔

(3) علماء، انبیاء کے وارث ہیں۔ اور مشائخ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ۔ اگر علماء اور مشائخ کی برکت جہان میں نہ ہوتی تو لوگوں کی شامتِ اعمال کی وجہ سے ہر روز ہزاروں بلائیں نازل ہوا کرتیں۔ اور اہل زمین کی زندگی علماء اور مشائخ کی زندگی سے وابستہ ہے۔ جب بلائیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں تو اُس شہر پر کم نازل ہوتی ہیں۔ جس میں علماء اور مشائخ ہوں۔ اُس شہر پر ہزار افسوس ہے۔ جس میں علماء اور مشائخ نہ ہوں۔

(4) رسولِ خدا نے اپنی امت میں سے انہی دو گروہوں پر فخر کیا کیونکہ وہ یعنی علماء اور مشائخ، دین کے ستون ہیں۔ جو اُن کا ہو رہتا ہے وہ عذابِ قیامت سے رہائی پا جاتا ہے۔

(5) حدیث میں آیا ہے کہ ایک عالم فقیہہ ہزار ایسے عابدوں سے بہتر ہے۔ جو رات کو جاگیں اور دن کو روزہ رکھیں۔

عالم کی ایک دن کی عبادت اور اُس کی عابد کی چالیس سالہ عبادت کے برابر ہے جو عالم نہ ہو۔ جب عالم یا شیخ فوت ہو جاتا ہے تو جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

8۔ مراتب خلفائے راشدین بنظر حضرت خواجہ عثمان ہارونی بحوالہ انیس الارواح۔

حضرت جبرائیل نے حضورؐ کو عرض کی کہ حکم الٰہی یوں ہے کہ۔

(1) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جسم پر جتنے بال ہیں۔ آپ کی امت میں سے اُسی قدر آدمیوں کو ہم نے دوزخ کی آگ سے نجات دی اور اُسی قدر ثواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاصل کیا۔

(2) جس قدر رگیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے اُن پندرہ، آزاد کردہ غلاموں کے بدن میں ہیں، اُن سے پچاس گنا، آپکے امتی میں نے دوزخ کی آگ سے آزاد کیے اور اُسی قدر ثواب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوا۔

(3) جتنی رگیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُن سو آزاد کردہ غلاموں کے بدن میں ہیں، اُن سے سو گنا آدمی، میں نے آپ کی امت کے بخش دیے۔ اور اُسی قدر ثواب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنائت ہوا۔

(4) ہمارے علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں۔ ہم نے دنیا میں اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیے ہیں۔ تیری اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضاء پر ہم نے ہر عالم میں سے دس ہزار کو دوزخ کی آگ سے نجات دی مزید فرمایا کہ:۔ لائق فرزند وہ ہے جو کچھ، اپنے پیر کی زبان سے سنے۔ ہوش کے کانوں سے سنے اُسے بجالائے۔ اسے اپنے شجرہ میں لکھ لے۔ تاکہ شرمندہ نہ ہو۔

5۔ حصولِ رزق

(1) مردِ خدا وہی ہے۔ جو ذرّہ بھر بھی راہِ خدا سے باہر نہ ہو۔ اور رزق کی خاطر کبھی پریشان نہ ہو۔ اور شریعت و طریقت میں صادق بندہ وہ ہے۔ جو روزی سے دل نہ لگائے۔ بلکہ فراخ دلی سے اپنے مولا کی اطاعت میں مشغول رہے۔ اور جان لے کہ جو کچھ میرے مقدر میں ہے وہ مجھے مل کر رہے گا۔ اور اُس سے کچھ، ذرہ بھر بھی کم نہ ہوگا۔

(2) فقر کی راہ میں ثابت قدم وہ ہے۔ جو روزی سے دل نہ لگائے کہ آج تو میں نے کھالیا ہے۔ کل کیا کھاؤں گا۔ اور ایسے اشخاص کو، اصحابِ طریقت بے دین اور بد دیانت کہتے ہیں۔

(3) اہلِ سلوک لکھتے ہیں کہ، جس طرح موت انسان کو ڈھونڈتی ہے اور اُس کے کندے پر لکھی ہے۔ اسی طرح رزق بھی لکھا ہوا ہے اور وہ انسان کو ڈھونڈتا ہے۔ اور جہاں کہیں آدمی جاتا ہے، رزق اُس کے ہمراہ جاتا ہے۔ اور اگر بیٹھتا ہے تو رزق بھی اُس کے پاس ہی بیٹھتا ہے۔

(4)۔ مولیٰ کا طالب بن، تاکہ جو کچھ مولیٰ کی ملک میں ہے۔ وہ تیری طلب کرے۔ کیونکہ جو شخص مولا کی طلب میں ہوتا ہے اور دنیا کی طرف توجہ نہیں کرتا، تو دنیا ہزار آرزو سے اُس کے پیچھے پڑتی ہے۔ اور وہ اسے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ بلکہ اُس سے پڑتی ہے اور وہ اُسے آنکھ

اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ بلکہ اُس سے اس طرح بھاگتا ہے، جیسے مسلمان مُردار سے۔

اور جب کوئی مسلمان، دنیا طلب کرتا ہے، تو وہ ہرگز اُس کو نہیں پا سکتا۔ بلکہ وہ اُس سے اس طرح بھاگتی ہے، جیسے مسلمان مردار سے۔

دنیا آخرت کی کھیتی سے مراد یہ ہے کہ، اُس میں صدقہ زکوٰۃ اور سخاوت کرے اور آئندہ کیلئے کچھ بولے تا کہ پھل اٹھا سکے۔

(5) جتنے متوکل ہیں انہیں رزق وغیرہ کا غم ہے اور نہ اندیشہ اس واسطے کہ، جو کچھ قسمت میں ہے وہ مل کر ہی رہے گا۔ تو پھر غم اور اندیشہ کرنے کا فائدہ ہی کیا ہے۔ درویش اگر سو سال بھی مارا مارا پھرے اور اپنے حصّے سے بڑھ کر رزق طلب کرے تو، مقدر سے زیادہ، ذرّہ بھر بھی نہیں ملے گا۔ اے درویش! جہاں تو جائے گا، پروردگار۔ تو وہی ہے وہ تو نہیں بدل جائے گا۔ جو کچھ اُس نے لکھ دیا ہے وہ پہنچا دے گا اہلِ سلوک، جسے دیکھتے ہیں کہ رزق کیلئے پریشان ہے تو وہ درویشوں کو حکم کرتے ہیں کہ، اسے اسکی گردن سے پکڑ کر خانقاہ سے نکال دو۔ کیونکہ وہ بد اعتقاد اور توکل سے بے بہرہ، درویش ہے۔

(6)۔ رزق چار قسم کا ہے۔

(i) رزقِ مقسوم = یہ وہ ہے جو قسمت میں اس کے اندر لوحِ محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔ اور وہ ضرور ملے گا۔

(ii) رزقِ مذموم = یہ وہ ہے کہ جو کچھ کھانے پینے کی چیز ملے اُس پر صبر نہ کرے جبکہ خود اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے۔

(iii) رزقِ مملوک = یہ وہ ہے کہ، نقدی اور اسباب وغیرہ جمع کیا جائے یا تجارت کی جائے۔ جس کے بارے میں سالکوں نے کہا ہے کہ، تجارت وہ شخص کرتا ہے، جسے حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے انکار نہ ہو۔ مگر درویش کیلئے مناسب یہی ہے کہ، جو نقدی یا اسباب اُسے ملے،

سب راہ خدا میں صرف کر دے اور ذرہ بھر بھی اپنے لیے محفوظ نہ رکھے۔

(iv) رزق موعود = یہ وہ ہے کہ، جس کا اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں اور عابدوں سے وعدہ کیا ہے۔
یعنی، نیک لوگوں کو رزق کے اندیشے سے فارغ کر دیا ہے کیونکہ، اللہ تعالیٰ نے اُن سے
وعدہ کیا ہے کہ اُن کو بے مانگے رزق پہنچے گا۔ اور جو اُن کی ضروریات ہیں، اُن کو مہیا کی جائیں گی۔

6۔ توبہ

توبہ کی تین قسمیں ہیں

(1) ماضی = یہ کہ دشمنوں کو راضی کرے اور توبہ کرتے وقت معذرت کرے = (2) = حال = یہ کہ، کیے ہوئے گناہ سے مذمت حاصل ہو = (3) = مستقبل = یہ کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے =

حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کیلئے توبہ کرنی فرض ہے اور خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا ہے کہ میں نے توبہ فرض کر دی، جب تک خلقت اس جہان میں ہے اور جب تک تیرے فرزند توبہ کریں گے میں ان کی توبہ قبول کروں گا۔ مرنے سے پہلے توبہ کر لو۔ پھر بعد میں افسوس کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مغرب کی طرف، رات کی توبہ کیلئے ایک دروازہ بنایا ہے۔ جسکی فراخی ستر سال کی راہ کے برابر ہے۔

توبہ دو قسم کی ہے۔ ایک توبہ نصوحی، یہ کہ اُس کے بعد انسان گناہ کے نزدیک نہ پھٹکے۔ دوسری توبہ یہ ہے کہ انسان دن رات توبہ کرے اور توڑ ڈالے اور ایسی توبہ اچھی نہیں۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ نے توبہ کی چھ اقسام بیان فرمائی ہیں۔ جو یہ ہیں:۔

(1) دل اور زبان سے توبہ کرنا۔ (2) نفس کی توبہ (3) آنکھ کی توبہ (4) کان کی توبہ (5) ہاتھ کی توبہ (6) پاؤں کی توبہ۔

(1) دل اور زبان سے توبہ۔ جب توبہ کی دل سے تصدیق نہ کرے۔ اور زبان سے اقرار

نہ کرے تو، توبہ درست ہو ہی نہیں سکتی۔ اس واسطے کہ جب دل میں دنیا کی دوستی، کھوٹ، حسد، دکھ، ریا، فحش اور برائی وغیرہ، رہے اور وہ اس سے پاک نہ ہو جائے اور سچے دل سے ان معاملات سے توبہ نہ کرے تو اس کی توبہ توبہ شمار نہیں ہوتی۔

مثلاً ایک شخص گناہ کر رہا ہے اور اُسی وقت توبہ حجاب اور آفت کا موجب ہوتی ہے۔ جب تک ان شہوات اور خواہشات سے توبہ نہ کرے اور تمام آعضاء کو پاک نہ کرے تو ہرگز کسی مرتبے کو نہیں پہنچتا۔

=زبان= زبان خاص کر ذکر اور قرآنی تلاوت کیلئے بنائی گئی ہے اور اگر تو آخرت میں اپنے آپ کو سلامت لے جانا چاہتا ہے تو ناشائستہ گفتگو سے اپنی جان کو بچا۔ جب صبح ہوتی ہے تو ساتوں اعضاء زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے زبان، اگر تو اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھے گی تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔

زبان کی توبہ یہ ہے کہ تو، توبہ کے بعد زبان کو ہر ناشائستہ کلام سے دور رکھے اور بے ہودہ بات نہ کرے اور نہ کہنے والی باتوں سے توبہ کرے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ، تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کرے پھر قبلہ رخ بیٹھ کر یہ دعا کرے کہ:۔

پروردگار، میری زبان کو بُرا کہنے سے توبہ عنائت کر اور اپنے ذکر کے سوا کسی اور بات کے کہنے پر اسے جاری نہ کر۔ اور جن باتوں میں تیری رضا نہیں، اُن کے بیان کرنے سے باز رکھ۔

جب عالم نورانی سے تجلی الٰہی کے اسرار و انوار نازل ہوتے ہیں تو پہلے دل پر نازل ہوتے ہیں اور جب زبان اور دل آپس میں موافق ہو جاتے ہیں تو پھر عشق کے انوار وہاں مکان کرتے ہیں اور اگر دل اور زبان ایک دوسرے کے موافق نہیں تو محبت کے انوار وہاں سے واپس چلے آتے ہیں۔ اور ایسے دلوں پر جاتے ہیں جو زبان سے موافق ہوتے ہیں۔

(2) نفس کی توبہ = اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

میں اپنی حکمت سے اُسے مخلوق کے درمیان معزز کروں گا جو، دل کو دنیا کی محبت سے

محفوظ رکھتا ہے اور جو اپنے نفس کو نظر بازی سے محفوظ رکھ سکے۔ اُسے ترکِ گناہ سے معزز بناؤں گا جو میرے سوا سب کو بھول جائے گا اور اُسے روزِ قیامت بھی معزز بناؤں گا۔ سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ، انسان اپنے نفس پر حکمران ہو، تا کہ نفس شہوت رانی نہ کر سکے۔ اور اس کام کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے۔ یہی درویش کے کام کا خلاصہ اور درویشی کا جوہر ہے۔

نفس کی توبہ یہ ہے کہ، نفس کو تمام خواہشات اور ماکولات اور شہوات سے باز رکھا جائے۔ اور نفس کی خواہش کے مطابق کام نہ کیا جائے۔ اور اُن سب امور سے توبہ کی جائے جو اس زمرے میں آتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے کہ، جو شخص اپنے پروردگار سے ڈرے اور خواہشاتِ نفس کو روکے۔ تو اُس کا مقام جنت میں ہوگا۔

(3) آنکھ کی توبہ = آنکھ کی توبہ تین قسم کی ہے۔

(1) ممنوعہ اشیاء کے دیکھنے سے (2) اگر مسلمان بھائی کوئی عیب کرے اور وہ کچھ دیکھ لے، تو اس سے توبہ کرے کہ میں نے کیوں دیکھا (3) اگر آنکھ دیکھ لے تو کسی کے آگے بیان کرے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میں صادق وہ ہے کہ جب اُسکی آنکھ میں مشاہدہ حق کا سرمہ لگ جائے تو آنکھ بند کرے اور غیر کی طرف نہ دیکھے۔ اور صرف روزِ قیامت تجلّیِ حق کو ہی دیکھے اور وہ بھی اُس وقت جب دوست اُس کی منت کرے۔ کہ اب آنکھ کھول۔ تب کھولے دوسرے یہ کہ، جس آنکھ نے دوست کا جمال دیکھا ہو، حیف ہے کہ پھر وہ کسی اور کو دیکھے اور اگر وہ دیکھے تو اسکا اندھا ہونا ہی بہتر ہے۔ تا کہ قیامت کے دن جب اٹھے تو جمالِ دوست ہی میں آنکھ کھولے۔

(4) کان کی توبہ = کان کی توبہ یہ ہے کہ تمام نا قابل شنید باتوں سے توبہ کرے اور کوئی ممنوعہ شے نہ سنے۔ پھر اس کی توبہ شمار ہوگی۔ انسان کو جو قوتِ سماعت دی گئی ہے تو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سنے۔ اور جہاں اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھا جا رہا ہو، کان لگا کر سنے۔

نہ اس واسطے کہ، جہاں برائی، تمسخر اور سرور وغیرہ ہو رہا ہو۔ اس واسطے کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو اس قسم کی آوازیں سنے گا، روزِ قیامت سیسہ پگھلا کر اُس کے کانوں میں ڈالا جائے

گا۔ پس اے درویش، درویشوں نے اپنے آپ کو خلقت سے اور اس کی صحبت سے دور رکھا ہے۔ اور تنہائی اختیار کی ہے۔ تاکہ ناقابل شنید باتیں نہ سنیں۔ یہی کان کی توبہ ہے۔

(5) ہاتھ کی توبہ = ہاتھ کی توبہ یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز نہ چھوئی جائے۔ جس کا پکڑنا منع ہے۔ اور ایسی تمام باتوں سے پرہیز کرے جو اس زمرے میں آتی ہوں اور ان سے توبہ کرے۔

(6) پاؤں کی توبہ = پاؤں کی توبہ یہ ہے کہ جن مقامات پہ جانا مناسب نہیں وہاں نہ جایا جائے اور خواہش سے پاؤں باہر نہ رکھے تاکہ اس کی توبہ، توبہ شمار ہو۔

حضرت علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ = آداب تجرید میں یہ شامل ہے کہ آنکھ ناشائستہ چیزوں پر نہ ڈالے۔ ناقابل شنید چیزوں کو نہ سنے۔ ایسی چیزوں کے متعلق نہ سوچے، جو سوچنے کے لائق نہ ہوں۔ نفسانی خواہش کی آگ کو بھوک سے فرو کرے۔ دل کو دنیا اور دنیا کی دلچسپیوں سے بچائے۔ اپنی خواہش نفس کو علم اور الہام نہ کہے۔ شیطانی شعبدوں کی تاویل نہ کرے۔ اور یہی مقبول طریقت ہونے کا راستہ ہے۔

7۔ گودڑی، صوف، خرقہ، کلاہ

(1) گودڑی اور صوف انبیاء کا لباس ہے۔ پس اے درویش، یہ لباس ایسے شخص کیلئے جائز ہے جس کا ظاہر و باطن بُری صفات سے خالی ہو۔ اس لیے کہ صوفی وہ شخص ہے جس میں دنیاوی یا بشری کسی قسم کی آلائش یا کدورت نہ ہو۔ اور خرقہ وہ شخص پہنتا ہے جو دونوں جہان سے قطع تعلق کرے اور اپنے پیروں اور مشائخ کے طریق کار کا پابند ہو۔ اور اگر تو خرقہ پہننا چاہتا ہے تو محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر پہن، نہ کہ خلقت کو دکھانے کیلئے۔ تاکہ وہ تیری عزت کریں۔

(2) اس راہ میں، پیر میں ذاتی قوت ہونی چاہیے تاکہ اگر کوئی مرید سونے کی خاطر حاضر ہو تو وہ نور معرفت سے اس کے قلوبِ ثلثہ کو دیکھے اور دنیاوی غل و غش سے صاف کر کے چند مدت

اپنے پاس رکھ کر اُسے مجاہدہ کا حکم کرے۔ پھر جب اُس میں حرصِ و ہوا کی کدورت باقی نہ رہ جائے، تو پھر اگر اُس کو خرقہ دے تو جائز ہے۔ اور خرقہ اور کلاہ اس کو دینا جائز ہے، جس نے اپنے آپ کو مجاہدے اور محبتِ اولیاء میں پاک کر لیا ہو۔

(3) جو شخص خرقہ پہن کر خرقے کا حق ادا نہ کرے تو، نہ وہ شخص قابلِ اعتبار ہے اور نہ ہی وہ خرقہ۔ قیامت کے روز کئی ایسے خرقہ پوش بھی ہوں گے، جن کے گلے میں آگ کے خرقے پڑے ہوں گے خرقہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس جو شخص بے خرقہ ہے بے صحت اور بے ارادت ہے۔ اور اگر کسی کو مرید بناتا ہے تو وہ خود گمراہ ہوتا ہے نہ کہ مرید۔

(4) خرقہ کی ابتداء حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ہوئی، جس روز اُن کو ڈھینگی میں رکھا گیا۔ تو حضرت جبرائیل نے بحکم خداوندی اُن کو بہشتی خرقہ لا کر پہنایا۔ پھر وہی خرقہ علی الترتیب، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کو پہنایا گیا۔ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خرقہ عطا ہوا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خرقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔

(5) گودڑی پہننے کی ابتداء بھی خرقہ کی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ہوئی۔ جو کہ سیاہ رنگ کی، حضرت جبرائیل نے اُن کو لا کر دی، اور اُن کو خداوند تعالیٰ کا یہ پیغام بھی سنایا، کہ یہ گودڑی ہم نے خاص تیرے لیے جنت میں بنائی ہے، اسے پہن لو اور اپنے فرزندوں میں اس کا رواج کرنا اور آخری پیغمبر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تک پہنچانا۔

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا، تو آپ نے وہ گودڑی حضرتُ علی رضی اللہ عنہ کو عنائت فرما کر اسے امت تک پہنچانے کا حکم صادر فرمایا۔

(6) یہ لباس اُس شخص کیلئے جائز ہے، جس کا ظاہر و باطن، دنیاوی آلائشوں سے بالکل صاف ہو، اور اہلِ صفہ، وہ درویش ہے کہ جب وہ انبیاء اداولیاء کا لباس پہنے۔ تو اُس کا حق بھی ادا کرے تا کہ قیامت کو شرمندہ نہ ہو۔

(7) جب درویش صوف پہن لے تو، اُس پر واجب ہے کہ وہ گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار

کرے اور دولتمندوں سے ملنا جلنا چھوڑ دے۔ جب تک صوفی کا دل غل وغش، حسد و کینہ، حرص و ہوا اور تکبر و ریاء، سے پاک نہ ہو جائے اُسے صوف اور گودڑی پہننا جائز نہیں۔

جب صاحبِ تصوف، گودڑی کو عہدے اور اپنے اقتدار کا وسیلہ بنائے تو وہ جھوٹا اور کاذب مُدعی ہے۔ جو شخص حرام اور مشتبہ لقمے سے پرہیز نہیں کرتا اور بادشاہوں کی صحبت نہیں چھوڑتا، اسے گودڑی اور صوف پہننے کی اجازت نہیں۔

(8) حضرت آدم کو صفی اللہ، اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے علم علوی میں مذہب تصوف کو قبول کیا۔ اور اہلِ تصوف کو تمام مخلوقات پر شرف حاصل ہے۔ جو شخص اس لباس کی بے عزتی نہیں کرتا۔ دنیا میں مشروعہ آمدنی سے زیادہ حریصوں کی طرح لالچ نہیں کرتا وہ صابر اور متوکل ہے۔ گودڑی اور صوف کے رنگ میں اختلاف ہے بعض مشائخ کی رائے ہیں سرخ نہ پہنے۔ کیونکہ یہ شیطانی لباس ہے۔

= کُلاہ = (عمامہ)

(1) کلاہ دو قسم کی ہے، ایک لاطیہ، جو سر سے ذرا نیچے کی ہے۔ دوسری ناشرہ جو سر سے اوپر اٹھی رہے۔ لاطیہ قسم کی کلاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے سر مبارک پر رکھی ہے اور ناشرہ، جو سیاہ رنگ کی ہوتی ہے اسے بعض مشائخ اپنے سر پر رکھتے ہیں، جسے حضور ﷺ نے بہت کم اپنے سر مبارک پر رکھا ہے۔

(2) کلاہ کی اصل اللہ تعالیٰ سے ہے۔ حضرت جبرائیل جنت سے چار کلاہ لائے اور حضور ﷺ کو دیے اور عرض کی کہ پہلے خود سرِ مبارک پر کرو اور پھر جیسے مرضی ہو دو اور اپنا خلیفہ بناؤ۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کو پہلے خود، اپنے سرِ مبارک پر رکھا اور پھر ایک گوشہ کلاہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عنائت فرمایا۔ اور فرمایا کہ، یہ آپ کا کلاہ ہے۔ جیسے مرضی ہو عطا کرنا۔ پھر دو گوشہ کلاہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عنائت کر کے فرمایا کہ، یہ آپ کا کلاہ ہے، جسے چاہیں

عنائت کریں۔ پھر سہ گوشہ کلاہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو عنائت فرما اور پھر چہار گوشہ کلاہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سرِ مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ، اے علی رضی اللہ عنہ، یہ کلاہ تیرا ہے۔ صوفیا میں سے جسے چاہے عنائت کر۔ اور مجھے یہی فرمان تھا کہ چہار گوشہ ٹوپی علی رضی اللہ عنہ کو دینا۔

(3) ٹوپی سر پر لینا تو سہل ہے، لیکن اُس کے احکام و شرائط بجالانا بہت مشکل ہے۔ اور اگر اُس کے احکام و شرائط کا ایک ذرّہ بھر بھی بجا نہ لائے تو وہ جھوٹا مُدعی ٹھہرتا ہے۔ نہ کہ صدیق اور راست گو۔

(4) کلاہ سر پر وہ شخص رکھتا ہے جو دنیا سے بالکل قطع تعلق کرے اور دولت مندوں اور اہلِ دنیا کی صحبت ترک کر دے۔ اور کلاہ کا جو حق ہے وہ ادا کرے۔ تا کہ روزِ قیامت حضور ﷺ خلفاء او مشائخ طبقات سے شرمندہ نہ ہو۔

(5) پیر کو کلاہ اُس شخص کو دینی چاہیے جس کا ظاہر و باطن روشن ہو۔ جب کوئی کلاہ کا خواستگار ہو تو پیر پہلے نورِ معرفت سے اُس کے باطن کو دنیاوی آلائشوں سے صاف کرے اور جب اُس کا ظاہر و باطن صاف ہو جائے اور کسی قسم کی کوئی آلائش باقی نہ رہ جائے تو پھر کلاہ دے۔

اگر ایسا نہ کرے گا تو پیر خود بھی گمراہ ہوگا اور مرید کو بھی گمراہ کرے گا۔

(6) اہلِ کلاہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے آگے سر نہیں جھکاتے۔ اور اے درویش، اتنے اہلِ خرقہ وکلاہ، جو روزی کی خاطر دربدر پھرتے ہیں اور روٹی کے محتاج ہیں اُس کی یہی وجہ ہے کہ وہ بددیانت ہیں۔

جب کسی اہل کلاہ کو بادشاہوں اور امراء کے پاس جاتا دیکھے تو اُس سے کلاہ چھین لینی چاہیے۔ اہلِ کلاہ کو کلاہ، سزا تو دیتی ہے لیکن انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ سزا انہیں کہاں سے ملی ہے۔

اگر وہ کلاہ کا حق ادا کریں تو کبھی بے یقینی کا نشان تک اُن میں نہ پایا جائے اور دنیا اور آخرت میں بالکل محفوظ رہیں۔ اور اہلِ کلاہ کی جو بے عزتی ہوتی ہے وہ اسلیے کہ وہ کلاہ کا حق ادا نہیں کرتے۔

(7) اے درویش، کلاہ کے چار گوشے ہیں۔

پہلا شریعت کا، دوسرا طریقت کا، تیسرا معرفت کا اور چوتھا حقیقت کا، پس جو ان چار خانوں میں استقامت کرے گا اُس کیلئے کلاہ وہ سر پر کرنی جائز ہے۔

(8) اے درویش، جب تک تو چار عالموں سے اپنے آپ کو نگاہ میں نہیں رکھ سکتا، تیرے لیے کلاہ پہننا واجب نہیں۔ جو یہ ہیں۔ اول عالمِ چشم، یعنی آنکھ کو تمام نا قابلِ دید چیزوں کے دیکھنے سے روکے۔ دوسرے عالم گوش یعنی کانوں کو نا قابلِ شنید باتوں کے سننے سے روکے۔ تیسرے عالمِ زبان، جب تک زبان کو گونگا نہ بنالے، کلاہ کا مستحق نہ ہوگا۔ چوتھے عالمِ دست و پائے۔ یعنی جب تک ہاتھ اور پاؤں کو ممنوعہ افعال سے نہ روکے گا، کلاہ کے لائق نہ ہوگا۔

(9) کلاہ کے مزید چار خانے ہیں۔ پہلا اسرار وانوار کا۔ دوسرا محبت وتوکل کا۔ تیسرا عشق واشتیاق کا۔ چوتھا رضاء اور موافقت کا۔ جو کوئی شخص کلاہ سر پر کرتا ہے تو یہ چاروں امور اس کی چوٹی میں جمع ہونے چاہیں۔

(10) کلاہ اُس کے سر پر کرنی جائز ہے جو (i) اٹھارہ ہزار عالم سے بیزار ہو (ii) دنیا و مافیہا کو تین طلاق دے (iii) اپنا تمام مال واسباب راہِ خدا میں صرف کردے اور اپنے لیے کچھ بھی بچا کر نہ رکھے

(11) کلاہ پوش، جس قدر طاعت وعبادت ومجاہدہ کرتا ہے اُسی قدر اس پر رحمتِ حق کا سایہ ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ کلاہ رحمتِ الٰہی کا سائبان ہے۔ اور انسان اُس وقت تک خدا رسیدہ نہیں ہوسکتا، جب تک کلاہ نہ پہنے اور کسی کا مرید نہ بنے۔ اور بہت مجاہدہ نہ کرے۔ دین ودنیا کی سعادت کلاہ میں رکھی ہے۔ جو اُسے پہن کر اُس کا حق ادا کرتا ہے۔ اُسے دین ودنیا کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

(12) جس نے فقراء اور اہلِ تصوف کے بارے میں، حسد و کینے سے اس واسطے کام لیا کہ وہ، متقدمین کی باتوں کی تحقیق کرے تو سمجھ لو کہ، اُس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا۔ اور

اُس پر فقر کا ذرّہ بھر بھی اثر نہ ہوگا۔

اے درویش، فقر اور تصوف تو بہت ہیں اور بے شمار ہیں لیکن ان مقامات کو غل وغش باطل کر دیتے ہیں۔ اور غل وغش اُس وقت پیدا ہوتے ہیں، جب صاحب تصوّف کے دل میں دنیاوی مرتبے اور مال و دولت کا خیال آئے۔

(13) درویش خلق کو کلاہ، اس وقت عنائت کر سکتا ہے جب اُس میں یہ چار باتیں پائی جاتی ہیں۔ (i) قضائے حاجت کے سوا مصلے سے نہ اٹھے۔ اور کٹیا کا دروازہ کسی کیلئے کھلا نہ رکھے۔ مگر اُس وقت جب کہ عالمِ غیر سے کوئی چیز میسر ہو۔ (ii) جب کوئی کلاہ کیلئے ملتمس ہو، تو جب تک نورِ باطنی سے اُس کے ظاہر و باطن کو روشن نہ دیکھ لے، کلاہ نہ دے۔ (iii) اُس کے مجلس خانے میں علم کا چرچا ہو۔ اور جب کوئی کسی چیز کے متعلق اُس سے سوال کرے تو فوراً شافی و کافی جواب دے اور یہ نہ کہے کہ فلاں کتاب میں دیکھو۔ (iv) اُسے ولائت حاصل ہو۔ یعنی مرید کا ہاتھ پکڑتے ہی اُسے خدا رسیدہ بنادے۔ اور ولائت کسی کو دے کر مرے۔ اور اگر کوئی بھی لائق نہ ملے تب سب ہمراہ لے جائے۔

=8= پیر و مرید =

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اپنی کتاب راحت القلوب، مرتبہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں فرماتے ہیں کہ:۔ شیخ دایہ کی طرح ہوتا ہے اور مرید بچے کی طرح۔ لیکن اگر کسی کا شخص کامل نہ ہو تو اہل سلوک کی کتاب کو پیشِ نظر رکھے اس کی متابعت کرے تاکہ ارادت اور مقراض کے برابر ہو۔ جس نے سعادت حاصل کی خدمت سے کی، اور جب تو درویشوں کی خدمت نہ کرے گا کبھی مقام پہ نہ پہنچے گا۔ ایک روز پیر کی خدمت کرنا بے صدق ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

پیر کا فرمان، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہوتا ہے۔ پس جو پیر کا فرمان بجالاتا ہے گو

یا وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بجالاتا ہے۔ اور مرید کو چاہیے کہ وہ پیر کا فرمان، دل و جان سے بجالائے۔ اور اگر ساری عمر پیر کے ہمراہ، حج کی راہ میں پیر کو سر پہ اٹھائے رکھے تو بھی پیر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

جس شخص کو اپنے پیر کے حق میں نیک عقیدہ نہیں وہ مرید ہی نہیں۔ اور شیخ یا پیر ناراض ہو کر جہان کو درہم برہم کر سکتا ہے۔ اور درویش جب درویشوں کے پاس آتے ہیں تو طاقت نہیں، تو بہتر ہے کہ وہ مرید نہ بنائے۔

(2) جو پیر اہلِ سنت والجماعت کے طریق پر کاربند نہیں۔ یا اس کے افعال واقوال، حرکات وسکنات اور طریقِ کار قرآن وحدیث کے مطابق نہیں تو وہ پیر نہیں، بلکہ وہ اس راہ میں راہزن ہے۔ بہت سے مرید جو گمراہ ہوتے ہیں تو اس کا یہی سبب ہوتا ہے کہ اُن کے پیر کامل نہیں ہوتے۔

(3) جو درویش ابھی ستر پردوں میں ہے اور اُسے ذرہ بھی روشنی نصیب نہیں ہوئی۔ خلقت سے گوشہ گیری حاصل نہیں اور خود اسے مقراض اور خرقہ کی رسوم سے واقفیت نہیں اور وہ لوگوں کو مرید کرنا چاہتا ہے تو وہ جان لے کہ وہ نہ صرف حق سے دور ہے بلکہ خود بھی گمراہ ہے اور مرید کو بھی گمراہ کرے گا۔

(4) درویش کو عالم صاحب قوت ہونا چاہیے تاکہ مقراض اور خرقہ کی رسوم میں اہل سنت والجماعت کے خلاف نہ کرے۔

فقیر کیلئے اہل دنیا سے میل جول خالی از نقصان نہیں۔ اس راہ کے چلنے والے کو بغیر ضرورت گھر سے نہیں نکلنا چاہیے اور وہ بلا ضرورت بات بھی نہ کرے۔ پھر اپنی بندگی کی تاثیر دیکھے کہ، اُس میں کس قدر روشن ضمیری پیدا ہوتی ہے۔

(5) مقراض میں اس قدر کام ہیں کہ ہر شخص اُن کو نہیں پہچان سکتا۔ کیونکہ یہاں پر کام، حسنِ ارادت اور کمالیت سے ہے۔ اس واسطے کہ مقراض سر الٰہی ہے اور قطع علائق ہے۔ اور اس راہ میں بغیر مجاہدہ اور مشقت، قبولیت کا اثر نہیں ہوتا۔

3۔ہدایات

(1) پیر، جمعرات یا سوموار کے روز نمازِ چاشت کے وقت۔ خدا کے پیاروں اور نیک مردوں کو جمع کرے پھر قبلہ رخ ہو کر سجادے پر بیٹھے، پھر دو رکعت نمازِ استخارہ ادا کرے۔ پھر مرید کو سامنے بٹھا کر، متبرک آیات پڑھ کر اُسے دم کرے۔ اور ان آیات کو پڑھنے سے قبل، مرید سے کہے کہ وہ استغفار پڑھے اور مرید کے سر پر مقراض چلانے سے قبل اُس سے غسل کروائے۔ پھر اپنے ہاتھ سے کچھ مٹھائی مرید کے منہ میں ڈالے اور یہ نیت کرے کہ، اے پروردگار، اپنے اس بندے کو اپنی راہ کی طلب میں، اُس کے ذوق سے شیریں بنا۔

(2) پیر، قبلہ رخ ہو کر مقراض لے اور کوئی خیال دل میں نہ لائے پھر بلند آواز سے، تین مرتبہ تکبیر یا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم، کہے پھر ایک مرتبہ چہارم کلمہ (کلمہ توحید) پڑھے پھر اکیس مرتبہ ''درود شریف'' اور اکیس مرتبہ ''استغفار'' پڑھے پھر، مقراض سے سامنے کا بال کترے اور کہے کہ، اے بادشاہ، یہ تیری درگاہ سے بھاگا ہوا بندہ تھا۔ اب تیری غلامی میں آنا چاہتا ہے اور تیرا حلقہ بگوش بننا چاہتا ہے۔ پھر دائیں طرف کا ایک بال اور پھر بائیں طرف کا ایک بال کاٹے پھر پیر، اگر خلوت کے لائق ہے تو خلوت اختیار کرے، نہیں تو سکوت اختیار کرے اور پھر تلقین کرے۔

(3) مقراض چلانا حضرت ابراہیم نے شروع کیا جسکی تلقین حضرت جبرائیل نے کی اور مقراض کی روائت حضرت خواجہ حسن بصری نے حضرت علی سے فرمائی ہے اور حضرت علی اہلِ صفہ کے خلیفہ ہیں۔ اس طرح مقراض چلانا دوسرے طریقوں سے بہتر ہے۔

9۔آداب سماع۔بحوالہ،کشف المحجوب

''از حضرت داتا گنج بخش،علی ہجویری علیہ الرحمہ''

شعر سننا۔حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ، نے اشعار سنے ہیں،اور اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ، نے بھی اشعار سنے اور کہے ہیں۔(1) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''ان من الشعرلحکمۃ'' ''الحکمۃ ضالۃ المومن حیث وجدھا فھوا حق بھا''

یعنی۔بعض اشعار حکمت ہیں حکمت مومن کی کھوئی ہوء چیز ہے، جہاں ملے، وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔ نیز حضورؐ نے فرمایا کہ۔ اہلِ عرب میں،سب سے سچا کلام بعید شاعر کا ہے۔حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شعر کے متعلق دریافت کیا گیا،تو آپ نے فرمایا کہ:۔'' **کلام حسنہ و قبحہ قبیح** ''۔یعنی۔شعر وہ کلام ہے کہ،اس کا مضمون اچھا ہوتو شعر اچھا ہے،اور بُرا ہوتو شعر بُرا ہے۔

(ii) خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ،''**یَزِیدُ فِی الخَلقِ مَا یَشَاءُ**'' ۔یعنی وہ پیدائش میں جو چاہتا ہے،زیادہ کرتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔''**زِینُوااَصوَاتَکُم بِاُلقُراٰن**'' ۔یعنی،قرآن مجید پڑھتے وقت اپنی آوازوں کو سنوارو۔ ''**من ارادن فلیستمع صوت دائود، فلیستمع صوت ابی موسیٰ الاشعری**'' یعنی جو حضرت داؤد کی آواز سننے کی تمنا رکھتا ہو وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی آواز سنے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائت ہے کہ:۔

میرے پاس ایک کنیز گا رہی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی ،جب کنیز کو علم ہوا،اور اُن کی آہٹ سنی تو وہ بھاگ گئی۔جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسکرانے کا سبب پوچھا،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ،ایک کنیز گا رہی تھی تمہارے پاؤں کی آہٹ سن کر بھاگ گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ، میں یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک وہ چیز نہ سن لوں، جو حضور ﷺ نے سنی تھی۔ تو حضور ﷺ نے کنیز کو بلایا، وہ گانے لگی اور حضور سنتے رہے۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن الشرید، اپنے والد سے روائت کرتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے مجھے شعر پڑھنے کا حکم دیا اور پوچھا کہ کیا، امیہ ابن ابی الصلت، کے اشعار سنا سکتے ہو، میں نے سو اشعار سنائے۔ ہر شعر کے بعد حضور ﷺ فرماتے اور سناؤ۔ آخر میں فرمایا، امیہ اپنے اشعار میں قریب قریب مسلمان تھے۔

(iii) گمراہی میں مبتلا لوگوں نے کلامِ حق سنا تو وہ مزید گمراہ ہو گئے۔ جیسا کہ۔

نضر بن الحارث، نے کلامِ پاک سن کر کہا کہ،

هٰذَا اَساطِيرُ الاَوَّلِينَ.

یعنی، یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ ایک جماعت نے

"لاتُدرِكُهُ الاَبصار"

کو رؤیت باری کی نفی کی دلیل بنا لیا۔ ایک دوسری جماعت نے

"ثُمَّ استوىٰ علىَ العَرشِ"

کو جہت و مکان کا ثبوت سمجھ لیا۔ ایک تیسری جماعت نے۔

"وَجَآءَ رَبُّكَ وَالمَلَكُ صَفّاً صَفّاً"

کو حق تعالیٰ کی آمد پر مائد سمجھا چونکہ اُن کی طبیعت میں گمراہی تھی اس لیے اُن کیلئے کلامِ حق کا سننا سود مند نہ ہوا، اور یہ اہلِ ضلالت قرآن حکیم سن کر بھی بھٹک گئے، اور اس کے برعکس اہلِ حق ان باطل لوگوں کی باتیں کر سن کر بھی راہِ ہدایت پر گامزن رہے، جیسا کہ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سعد بن ابی، جو کاتبِ وحی تھے، نے کلامِ پاک سُن کر کہا۔

"فَتبَآرَكَ اللّٰهُ احسنُ الخالقِين"

(iv) ایک گروہ تو وہ ہے جو، روایات کی بناء پر، اور اسلاف کی متابعت کے طور پر سماع کو

حرام سمجھتا ہے چونکہ۔حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کی کنیز کو، گانے پر تنبیہ کی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو درے لگائے، جو گاتا تھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس وجہ سے اعتراض تھا کہ انہوں نے گنے والی لونڈیاں رکھی ہوئی تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، کو اُس حبشی عورت کو دیکھنے ہی سے منع فرمایا، جو گا رہی تھی، اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ، وہ شیطان کی رفیقہ ہے۔

اسی طرح اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں جو اشعار اور قصائد کو گانے سے روکتی ہیں۔اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ۔گانے کو مکروہ سمجھنے کی سب سے بڑی دلیل اجمع امت ہے،اور ایک گروہ نے اُسے مطلق حرام کہا ہے۔

(v) سماع سننے والے، دو جماعتوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں۔اول وہ لوگ، جو معانی پر کان رکھتے ہیں۔اور دوئم وہ لوگ، جو صرف آواز پر جھومتے ہیں۔

دونوں کے اچھے اور بُرے پہلو ہیں اور خوش الحانی طبیعت میں خروش پیدا کرتی ہے۔

اگر طبیعت حق آشنا ہے تو خروش بھی حق ہوگا اور اگر طبیعت باطل پرست ہے تو خروش بھی باطل ہوگا اور اگر طبیعت میں فساد ہے تو سماع کا اثر بھی فساد ہی ہوگا۔کمال ولائت یہی ہے کہ، ہر چیز وہی کچھ نظر آئے جو وہ اصل میں ہے، اگر ایسا نہیں ہے تو نظر کا قصور ہے۔اور جب صحیح نظری یہی ہے کہ، ہر چیز اپنے اصلی روپ میں نظر آئے تو درست سماع بھی یہی ہے۔جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

"اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ کُلَّ الاشیاءِ کَمَا ھِیَ"

یعنی، اے اللہ، تو جملہ اشیا کی وہی حقیقت دکھا، جو ہے۔

(vi) ایک جماعت کے خیال میں سماع کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ایک لہو لعب کرنے والے، یعنی لاھی، جو مکمل فتنہ ہوتے ہیں اور خوف میں مبتلا رہتے ہیں۔

دوسری قسم کے لوگ، یعنی الٰہی، جو کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے، اپنے مجاہدہ اپنی ریاضت اور قطع تعلقات کی بناء پر فتنوں سے بچے رہتے ہیں اور انہیں کوئی خوف نہیں ہوتا۔

ایک اور جماعت نے کہا ہے کہ، جیسا کہ، حضورﷺ نے فرمایا۔

"من حسن اسلام، المرء ترک مالا یعنیه"

یعنی، آدمی کا اچھا اسلام یہ ہے کہ، وہ اُن باتوں کو چھوڑ دے جن کی اسکو ضرورت نہیں، یعنی اُس سے روکش ہو جائے۔ کچھ خاص صوفیا نے کہا ہے کہ۔ سماع کی حیثیت خبر کی ہے اور اُس کی لذت حصولِ مراد ہے، اور یہ بچوں کا کھیل ہے۔ مشاہدہ میں خبر کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور صرف مشاہدہ سے کام رکھنا چاہیے۔ اور ہم الٰہی ہیں، لاھی نہیں لہٰذا سماع کا ترک، ہمارے لیے بہتر ہے، اور ہم اُسی چیز میں مشغول رہنا چاہتے ہیں جو ہمارے وقت کے موافق ہو۔

(vii)(i) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ، نے فرمایا کہ۔

"السماع وارد الحق القلوب الی الحق یزعج فمن اصغی الیه بحق تحقق ومن اصغی الیه بنفس تزندق"

یعنی، سماع فیضان حق ہے، جو دلوں کو روبہ حق کرتا ہے، جس نے حقیقت کو مدِّ نظر رکھا، وہ حق کی طرف گامزن ہوا، جس کے سامنے ہوائے نفس رہی، وہ بھٹک گیا۔ انہی کا قول ہے کہ۔

اہلِ حقیقت سماع میں روبہ حق ہوتے اہلِ ہوس دور دراز کی تاویلوں میں الجھ کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ (ii) حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ۔

"السماع ظاهر فتنة و باطنه عبرة، عرف الاشارة حل له استماع العبرة والا فقداستدعی الفتنة و تعرض لبلیة"

یعنی، سماع بظاہر فتنہ ہے اور باطناً عبرت، جو اداشناس ہے، اُس کیلئے عبرت سننا مباح ہے ورنہ سراسر طلب فتنہ ہے اور مصیبت کو دعوت دینا ہے ایک اور شیخ بزرگ فرماتے ہیں کہ۔ سماع باطن میں پوشیدہ چیزوں کو دیکھنے کیلئے باطن کو ابھارتا ہے، تا کہ پیوستہ حاضر حق رہے۔

حضرت ابو علی رود باری علیہ الرحمہ سے سماع کے متعلق کسی نے سوال کیا تو آپ نے جواباً فرمایا۔

"لیتنا تخلصنا آسا براس"

یعنی، کاش ہم سماع سے سراسر بچ نکلیں۔

(iii) حضرت حصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ۔

"الیش تعمل بالسماع ینقطع اذاانقطع ممن یستمع منه ینبغی ان یکون سماعک متصلا غیر منقطع"

یعنی، اُس سماع کا کوئی کیا کرے، جو منقطع ہو جانے والا ہو جیسے گانے والا ختم کرے تو اس کا اثر بھی زائل ہو جائے سماع تو متصل اور غیر منقطع ہونا چاہیے۔

(iv) آپ (حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ) کے شیخ طریقت فرماتے ہیں کہ۔ سماع اہلِ عجز کا زادِ سفر ہے۔ جو مقام پر پہنچ گیا اُسے سماع کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ مقامِ وصل پر سننے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ سننا خبر ہوتا ہے اور خبر غائب سے متعلق ہوتی ہے۔ عالمِ مشاہدہ میں سننے کا کوئی مقام ہی نہیں رہتا۔

(viii)۔ سماع آفتاب کی مانند ہے کہ وہ تمام چیزوں پر ہے مگر ہر چیز کو اپنے ظرف کے مطابق حرارت، ذوق اور مشروب حاصل ہوتا ہے۔ از روئے تحقیق اہلِ سماع کو تین درجوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک مبتدی، دوسرا متوسط، تیسرا کامل۔ جاننا چاہیے کہ، سماع فیض حق ہے اور انسانی نفس کو ہزل اور لہو سے پاک کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ، سماع کے عالم میں غلبہ حال، ایسا ہونا چاہیے کہ، بدکاروں کو بدکاری سے نجات دے۔

ایسے گمراہ بھی موجود ہیں کہ جو، بدکاروں کے سماع میں شامل ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ، ہم راہِ حق میں سماع کرتے ہیں۔ فاسق اور فاجر لوگ، اُن کے شامل ہوکر زیادہ فسق و فجور میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔ اور یہی اُن کی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔

(ix) رقص اور اُس سے متعلق امور۔ شریعت اور طریقت میں رقص کی کوئی اہمیت نہیں، کیونکہ دانش مندوں کے نزدیک بااتفاق رائے۔ جب اچھی طرح بھی کیا جائے تو۔ کھیل تماشا ہے۔ اور جب بے ہودہ طور پر کیا جائے تو۔ بجز لغویات کے کچھ بھی نہیں۔

مشائخ کرام میں سے کسی بھی بزرگ نے رقص کو قابلِ تعریف نہیں سمجھا۔ اور جو دلائل اہلِ حشو معرضِ بیان میں لاتے ہیں وہ بالکل باطل ہیں۔

چونکہ اہلِ وجد کی حرکات اور اُن کے اعمال برابر ہوتے ہیں، اس لیے اکثر بے ہودہ لوگ اُس رقص کی تقلید کرتے ہیں اور مبالغہ کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور رقص کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں۔

الغرض ناچنا اور رقص کرنا، شرعاً اور عقلاً، قابلِ مذمت ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ، لوگوں پر فضیلت کے خواستگار ایسی حرکات کے مرتکب ہوں۔

جب سبک سری کا غلبہ ہوتا ہے تو ایک قسم کا خفقان رونما ہوتا ہے اور پابندی رسوم اُٹھ جاتی ہے۔ وہ اضطرابی کیفیت، وہ رقص، وہ ناچنا، کسی صورت میں بھی طبع پرور نہیں ہوتا، درحقیقت وہ صرف جانگدازی ہے۔ جو اُسے رقص کہتا ہے وہ حقیقت سے بہت دور ہے۔

(x) آدابِ سماع۔ سماع کی چند شرائط ہیں جو حسبِ ذیل ہیں۔

(i) جب تک ضرورت نہ ہو، نہ کیا جائے اور اس کو عادت میں شامل نہ کر لیا جائے۔ سماع دیر دیر کے بعد کرنا چاہیے تاکہ اس کی عظمت کم نہ ہو۔ سماع کی جگہ عوام سے خالی ہونی چاہیے۔ سماع کے وقت پیر کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اور قوال بھی شریعت کا احترام کرنے والے ہوں۔

(ii) دل دنیا کے مشاغل سے خالی ہو اور طبیعت لہو لہب اور تکلف سے متنفر ہو۔

دل میں جب تک سماع سننے کی طاقت نہ ہو اُس کا سننا اور اُس میں مبالغہ کرنا ضروری نہیں اور جب قوت رونما ہو تو، اُس کو رد نہیں کرنا چاہیے۔

اُسی قوت کی متابعت میں رہنا چاہیے۔ اگر وہ حرکت کا تقاضا کرے تو حرکت کرنی چاہیے اور اگر وہ حرکت کا تقاضا نہ کرے تو ساکن رہنا چاہیے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ، حرکت،

وجداور قوتِ طبع میں فرق برقرار رکھا جائے۔

(iii) سننے والے کو، قبولِ حق کے ظرف کے مطابق، فیضان ہوتا ہے، اور وہ اُسی قدر داد دے سکتا ہے۔ جب اُس کا غلبہ دل پر طاری ہوتو، تکلفاً اُس کو دور نہ کرے اور جب غلبہ کم ہورہا ہو تو، تکلفاً اُس کو جذب کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اور حرکت کی حالت میں کسی سے سہارے کی توقع نہ رکھے، اور اگر کوئی سہارہ دے تو منع نہ کرے۔

(iv) اگر ایک جماعت پر سماع طاری ہو جائے اور کسی ایک کو اُس سے کچھ حصہ نہ ملے تو محروم رہنے والے کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ، دوسروں کی کیفیت سکر کو اپنے صحو کے انداز سے دیکھے۔ اُسے اپنے وقت پر مطمئن رہنا چاہیے تاکہ، اُسے بھی حصہ ملے اور وہ بھی برکات سے فیض اٹھائے۔

(v) سماع میں کسی کو دخل انداز نہیں ہونا چاہیے۔ در صاحب وجد کی کیفیت کو شوریدہ نہیں کرنا چاہیے، اور اُس کی حالت میں تصرف جائز نہیں رکھنا چاہیے اور صاحب وجد کی نیت کو نہیں تولنا چاہیے۔

(vi) اگر قوال اچھا گا رہا ہے تو اُسے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ تو اچھا گا رہا ہے۔ اور اگر وہ برا گا رہا ہے۔ یا وہ ناموزوں شعر سنا رہا ہے تو طبیعت کو پراگندہ نہیں کرنا چاہیے اور اُسے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اس سے بہتر گاؤ۔

طبیعت میں اُس کی نسبت خصومت پیدا نہیں ہونی چاہیے اور اُس کو درمیان میں نہیں رکھنا چاہیے بلکہ بحوالہ حق چھوڑ دینا چاہیے اور اچھی طرح سننا چاہیے۔

نصیحت

از حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ میں علی بن عثمان الجلابی، اس بات کو عزیز رکھتا ہوں کہ:۔ مبتدی سماع نہ سنے۔ تاکہ اُس کی طبیعت پراگندہ نہ ہو جائے۔ سماع میں بہت بڑے خطرے اور خرابیاں ہیں کیونکہ، عورتیں چھتوں کے اوپر اور مکانوں سے درویشوں کو سماع کی حالت میں دیکھتی ہیں۔ جس سے اہلِ سماع پر سخت حجابات پڑ جاتے ہیں۔

اور چاہیے کہ، جوانوں میں سے کسی کو وہاں نہ بٹھائیں۔ جاھل صوفیاء نے ان تمام باتوں کا طریق بنالیا ہے اور صداقت سے دستبردار ہو گئے ہیں۔ نوجوانوں کی طرف دیکھنا۔

نوجوانوں کو دیکھنا اور اُن کے ساتھ مجالست کرنا منع ہے۔ اور اُس کو جائز سمجھنے والا گمراہ کافر ہے۔ اور جو کچھ اس بارے میں بطور دلائل لایا جائے، اُس کی بنیاد باطل اور جہالت پر ہے۔

10۔ وجد، وجود، تواجد، جامہ دری

بحوالہ، کشف المجوب، از حضرت داتا گنج بخش، علی ہجویری علیہ الرحمہ وجد اور وجود، مصدر ہیں۔ ایک کا مطلب غم اور دوسرے کا مطلب پالینا ہے۔ فاعل دونوں کا ایک ہوتا ہے اور بصورت مصدر اُن میں فرق نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ۔

"وَجَدَ یَجِدُ وُجُوداً و وجُدَاناً.

جب پالیا تو

"وَجَدَ یَجِدُ وجداَنَا"

جب مغموم ہو تو پھر وہی

"وَجَدَ یَجِدُ جِدَةً"

جب امیر ہو گیا، جب غصہ میں آ گیا تب

"وَجَدَ یَجِدُ موَجُودةً"

ان میں فرق مصادر کی وجہ سے ہے افعال کی وجہ سے نہیں۔

2۔ صوفیاء کے نزدیک، وجد اور وجود سے دو حالتوں کا اثبات ہے جو سماع میں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ایک حال غم سے قریب ہوتا ہے اور دوسرا تحصیل غم کے قریب۔ غم کی حقیقت۔ محبوب سے دوری اور مُراد کا گم ہو جانا اور حصولِ مُراد کا حاصل کرنا ہے۔

حُزن اور وجد، میں فرق یہ ہے کہ، حُزن اُس غم کو کہتے ہیں کہ جو اپنے مقدر کا ہو۔ اور وجد

اُس غم کو، جو غیر کی جانب سے محبت کے طور پر ملے۔ اور یہ تغیر، سب طالب سے نسبت رکھتے ہیں۔ یہ مشاہدہ میں طرب کے برابر ہے اور طرب کو طلب کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ الغرض وجد، طالب اور مطلوب کے درمیان ایک راز ہے جسے بیان کرنا، مکاشفہ میں غیبت کے برابر ہے۔

3۔ وجود، محبوب کی طرف سے محبّ کے حق میں ایک فیض ہے، جسے اشارتاً بتانا ناممکن ہے۔ یہ وجد کی ایک غمناک کیفیت ہے جو، فرحت یا سنجیدگی سے، یا غم یا خوشی سے رونما ہوتی ہے۔ اور وجود، دِل سے غم کا دفع ہونا اور مقصود کا پالینا ہے۔

اہلِ وجد یا تو غلبہ شوق سے مضطرب ہوتا ہے اور یا مشاہدہ سے سکون حاصل کر کے کیفیتِ کشف حاصل کرتا ہے۔ یعنی یا تو وہ، رنج نالہ یا گریہ سے مضطرب ہوتا ہے اور یا خوشی اور سرور سے سکون پذیر ہوتا۔

4۔ صوفیاء کرام، میں اس بات پر اختلاف ہے کہ:۔ وجد، کامل تر ہے یا، وجود۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ، وجود، مُریدوں کی اور، وجد، عارفوں کی صفت ہے۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ، وجد، مریدوں کا سوز ہے اور، وجود محبوں کا تحفہ ہے۔

چونکہ عارفوں کا مقام مریدوں سے بلند تر ہوتا ہے، اس لیے عارفوں کی صفت بھی مریدوں سے بلند تر اور کامل تر ہوتی ہے۔ جو چیز معرضِ حصول میں آسکتی ہے، وہ دائرہ ادراک میں بھی آسکتی ہے، اور جنسی صفت سے موصوف ہوتی ہے اور ادارک موجود ہوتا ہے۔

خدا کی ذات کی کوئی حد نہیں۔ الغرض جو کچھ طالب نے پالیا، وہ بجز شرب کے کچھ بھی نہیں۔ اور جو کچھ نہیں پایا، طالب کو اُس سے کچھ تعلق نہیں، اور وہ اُس کی طلب سے عاجز ہے۔ محبوں کا مقام، مریدوں سے بالاتر ہے، اس لیے کہ، تحفے کا سکون، سوز سے کامل تر ہے۔

5۔ ایک روز حضرت شبلی علیہ الرحمہ، اپنے حال کے جوش میں حضرت جنید علیہ الرحمہ کے پاس آئے اور آپ کو غمگین دیکھ کر پوچھا کہ، اے شیخ کیا بات ہے تو، حضرت جنید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:۔

''جس نے طلب کیا، وہ مغموم ہوا''

تو حضرت شبلی علیہ الرحمہ، نے جواباً عرض کیا کہ نہیں اے شیخ، بلکہ:۔

''جو مغموم ہوا، اُس نے طلب کیا''

حضرت جنید علیہ الرحمہ، کا اشارہ، وجد کی طرف اور حضرت شبلی علیہ الرحمہ، کا اشارہ، وجود کی طرف تھا۔ اور آپ (حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ) کے نزدیک، حضرت جنید علیہ الرحمہ، کا قول زیادہ درست تھا۔ کیونکہ جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ، اُس کا خالق اُس کی جنس سے نہیں تو، اُس کا غم والم اور دراز ہو جاتا ہے۔

6۔علم کا غلبہ، وجد کے غلبہ، سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ کیونکہ، وجد کے عالم میں واجد، خطرہ میں ہوتا ہے۔ مگر علم کی قوت ہو تو، عالم امن کے مقام پر ہوتا ہے۔ ان سب چیزوں سے مراد یہ ہے کہ، تمام حالات میں طالب کو، علم اور شریعت کا تابع ہونا چاہیے، کیونکہ۔

اگر وہ وجد، سے مغلوب ہو جائے گا تو وہ، قابلِ خطاب نہیں رہے گا۔ اور جب وہ قابلِ خطاب نہیں رہے گا تو وہ، عذاب اور ثواب، سے بھی آزاد ہوگا۔ اور اُس عالم میں اُس کی شکل دیوانے کی سی ہو جائے گی۔ اور اولیاء اللہ اور مقربین سے اُس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

7۔ جب علم کا غلبہ ہو تو، بندہ اللہ تعالیٰ کے، اوامر ونواہی، کی پناہ میں ہوتا ہے اور عزت و عظمت سے بہرہ ور، اور جب حال کی قوت، علم پر غالب ہو تو، بندہ حدودِ خداوندی سے خارج ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور وہ قابلِ خطاب نہیں رہتا، وہ یا معزور ہوتا ہے اور یا مغرور۔ حضرت جنید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ۔ راستے دو ہیں۔ یا علم و عمل۔ اور یا ایسی روش، جو بغیر علم کے ہو۔ علم، بے عمل بھی ہو تو، عزت و شرف ہوتا ہے۔ اور عمل، نیک بھی ہو تو، جہالت کی وجہ سے ناقص ہوتا ہے۔ حضرت بایزید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ۔ اہلِ ہمت کا کفر، اہلِ آرزو کے اسلام سے بلند تر ہے۔ یعنی، اہلِ ہمت کیلئے کفران اور ناشکری ممکن ہی نہیں۔

8۔تواجد، وجد کے لانے میں ایک تکلف ہوتا ہے، اور یہ، انعامات وشواہدِ حق، کو دل کے

حضورپیش کرتا ہے۔اوروصل کا خیال اورانسانی آرزوں کا موجزن ہوتا ہے۔

ایک گروہ، اس معاملے میں پابندِ رسوم ہے۔ صوفیاء کی ظاہری حرکات، اور اُن کی ترتیب، اور اُن کے اشارات، کی تقلید کرتے ہیں۔اور یہ حرام محض ہے۔ایک اہل حقیقت کا گروہ ہے جو، ان حرکات اور رسوم سے، صوفیاء کے احوال اور اُن کے مقام، کی طلب کرتے ہیں۔

جامہ دری

پس جامہ دری کیلئے تصوف میں کوئی جواز موجود نہیں ہے، اور سماع کے وقت حالت سماع میں جامہ دری نہیں کرنی چاہیے۔کیونکہ وہ صرف سب ہے برابر ہوئی لیکن اگر سننے والا مغلوب ہو جائے اور قابلِ خطاب نہ رہے اور بے خبر ہو جائے تو اُسے معذور سمجھنا چاہیے۔ جب کسی پر اس حالت طاری ہو جائے۔اور کوئی جماعت اس کی موافقت میں، جامہ دری کرے۔تو جائز ہے۔

(i) اہلِ طریقت کے خرقے دو طرح کے ہوتے ہیں۔

ایک وہ، جس کو سماع کے دوران میں درویش خود پھاڑے

دوسرے وہ کہ، کچھ لوگ اپنے پیر کی، اور مقتدا، کے حکم سے کسی کے پھاڑیں، (i) کسی جرم سے استغفار کی حالت میں، (ii) یا وجد میں، بے خودی کے عالم میں۔

ان سب خرقوں مین مشکل ترین خرقہ، سماعی ہوتا ہے۔جس کی دو صورتیں ہیں ایک مجروح، دوسری درست، (i) جامہ مجروح، کیلئے دو شرطیں ہیں، یا تو اُسے سی کر واپس کر دیا جائے یا کسی اور درویش کی نذر کر دیا جائے، اور یا تبرکاً ٹکڑے ٹکڑے کر کے باندھ دیا جائے

(ii) اگر درست ہو تو، دیکھنا پڑے گا کہ، سماع کرنے والے درویش کی کیا مراد تھی۔اگر اُس کی مراد قوال کو دینا ہے تو، اس کو ملے اگر جماعت کو دینا ہے تو، اسکو ملے۔اگر بغیر کسی مقصد کے ہے تو، فیصلہ پیر پر موقوف ہے کہ، وہ کیا حکم دیتا ہے۔

زمانے کی گردش جودانہ
حقیقت ایک تو۔ باقی فسانہ

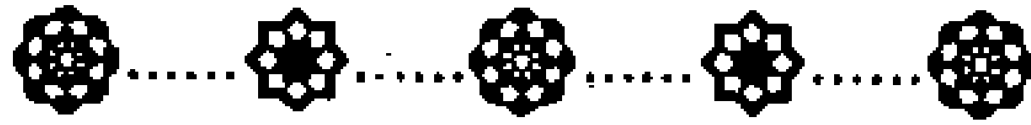
کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا
فقط امروز ہے۔ تیرا زمانہ
اقبال

فالحمد للّٰہِ رب العالمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولِہٖ محمد و آلِہٖ واصحابِہٖ اجمعٰین،

تسلیما کثیراً کثیرا.

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ
اقبالؒ



علمی پبلشرز لاہور